کلیام کوچۂ عشق
بوالہوس پاؤں نہ رکھیو کبھی اس راہ کے بیچ
کوچۂ عشق ہے یہ راہ گزر عام نہیں
کلیام
کوچۂ عِشق
تذکرہ
حضرت میاں فضل الدین
کلیامی، چشتی، صابری
أحوال، آثار، مناقب، تبرکات، خُلفاء کرام
نادر و تاریخی تصاویر کا مجموعہ
تحقیق و تحریر
سید احمد اقبال ترمذی
افتخار احمد حافظ قادری
1

جو پڑھے گا صاحبِ لَوْلَاكَ کے اُوپر دُرود
آگ سے محفوظ اُس کا تن بدن رہ جائے گا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

قال رَسُوْلُ الله ﷺ انا خاتم النبيين لا نبي بعدِي
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا



# کلیام کوچۂ عشق

## تذکرہ

## حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری

احوال، آثار، مناقب، تبرکات، خلفاء کرام

### تحقیق وتحریر

سید احمد اقبال ترمذی، افتخار احمد حافظ قادری

1446ھ/2024ء

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | کلیام کوچۂ عشق |
| موضوع | : | تذکرہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری |
| تحقیق و تحریر | : | سید احمد اقبال ترمذی/ افتخار احمد حافظ قادری |
| نظر ثانی | : | پروفیسر راشد مسعود کلیامی، زیب سجادہ صابری آستانہ، مورت |
| تسوید | : | عمران علی ملک، گوجر خان، راولپنڈی |
| کمپوزنگ و ڈیزائننگ | : | سید محمد مکرم شاہ گیلانی، راولپنڈی |
| فوٹو گرافی | : | انعام الرحیم قادری، مورگاہ، راولپنڈی |
| مقام و تاریخ اشاعت | : | راولپنڈی، پاکستان، 1446ھ/ 2024ء |
| تعداد اشاعت | : | پانچ صد (500) |
| ہدیۂ کتاب | : | دُعائے بخشش و مغفرت برائے اُمت محمدیہ ﷺ |
| اجرت کتاب | : | کوئی ارمان ہے نہ اجرت کی مجھے کوئی طلب<br>حشر میں تالیف ہو یہ مری بخشش کا سبب |
| برائے ایصال ثواب | : | جمیع اُمت محمدیہ ﷺ |
| ISBN نمبر | : | 978-969-23692-7-5 |
| رابطہ | : | الزاویہ الجزولیہ، سیکٹر 1/ F-5، اسلام آباد (پاکستان)<br>0317-9988337 |

# انتساب کتاب

اس بابرکت کتاب کو تاجدارِ کلیام

**حضرت میاں فضل الدین کلیامی** رضی اللہ عنہ

کے

وسیلہ جلیلہ سے

سلسلہ چشتیہ، سلسلہ قادریہ اور سلسلہ صابریہ

کے

جملہ اولیائے کاملین

کے

نام کرتے ہیں کہ

جن کے طفیل اِس علاقہ میں اِسلام کی کرنیں پہنچیں
اور جن کی نگاہِ کرم کے فیض نے لوگوں کے
قلوب و اَذہان کو منور و معطر کیا۔



**فدائے کوچۂ کلیام شریف**
سید احمد اقبال ترمذی
افتخار احمد حافظ قادری

## قِطعۂ تاریخ اشاعت
## کلیام کوچۂ عِشق
## "گوشۂ دامانِ افتخارِ قادری"

—— 2024ء ——

افتخار! اے صاحبِ فہم و ذکا !    آپ کی تصنیف ہے دین آشنا
لفظ لفظ اِس کا عقیدت سے ہے پُر    حرف حرف اِس کا محبت سے بھرا
تذکرہ ہے یہ شہِ کلیام کا    جن کے در پر جھکتے ہیں شاہ و گدا
ارضِ کلیام اُن کی نسبت کے طفیل    کوئے اُلفت، کوچۂ عشق و وِلا
اُن کا نامِ پاک اُن کا ذکرِ خیر    ہے یقیناً باعثِ اَجر و جزا
کیا حسین و بہتریں ہے یہ کتاب    مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
سالِ اِشاعت کا جو پوچھا اِے عروؔس    "دین پرور فضل دین" آئی ندا

—— 1446ھ ——

از
صاحبزادہ محمد نجم الامین عروؔس فاروقی
مونیاں شریف، گجرات

# فہرست کتاب

عنوان مضامین — صفحہ نمبر

## نعتِ رَسولِ مقبول ﷺ

یا رسولِ ہاشمی ﷺ قربان نامت جانِ من
جانِ من جانانِ من با جملہ فرزندانِ من
از شعاعِ نور پاکِ تو منور یا رسول ﷺ
دیدۂ من سینۂ من قلب من قلبانِ من
حضرتِ یعقوب می گوید فدایت یا رسول ﷺ
دیدۂ من یوسفِ من مصر من کنعانِ من
خاکِ راہِ رہروانِ راہِ عشقت یا رسول ﷺ
سرمۂ من دیدۂ من چشم من چشمانِ من
یا رسولِ أبطحی بابُ السلام روضہ ات
قبلۂ من کعبۂ من دین من ایمانِ من
سجدۂ پاکت کہ باشد در قیامت یا رسول ﷺ
راحتِ من رحمتِ من آبر من نیسانِ من
چشم دارد جامیؔ مسکین کہ فرمائی قبول
گریۂ من نالۂ من آہِ من افغانِ من

کلام:

عظیم عاشق رسول حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک در شہر ہرات، افغانستان

پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی
صابری آستانہ، مورت شریف، فتح جنگ، اٹک

# تذکرۂ مصنفین

مصنفِ موصوف افتخار احمد حافظ قادری ایک عہد کا نام ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ لکھنے پڑھنے اور سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ﴿سورۃ الانعام:11﴾ و فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ ﴿سورۃ الروم:50﴾ میں گزارا۔ اِس طرح آپ، مصنف، سیاح اور محقق ہونے کے اعتبار سے علم وحکمت کے بے شمار قیمتی موتی جمع کرتے رہے اور پھر ساتھ ساتھ اُن کو بے لوث اور بے غرض ہو کر افادہَ عام کے لئے اہلِ محبت واہلِ علم کے لئے پیش کرتے رہے۔

آپ کی شخصیت کے خاص پہلوؤں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ اُردو، پنجابی کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں کے ماہر ہیں اور یہ صِفت کِسی بھی شخصیت کے اُمتِ وسط کے فریضہ کو ادا کرنے کا اہل ہونا ثابت کرتی ہے۔ اِس لئے کہ مسلمان! اُس وقت تک اُمتِ وسط کے منصب کی ذمہ داریاں ادا ہی نہیں کر سکتے جب تک کہ وُہ تمام عالمی زبانوں کے ماہر نہ ہوں۔ فریضہ تبلیغ اُسی صورت ادا ہو سکتا ہے جب یہ صفات حاصل ہوں۔ جنابِ خضر علیہ السلام کی اَہلیتِ صدرِ رجالُ الغیب کو بیان کرتے ہوئے قُرآنِ پاک نے یہ بیان کیا ہے کہ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ہم نے اُنھیں اپنی جنابِ خاص سے رحمت خاصہ عطا کر رکھی تھی وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿سورۃ الکہف:65﴾ اور ہم نے اُنھیں اپنی جنابِ خاص سے علم خاص عطا کر رکھا تھا، تب جا کر وُہ اس قابل ٹھہرے کہ جنابِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ جیسی جلیل القدر شخصیت جو

نبوت و رسالت اور معجزاتِ باہرہ کی حامل ہو کر قربت و اتباعِ حضرتِ خضر کی طالب بنی اور اس قدر چاہت کا اظہار کیا کہ اُس وقت تک میں چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک کے میں اُن تک مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ یعنی مقام خضر تک نہ پہنچ جاؤں۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿سورۃ الکھف 60﴾

اسی طرح ہمارے موصوف نے اپنی زندگی میں سُنتِ موسوی پر عمل کرتے ہوئے روئے زمین کے اکثر صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ اطہار اور اولیائے کرام کے مقامات و مزاراتِ مُبارکہ کی نہ صرف زیارات کیں بلکہ بعض کی خدمت میں کئی کئی دن قیام کر کے اپنے قلب و باطن میں اُن انوار الٰہیہ کو سمیٹا جن کے وُہ حاملین تھے۔

سرزمینِ فارس کے ایک شہر خرقانِ مُعلیٰ میں رئیس المشائخین حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں کہ جنکی بارگاہِ مُقدسہ میں عظیم اسلامی سُلطان محمود غزنوی حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کرتے ہیں اور شہرِ مہنہ سے عظیم عارف بزرگ، صوفی شاعر حضرت ابوسعید ابوالخیر جب آپ کے مقامِ خرقان شریف پہنچتے ہیں تو فرماتے ہیں:

**من خشت خام بودم چون به خرقان رسیدم گوهر باز گشتم۔**

(میں ایک کچی مٹی تھا اور جب خرقان پہنچا تو میں گوہر نایاب بن کر واپس ہوا)

حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک، روضہ شریف، مسجد شریف بلکہ ہر در و دیوار سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ جس سے معطر ہونے کے لئے حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے بھی ڈیڑھ صدی قبل حضرت

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی مقام پر تشریف لایا کرتے تھے۔ اِسی عظیم و نادر الوجود شخصیت کی بارگاہِ بے کس پناہ میں افتخار احمد قادری نے 33 روز مسلسل قیام فرمایا۔آپ نے دُنیائے اسلام میں قرونِ اولی کے اکثر مشائخ عظام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی روح کو مزید بالیدگی کا بندوبست کرتے کرتے کوچہ عشق کے "**کلیامی دُولھا**" جناب حضرت میاں فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے مرشد عظیم جناب حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کی بارگاہوں میں جا پہنچے اور ہمارے لئے علم و معرفت اور خاصانِ اُمت کے فیوضات کو جمع کر کے ہم تک پہنچا دیا۔

جنابِ موصوف کی شخصیت ہمہ پہلو ہونے کے اعتبار سے کماحقہٗ تعارف اِن سطور میں ممکن نہیں۔آپ ستر (70) کتب کے مصنف ہیں آپ کی شخصیت اور کام پر اہل علم و دانش کو تحقیقی مقالہ جات کی ضرورت ہے۔مجھے آپ کی شخصیت سے متعارف ہوئے چند ماہ ہی ہوئے ہیں لیکن یوں لگتا ہے کہ عالم اَرواح کی دوستی آج ظاہر ہوئی۔

آپ کے معاون مصنف جناب سید احمد اقبال ترمذی کی شخصیت کا مُجھ پر اسقدر گہرا اثر ہے کہ زبانِ قلم شاید اِس کو بیان نہ کر سکے۔آپ انتہائی مخلص، مثقف، اہل علم و ادب اور صاحبِ نسبت و معرفت ہیں۔سادات میں جو صفات پائی جانی چاہئیں وُہ آپ پر روشن رنگوں کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔

ہر دو شخصیات کی مُشترک خوبی یا خوش قسمتی یہ ہے کہ آپ مشہورِ عالم اور مقبولِ بارگاہِ رسالت درود و سلام کی کتاب دلائل الخیرات و شوارق

الانوار فی ذکر الصلاۃ و السلام علیٰ النبی المختار کے حلقہ جات قائم کر رہے ہیں اور حلقہ دلائل الخیرات کے نام سے حضور سیدِ عالم ﷺ کی محبت و عشق کو عام کرنے میں ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔ مجھے ہر دو شخصیات سے قلبی و روحی تعلق کی بنیادی وجہ یہ کتاب دلائل الخیرات ہی بنی۔

کلیام کوچۂ عِشق کے حوالے سے یہ کہنا حقیقت پر مبنی ہوگا کہ اِس کِتاب کی انفرادیت یہ ہے کہ اب تک کلیام کے سلسلہ کے متعلق جتنی بھی کُتب چھپی ہیں اُن میں حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے تبرکات اور خلفاء کا اِس طرح منفرد اور خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کہیں نہیں ملتا جو اِس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

اہلِ عرفان جانتے ہیں کہ اِس طرح کے کام اور بے لوث اور بے غرض نیات کے ساتھ کرنا اُس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص توفیق اور مشائخ کی خصوصی نظرِ کرم نہ ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اِن حضرات کا یہ کام مقبول و محبوب ہو کر باعثِ نفعِ عام و خاص بنے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

احقر العباد محب اولیاء

**راشد مسعود کلیامی**

سجادہ نشین، صابری آستانہ،

کھیری مورت، فتح جنگ، اٹک

## مقدمہ

قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر تجھے اولیاء اللہ کی صحبت نصیب ہو جائے تو اُس کے کیا کہنے کیونکہ اُن کی صحبت تقرب الی اللہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اولیائے کاملین کی زیارت ہی ہر سوال کا جواب ہوتی ہے اور پھر اُن کی وساطت سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکلِ از حل شود بے قیل و قال

تصوف سارے کا سارا صرف اَدب ہے اور اگر اَدب نہیں تو پھر مرشد کے فیض سے بھی محروم رہے گا اور جو مرشد کے فیض سے محروم ہوا وُہ رب تعالیٰ کا لطف و کرم کیسے حاصل کرے گا۔ اَولیائے کاملین کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد اُن کی بارگاہوں میں حاضری کو بھی رب تعالیٰ کسی صورت ضائع نہیں فرماتے کیونکہ اولیاء اللہ کی موت تو صرف تبدیلی مقام ہوتی ہے اُس سے زیادہ کچھ بھی نہیں اور پھر وُہ ولی جس کا دل عشق الٰہی سے زندہ ہو گیا ہو تو وہ کب مرتا ہے؟

سرخیل سلسلۂ چشتیہ خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کی صحبت میں صرف بیٹھنا ہی نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور بُروں کی صحبت میں صرف بیٹھنا ہی گناہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے اسی لئے تو حضرت پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

صُحبتِ صالح تُرا صالح کند
صُحبتِ طالح تُرا طالح کند

(نیک لوگوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے
اور بُرے لوگوں کی صحبت بُرا بنا دیتی ہے)

سُرخیل سلسلہ صابریہ حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیامی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔آپ اپنے صاحبزادے حضرت علاؤ الدین علی احمد کو ہرات (افغانستان) سے لے کر پاکپتن شریف میں اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا کہ اب اس بچے کی پرورش اور تربیت آپ فرمائیں گئے آپ نے اپنی ہمشیرہ کے سامنے ہی اپنے بھانجے کو مرید کر کے لنگر کی تقسیم کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔

ایک عرصہ کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ دوبارہ پاکپتن تشریف لائیں اور جب اپنے صاحبزادے کی جسمانی حالت کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اپنے برادر مکرم سے اس حالت کا شکوہ کیا تو حضرت بابا فرید گنج شکر نے فرمایا کہ تم خود گواہ ہو کہ میں نے تمھارے سامنے ہی تقسیم لنگر کی خدمت اِس کے سپرد کر دی تھی اور جب حضرت علاؤ الدین علی احمد سے پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا، یا حضرت! آپ نے تقسیم لنگر کا ہی مجھے حُکم فرمایا تھا یہ تو آپ کا ارشاد مبارک نہ تھا کہ اِس میں سے کھا بھی لیا کرنا یہ جواب سن کر ماموں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی جس پر آپ نے شفقت سے فرمایا:

**علاؤالدین صابر است**

اور اُسی وقت اپنے سینے سے لگا کر خُدا جانے کیا کیا
روحانی انعامات و اکرامات سے نوازا۔

غوثِ زماں سیدی عبد العزیز الدباغ الحسنی الادریسی رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا کہ ولی کامل کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی عام شخص کے بارے میں یہ کہہ دے کہ یہ ولی ہے! تو اُسی وقت وہ عام شخص اور وہ ولی، معرفت کے ایک ہی مرتبے پہ فائز ہو جائیں گئے اور اِن دونوں کے درمیاں کوئی فرق نہ رہے گا یعنی کوئی بھی ولی کامل ایک لمحے میں کسی بھی شخص کو رحمتِ باری سے واصل کرسکتا ہے۔

قارئین کرام! انہی نفوس قدسیہ میں سے ایک قُدسی صفات کی حامل شخصیت ولی کامل، کعبہ عشاق، شہباز لامکاں، حاملِ ظلِ تکوین حضرت فقیر میاں فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جِن کا کتاب ہذا میں تذکرہ پیش کرنا مقصود ہے جو آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول: تذکرہ مبارکہ حضور شہنشاہِ کلیام۔

باب دوم: شہبازِ لامکان کا راہِ سلوک اور احوالِ وصال۔

باب سوم: امام العشاق مجسم کرامات حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی کراماتِ مشہورہ۔

باب چہارم: خوبصورت، نادر، دیدہ زیب و دلکش تصاویر کا مجموعہ۔

باب پنجم: حضرت کلیامی سرکار کے مُریدین اور خُلفاء کرام کا تذکرہ۔

باب ششم: ولی کامل حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی نشست گاہیں اور تبرکات مقدسہ۔

باب ہفتم: مناقب بحضور کعبۂ عشاق حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی

باب ہشتم: کتاب ہذا پر منثور و منظوم تاثرات و پیغامات۔

قارئین کرام! اِس کتاب کو آٹھ ابواب میں اِس لیے تقسیم کیا ہے کہ اِس آٹھ کے عدد میں خاص اور بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ قرآن پاک میں آٹھ کا عدد کئی بار استعمال ہوا ہے مثلاً ثمانية أيام ( آٹھ دن ) ثماني حجج ( آٹھ سال ) ثمانيةأزواج ( آٹھ جوڑے ) الثمن ( آٹھواں حصہ ) اور ایک مقام پر باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○ کہ اُس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اپنے اوپر اُٹھایا ہوگا اور اسی طرح جنت کے بھی آٹھ دروازے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ولیٔ کامل حضرت میاں فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کے طفیل ہم سب کو اس عدد آٹھ کے فیوضات و برکات سے مستفیض فرماتے ( آمین )

احباب گرامی! کتاب ہذا کی تیاری کے سلسلہ میں برائے جمع معلومات و تحقیق متعدد شخصیات سے ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا اور کوشش کی کہ اگر کوئی مستند اور تحقیقی مواد میسر آجائے تو اُس کو بھی کتاب ہذا کی زینت بنا دیا جائے لیکن اِیسا ممکن نہ ہوسکا۔ کیونکہ صدری اور زبانی روایات ہی مل سکیں اور پھر جب 2 راویوں کے بیان کردہ کسی ایک ہی واقعہ کو تحقیقی نقطہ نظر سے دیکھا گیا ہے تو اُن کی بیان کردہ روایت میں اختلاف پایا گیا تو ایسی روایات کو معلومات کے منبع کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا اور دستیاب مواد میں سے صرف منتخب مواد اور ذاتی تحقیق پر ہی انحصار کیا گیا کیونکہ تصوف کی دنیا میں تحقیقی مواد ہی منظر عام پر آتا ہے۔

قارئین کرام! ایک حدیث نبوی جسکو کثیر محدثین نے روایت فرمایا ہے اور حضرت امام جلال الدین السیوطی نے اُسے جامع الاحادیث کی جلد نمبر 2 صفحہ

نمبر 408 پر تحریر فرمایا ہے کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ کیسے ادا کرے گا۔ اس حدیث نبوی ﷺ پر عمل کی کوشش کرتے ہوئے اور اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ہم اُن تمام معزز و مؤقر شخصیات (اندرون و بیرون ملک) کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ جنہوں نے اس کتاب کے لئے اپنی تقاریظ، تاثرات اور پیغامات ارسال فرمائے۔

اِس کِتاب کی تیاری اور فراہمی معلومات کے سلسلہ میں جِن جِن شخصیات نے بھی ہماری راہنمائی فرمائی، مشوروں سے نوازا، ہماری عزت وتکریم فرمائی، ہم اُن تمام کے تہہ دِل سے شکر گزار ہیں۔ بالخصوص زیب سجادہ صابری آستانہ مورث محترمی جناب پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی چشتی صابری ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے نہ صرف کتاب پر نظر ثانی فرمائی بلکہ مصنفین کا تذکرہ بھی تحریر فرمایا۔ گوجر خان سے ایک مردِ درویش حضرت خواجہ مقبول الٰہی صاحب اور جن احباب کے نام ذکر نہ کر سکے اُن سب کے مشکور و ممنوں ہیں اور اُن تمام کے لئے دُعا گو بھی ہیں۔

مقدمہ ہذا کے اختتام پر یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ قارئین کرام کو اِس کتاب کی کوئی بھی بات اچھی لگے تو وُہ حضرت تاجدار کلیام حضرت میاں فضل الدین کلیامی کا فیض وتصرف ہوگا اور اگر کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے ہماری کوتاہی سمجھا جائے جس کے لئے ہم پیشگی معذرت کرتے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ولی کامل حضرت میاں فضل الدین کے فیوضات و برکات سے نوازے اور کل روز محشر یہ کتاب ہماری مغفرت کا باعث بن جائے۔ آمین

## ”کلیام کوچہ عشق“کے مسودے کا سفر سعادت

مئی 2024ء سے کتاب مذکورہ بالا کی تیاری کے سلسلے میں جمع معلومات، تحقیق، مسلسل سفر برائے زیارت مزارات مبارکہ خلفاء کرام حضرت میاں فضل الدین کلیامی در شہر ہائے متفرقہ، زیارت تبرکات مقدسہ و نشست گاہ ہائے میاں فضل الدین کلیامی، تحریر مسودہ اور کمپوزنگ و ڈیزائینگ کے بعد الحمدللہ مورخہ 30 ستمبر 24ء کو مسودے کی کاپیاں تیار ہوئیں۔ بروز بدھ مورخہ 2 اکتوبر 24ء بمطابق 27 ربیع الاول 1446ھ مسودہ کتاب کے ہمراہ کلیام شریف میں بارگاہِ فنافی الذات حضرت میاں فضل الدین کلیامی میں حاضر ہوئے۔ مسودہ کتاب آپ کی بارگاہِ مقدسہ میں بصد عجز و نیاز اِس التماس کے ساتھ پیش کیا کہ حضرت ہماری اِس ادنی سی کاوش کو قبول و منظور فرمائیں تا کہ اِس کو شائع کیا جا سکے، کچھ دیر کے لیے مسودہ کو آپ کے مواجہہ مبارکہ میں رکھا اور پھر اِس کو بانی فیضانِ کلیام حضرت خواجہ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی اور حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی کی بارگاہوں میں منظوری اور اِس میں خیر و برکت کے لئے پیش کیا۔

اِسی دوران اِس بندہ کے سفر زیارات ایران کا پروگرام بن گیا اور سوچا کیوں نہ اِس مسودہ کو ساتھ رکھ لیا جائے اور اِن عظیم بارگاہوں میں بھی منظوری و خیر و برکت کے لئے پیش کیا جائے اور بالخصوص خواجہ شیراز حضرت حافظ شمس الدین شیرازی کی بارگاہ میں پیش کیا جائے کیونکہ تاجدار کلیام حضرت میاں فضل الدین کلیامی کا حضرت قبلہ حافظ شیرازی سے گہرا تعلق تھا۔ جن جن بارگاہوں میں یہ مسودہ پیش کیا گیا خیر و برکت کے حصول کے لیے اِن کے ناموں، تواریخ اور شہروں کا مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

☆ بارگاہِ حضرت امام علی رضا بن موسیٰ الکاظم بروز اتوار مورخہ 13 اکتوبر 24ء شہر مشہد مقدس۔
☆ بارگاہ رئیس المشائخین حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی بروز جمعرات مؤرخہ 17 اکتوبر 24ء شہر خرقان معلیٰ۔
☆ بارگاہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ بروز جمعرات مؤرخہ 17 اکتوبر 24ء شہر بسطام شریف۔
☆ بارگاہِ شیخ الاجل حضرت شیخ سعدی شیرازی بروز سوموار شریف مؤرخہ 21 اکتوبر 24ء شہر شیراز مبارک فارس
☆ بارگاہِ خواجہ شیراز حضرت حافظ شمس الدین شیرازی بروز سوموار شریف مؤرخہ 21 اکتوبر 24ء شہر شیراز مبارک فارس۔
☆ الحمدللہ آپ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضری، مسودہ کتاب پیش کرنے کا شرف اور پھر وہ شعر باواز بلند پڑھنے کی سعادت حاصل کی جو تاجدارِ کلیام حضرت میاں فضل الدین کلیامی نے حضرت شاہ سلیمان تونسوی کی باگاہ میں پیش کیے تھے۔ یہ شعر دیوان حافظ شمس الدین شیرازی کی غزل نمبر 278 کا چھٹا شعر ہے۔

نظر کردن بہ درویشان منافی بزرگی نیست
سلیمان با چنان حشمت نظرہا بود با مورش

اسی غزل کا ساتواں و مقطع شعر یہ ہے۔

کمان ابروی جانان نمی پیچد سر از حافظ
ولیکن خندہ می آید بدین بازوی بی زورش

☆ بارگاہِ حضرت ابوعلی فارمدی بروز ہفتہ مؤرخہ 26 اکتوبر 24ء بمقام فارمد مضافات مشہد مقدس۔

☆ بارگاہِ حضرت فرید الدین عطار نیشاپوری بروز اتوار مؤرخہ 27 اکتوبر 24ء شہر نیشاپور۔
☆ بارگاہِ حضرت ابوسعید ابوالخیر بروز اتوار مؤرخہ 27 اکتوبر 24ء شہر میہنہ۔
☆ بارگاہِ حضرت شیخ زین الدین ابوبکر تایبادی بروز بدھ مورخہ 30 اکتوبر 24ء سرحدی شہر تایباد۔
☆ بارگاہ حضرت شیخ احمد جام بروز بدھ مورخہ 30 اکتوبر 24ء شہر تربت جام۔

جن بارگاہوں میں اب اِس بابرکت کتاب کے نسخہ جات موجود ہیں ان کا ذکرِ خیر درج ذیل ہے۔

1۔ مشہد مقدس کی عظیم لائبریری ''کتابخانہ آستان قدس''۔شکریے کا خط بھی موصول ہوا۔

2۔ مشہد مقدس کی ڈیجیٹل لائبریری میں سافٹ کاپی پیش کی گئی اور ڈائریکٹر ڈیجیٹل میوزیم و لائبریری جناب ڈاکٹر مہدی کریمی کی طرف سے شکریے کا خط بھی موصول ہوا۔

3۔ لائبریری حضرت حافظ شمس الدین شیرازی، شکریے کا خط بھی موصول ہو چکا ہے۔

یہ ہے کتاب ''کلیام کوچہ عشق'' کے مسودے کا سفرِ سعادت جو ہزاروں کلومیٹر پر مشتمل تھا اور یقین کامل ہے کہ اتنی عظیم بارگاہوں میں یہ کتاب پیش ہونے کے بعد شرفِ قبولیت پا چکی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سید احمد اقبال ترمذی و افتخار احمد حافظ قادری۔

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 8 نومبر 2024ء

# باب اوّل

## تذکرۂ مُبارکہ
شھنشاہِ لا مکاں امام عاشقاں
# حضرت میاں فضل الدین کلیامی
ھاشمی قُریشی
کلیامی چشتی صابری

ابھی تو ان کا کوئی تذکرہ ہوا بھی نہیں
ابھی سے بزم میں خوشبو کا رقص جاری ہے

# شہبازِ لامکاں حضرت میاں فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

## شجرۂ نسب و آباؤ اجداد

کعبۂ عشاق، تاجدارِ کلیام حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہاشمی قریشی خاندان سے ہے۔ آپ کا شجرہ نسب سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔ آپ کے جدامجد مدینہ طیبہ طاہرہ سے سرزمینِ ہند میں تشریف لاکر گجرات میں مقیم ہوئے۔ حضرت حافظ شیخ ذکاالدین گجرات سے کلیام سیداں راولپنڈی میں آکر آباد ہوئے اور یہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، اسی گاؤں میں آپ نے شادی فرمائی اور آپ کے ہاں حافظ فناء اللہ عرف میاں بڈھا کی ولادت ہوئی جو حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ راہِ طریقت سے بھی منسلک تھے۔ حضرت حافظ فناء اللہ کے ہاں تین صاحبزادگان کی ولادت ہوئی۔
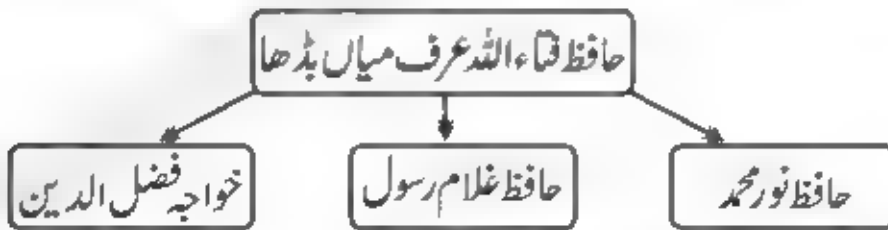
## ولادت باسعادت خواجہ فضل الدین کلیامی

آپ کی ولادت باسعادت کلیام اعوان سے تقریباً 2 کلومیٹر دور ''کلیام سیداں'' میں ہوئی۔ تحقیق کے باوجود صحیح تاریخِ ولادت میسر نہ آسکی۔ کتاب گلستانِ فضل کے مطابق ولادت 1191ھ اور آزاد دائرہ المعارف ویکیپیڈیا کے مطابق 1223ھ بمطابق 1808ء ہے۔

## حضرت کلیامی سرکار کا بچپن میں آگ سے کھیلنا

تاجدارِ کلیام شہبازِ لامکاں حضور بابا فضل الدین کلیامی کے ایام طفولیت

میں ایک مرتبہ آپ کی والدہ ماجدہ چولہے پر کچھ کام کر رہی تھیں اور آپ اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ کی والدہ کسی کام کے لئے باہر تشریف لے گئیں اور جب واپس آئیں تو اپنے لختِ جگر کو دیکھا کہ وہ آگ کے انگاروں سے کھیل رہے تھے۔آپ نے بے اختیار پکارا،''ھائے مہاڑا افضل سڑی گیا''۔ہائے میرا افضل جل گیا۔فوراً اپنے سینے سے لگالیا جب دیکھا تو آپ مُسکرا رہے تھے اور آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں نے آپکو ذرا بھی نقصان نہ پہنچایا تھا۔

(مفہوم از کتاب گلستانِ فضل ص 25، مطبوعہ 2015ء)

## شعروشاعری سے شغف

حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن میں رانجھے کے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

دین اساںنوں درد رانجھے دا روز ازل تھیں آیا
بھارا بھار محبت والا سر پر چا اُٹھایا

ہمارا دین یارِ حقیقی کا درد ہے جو ہمیں روزِ ازل سے ملا ہوا ہے ہم نے سب سے زیادہ بھاری بوجھ محبت وشفقت کا سر پر اُٹھا رکھا ہے۔حضرت سرکارِ کلیامی جب یہ شعر بآوازِ بلند پڑھ رہے تھے تو آپ کے قبلہ والد گرامی نماز ادا کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ والد گرامی جب گھر واپس آئے تو دیکھا کہ بابا جی فضل الدین سرکار روتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ اِس وقت آپ کی عمر تقریباً 8 برس کی ہو گی۔آپ کے والد گرامی نے جب یہ حالت دیکھی تو مائی صاحبہ کے ساتھ بیٹھ کر کہنے لگے کہ ایسا لگتا ہے کہ ہمارے اِس بچے کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنی محبت عطاء کر رکھی ہے اس کے ماتھے سے جو نور اور روشنی چمکتی ہے اُس سے یہ محسوس ہوتا

ہے کہ اِسے اللہ پاک ایسی عزت وشان عطا فرمائے گا، جس کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہوگا۔ یہ نبی پاک ﷺ کا پیارا ہے۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے والد گرامی فرماتے ہیں کہ میرے گھر جب سے میرے بیٹے (فضل الدین) کی ولادت ہوئی ہے میرا گھر پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گیا ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ فضل الدین نبی کریم ﷺ کا پیارا ہے اور اِس کی شہرت دور دور تک پھیلے گی۔

### حضرت شاہ سلیمان تونسوی سے حضرت فضل الدین کلیامی کی ملاقات

ایک مرتبہ حضرت فضل الدین کلیامی پاکپتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے عرس میں حاضر ہوئے، ایک سیدزادے دوست بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اسی اثناء میں حضرت پیر پٹھان شاہ سلیمان (تونسہ شریف) کی سواری پہنچی۔ حضرت باباجی کلیامی اور آپ کے دوست سیدزادے بھی ملاقات کے ارادے سے تیار ہوئے کہ جناب پیر پٹھان سے شرف ملاقات حاصل کرنا چاہئے، پیر صاحب نے آپ کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ کیا اور خصوصی توجہ عطا کی۔

سُن کے صفت سخاوت شاہ دی جا کے ملے اگیرے
شاہ سلمان سی غوث زمانہ سر پشتاں ہتھ پھیرے

حضرت شاہ سلیمان تونسوی نے دوران گفتگو آپ سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ آپ کو خدا نے خاص برکت عطا کر رکھی ہے۔ جس پر سرکارِ کلیامی نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے عرض کی کہ ہم راولپنڈی کے رہنے والے ہیں، میرے ساتھ میرے دوست سیدزادے ہیں ہم دونوں ہم مشرب وہم مزاج ہیں۔ بقول حضرت حافظ شمس الدین شیرازی۔

**ما قِصۂ سکندر و دارا نخوانده ایم**

**از ما به جز حکایتِ مهر و وفا مپرس**

ہم دونوں صرف ''دیوانِ حافظ'' پڑھتے ہیں اور ہمارا کوئی کام نہیں ہے۔ ہم آپکی تعریف اور شہرت سن کر زیارت کے لئے آئے ہیں جس پر حضرت شاہ سلیمان تونسوی نے فرمایا کہ ہم اپنی رہائش گاہ پہنچتے ہیں اور آپ نماز عشاء کے بعد کچھ اشعارِ حافظ لکھ کر لے آنا اور جو کچھ آپ کے نصیب میں ہوگا وہ ہم آپ کو دیں گے۔

حسب الحکم حضرت شاہ سلیمان تونسوی عشاء کے بعد دونوں جوان، دیوان حافظ کے شعر لکھ کر شاہ صاحب کے ہاں پہنچ گئے۔ پہلے سید صاحب نے لکھے ہوئے شعر پیش کیے۔ اس شعر مبارک کا مضمون پڑھ کر آپ نے دادِ تحسین دی۔ پھر شہنشاہِ کلیام نے سرکار شاہ سلیمان تونسوی کے حضور اپنی پسند کے شعر پیش کیے۔

**نظر کردن به درویشان منافئ بزرگی نیست**

**سلیمان با چُنان حشمت نظرها بود با مورش**

درویشوں اور تہی دستوں پر نظر کرنا بزرگی و سروری کے منافی نہیں ہے۔ حضرت سلیمان اپنے جاہ و جلال و شکوہ و بزرگواری کے باوجود حقیر و ناتواں چیونٹی پر توجہ و نظر عنایت رکھا کرتے تھے۔ جناب شاہ سلیمان تونسوی نے حضرت شاہ فضل الدین کلیامی کا شعر پڑھ کر انہیں سینے سے لگالیا۔

پڑھ کے شاہ سلیمان سوہنڑے صابر نوں گل لایا
پڑھن لکھن تھیں باہر ہے یارو جس منزل پہنچایا

اس شعر کو پڑھ کر جناب سلیمان تونسوی نے بابا فضل الدین کو اپنے سینے سے لگالیا اور جو انوار و تجلیات شاہ سُلیمان تونسوی کے سینے میں موجود تھے وہ آپکے اندر منتقل ہو

گئے۔بقول اقبال ؎

عشق کی اِک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اِس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

حضرت شاہ سلیمان تونسوی فرمانے لگے کہ آپ کا انتخاب قابل ستائش ہے یقینا آپ اپنی منزلِ مقصود کو ضرور حاصل کریں گے۔حضرت فضل سرکار نے وہ حقیقی راز حاصل کر کے ساری رات وہیں گزار دی۔پاک پتن شریف دوران قیام یہ شعر پڑھ کر گریہ وزاری کرتے رہے۔جب انسان کی تقدیر بھلی ہو تو کام بھی بھلے ہی ہوتے ہیں۔

## تعلیم وتربیت

حضرت بابا فضل الدین کلیامی کی پیدائش مذہبی وعلمی گھرانے میں ہوئی۔جو کئی پشتوں سے عالم، حافظ وفقیر درویش چلے آرہے تھے۔آپ کے والد گرامی دینی علوم وفنون کا سمندر، بلند پایہ عالم دین، حافظ قرآنِ کریم اور صاحب کشف وکرامات ہونے کے ساتھ ایک اعلیٰ پائے کے کاتب بھی تھے۔آپ کلیام سیداں کی جامع مسجد میں درس وتدریس اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے، آپ کے دونوں بھائی اور دادا محترم بھی حافظ قرآن تھے۔اور آپ کی والدہ محترمہ بھی اللہ کی ولیہ اور نیک سیرت خاتون تھیں۔حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے کلیام سیداں میں حاصل کی۔آپ بھی اُردو، عربی اور فارسی کے خوشنویس تھے۔

حضرت سید خواجہ مظہر علی شاہ جب اپنے مریدِ باوفا، بانی سلسلہ کلیام حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کو سرزمین ہند سے رخصت فرمانے لگے تو فرمایا کہ میں

تمہیں ایک راز سے مطلع کرتا ہوں کہ علاقہ پوٹھوہار میں ایک شہباز تشریف لانے والا ہے (مراد، حضرت فضل الدین کلیامی) تم وہاں پہنچ کر اُس کی تربیت کرو، وہ اللہ پاک کا حقیقی عاشق ہوگا اور اُس نے نبی پاک ﷺ کی اُمت بخشوانی ہے۔ وہ دنیا پر ایسے مجاہدات کرے گا کہ اِس جہان میں اِس سے پہلے نہ کسی نے کیے ہیں اور نہ کوئی کرے گا۔ وہ اپنے جسم کا گوشت کاٹ کاٹ کر چیلوں کے آگے ڈالے گا اور اپنے حقیقی یار کی خاطر جان قربان کر دے گا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری سفرِ عشق و مستی طے کر کے پوٹھوہار کو فیض عام دینے کے لئے اپنی منزلِ مقصود کلیام اعوان تشریف لے آئے۔ آپ کا اپنا حقیقی وطن، گھر بار، دوست احباب رشتہ دار سب کچھ چھوڑ دینا سنت انبیاء و اولیاء کی پیروی میں تھا۔ جو تمام اہل صفا کی زندگیوں کا اہم رکن ہوتا ہے۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی اپنے برادرِ بزرگ حضرت حافظ غلام رسول کے ساتھ کلیام اعوان میں اپنے مرشد کریم کے پاس حاضر ہوتے اور اُن سے محبتِ الٰہی اور راہِ تصوف کی تعلیم حاصل کرتے۔ آپ کی محبت اپنے شیخ و مربی اور اپنے ہادی و مرشد سے اسقدر بڑھ گئی کہ ہجر و فراق کی چند گھڑیاں بھی گزارنا مشکل ہو گیا تو آخر کار آپ نے صحبتِ شیخ کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہوئے کلیام شریف میں ہی سکونت اختیار کرلی۔ اہل تصوف کے نزدیک صحبتِ شیخ ہی ہر شے کے حصول کا مرکز ہوتی ہے۔

## تذکرہ بانی سلسلۂ چشتیہ صابریہ کلیام شریف
## حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری

مرشد گرامی حضرت میاں فضل الدین کلیامی، حضرت خواجہ محمد شریف چشتی صابری کا نسبی تعلق مغلیہ خاندان سے تھا۔ آپ اورنگزیب عالمگیر کے پڑپوتے تھے آپ کے والد گرامی کا نام رُوح اللہ بیگ اور دادا کا نام رحیم بیگ تھا۔ حسب

روایت آپ نے ابتدائی تعلیم دہلی سے حاصل کی۔ آپ کی زندگی کو خالقِ تقدیر نے ایک مجذوب فقیر کی خدمت کے بدلے میں تاجِ ولایت سے نواز کر فقر کے آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ اور آپ کو سلسلہ عالیہ کلیام شریف کا مُوجد و بانی ہونے کا عظیم شرف عطا کیا گیا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان دہلی سے چل کر جلال آباد (سرزمین ہند) حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آنجناب تو درس و تدریس میں مصروف ہیں آپ نے دل میں سوچا کہ میں تو کچھ اور لینے آیا تھا۔ جس پر حضرت نے بذریعہ کشف آپ کے احوال سے مطلع ہونے پر ارشاد فرمایا **"میں تو ایک پنسار کی دُکان رکھتا ہوں اور ہر مرض کے لئے میرے پاس الگ الگ دوا موجود ہے اور اگر تم عشق کے خریدار ہو تو حجرے کے اندر آجاؤ جب آپ حجرے میں داخل ہوئے، دروازہ بند کر دیا گیا تو آپ پر اسرار و عجائبات عیاں ہوئے تو حالت غیر ہوگئی اور وجد کی کیفیت میں چلے گئے"۔**

صحبتِ شیخ سے سلوک و طریقت کی منازل طے کر لیں تو پھر حضرت سید مظہر علی شاہ جلال آبادی نے آپکو پوٹھوہار کی خلافت عطاء فرمائی اور اپنے دو تبرکات جُبہ مبارک اور ٹوپی عنایت فرمائی۔ حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری جب جلال آباد سے پوٹھوہار سفر فرما رہے تھے تو اسی دوران کئی واقعات پیش آئے اور بالآخر جب آپ نور پور شاہاں میں حضرت شاہ عبد الطیف المعروف امام برّی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور سلام پیش کیا تو حضرت نے آپ کو خطۂ پوٹھوہار میں آنے پر خوش آمدید کہا۔

نور پور شاہاں میں حاضری کے بعد آپ راولپنڈی کے ایک محلہ شاہ چن

چراغ میں حضرت شاہ چن چراغ کے مزار پر پہنچے، ایک رات آپ نے وہاں قیام فرمایا اِس مقام مقدس سے بھی آپ کو خوشی کا پیغام ملا اور فرمایا گیا کہ یہ علاقہ ہی آپ کا مقام ہے اور ساتھ یہ بشارت بھی ملی کہ آپ کے نصیب میں حفظ قرآن کریم کی سعادت بھی لکھی جا چکی ہے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری، حضرت شاہ چن چراغ سے روانہ ہو کر لنڈی پٹی کی طرف روانہ ہوئے اور بنہ دھن نامی علاقہ میں میاں حاجی سے قرآن پاک حفظ فرمایا اور پھر حضرت میاں محمد حاجی کی صاحبزادی سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ جن کے بطن مبارک سے ایک فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت ہوئی قبلہ حافظ صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت سے اُن کا نام غلام مصطفیٰ رکھا۔ کچھ عرصہ بعد آپ ہندوستان تشریف لے گئے اور واپس آئے تو ربّ کریم نے آپکو ایک اور فرزند نصیب فرمایا جسکا نام مولائے کائنات کی نسبت سے غلام مرتضیٰ رکھا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری کچھ عرصہ بعد اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ صاحب کو ساتھ لے کر کلیام پہنچے۔ حضرت بابا فضل الدین کلیامی اور آپ کے برادر بزرگ حضرت حافظ غلام رسول آپ کی خدمت میں تعلیم و تربیت کے لئے کلیام سیداں سے تشریف لاتے بالآخر حضرت خواجہ محمد شریف چشتی صابری نے سلطانُ الاولیاء حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کو فیض باطنی سے نوازنے کے لئے انہیں بیعت میں لیا اور حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے برادر بزرگ بھی آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور ایک طویل عرصہ تک اپنے مرشد کی خدمت کا شرف بھی حاصل کیا۔

(ماخوذ از: فیضانِ کلیام، پروفیسر راشد مسعود کلیامی، مطبوعہ 2000ء)

## میاں فضل الدین کلیامی کو ولایت عطا کرنے کا واقعہ

حضرت خواجہ خواجگان حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کا جب اِس دار فناء سے دار بقا کی طرف سفر قریب ہونے لگا تو دوران بیماری ایک دن آنجناب نے میٹھی کھیر طلب فرمائی۔ حافظ غلام رسول صاحب فوراً اُٹھے اور کھیر تیار کر کے حضرت کو پیش فرمائی سرکار نے جونہی ایک لقمہ منہ میں ڈالا تو شدت کی کھانسی شروع ہوگئی۔ جناب نے حافظ غلام رسول سے فرمایا کہ آپ بقیہ کھیر کھالیں لیکن وہ خاموش رہے اور حضرت نے دوبارہ آرشاد فرمایا میرے پیارے جلدی سے کھالو

شہنشاہ چشتی فضل الدین ہوئے تُرت تاں عرض گزار پیارے
جے کر حکم ہووے کھانا کھاونے دا کھاواں تُرت کرشکر ہزار پیارے

اسی دوران حضرت قبلہ میاں فضل الدین نے عرض کی کہ اگر مجھے کھانا کھانے کا حکم ہو تو بصد شکر یہ کھانا کھاؤں۔ . . جس پر قبلہ حافظ صاحب نے فرمایا کہ فضل الدین! کھالو یہ آپ کا ہی نصیب ہے جو روز ازل سے طے تھا۔

اس واقعہ سے تقدیر ازل کا اظہار ہوتا ہے کہ انسان کے نصیب میں جو لکھا ہو وہ ضرور مل کر رہتا ہے اسکے علاوہ جو اہل محبت کی تربیت کا اہم پہلو ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی انسان ادب والفت کی راہ پر چلتا ہے اور اپنے مرشد کریم کے ساتھ جڑ جاتا ہے اور اپنے مرشد کی بارگاہ کو خانہ خدا سمجھتا ہے تو پھر منزل اُس کے بہت قریب آجاتی ہے۔

در مرشد دا خانہ کعبہ حج ضروری کریے
تقویٰ رکھ محبوباں والا چل دوارا ملیے

اور بقول حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

**هر که پیر و ذات حق را یک نه دید**
**نے مرید و نے مرید و نے مرید**

مُرشد کریم کے حکم مبارک پر حضرت میاں فضل الدین کلیامی نے وہ کھانا کھالیا اور کھانا کھاتے ہی آپ کا سینہ مبارک نور علی نور ہو گیا۔ اس وقعہ کے بعد آپ کے مرشد گرامی نے مزید کچھ ارشادات فرمائے۔ پہلا، فضل الدین آپ پالکی میں بیٹھیں گے، دوسرا آپ کی درازی عمر کی دعا کر دی ہے اور تیسرا کہ میں اِس فانی دنیا سے جا رہا ہوں اور جب میری روح بدن چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر جائے تو چار دن تک میرے جسد کو باہر ہی رکھنا اور پھر تدفین کرنا۔ یہ ارشادات مبارکہ سننے کے بعد حضرت میاں فضل الدین کلیامی پر کیفیاتِ ہجر و فراق کا ایسا غلبہ ہوا کہ آپ کی آنکھوں سے برسات جاری ہو گئی۔

بالآخر ایسا ہی ہوا کہ حضور قبلہ حافظ محمد شریف صابری چشتی نے بروز جمعۃ المبارک 21 صفر المظفر 1270ھ (1849ء) وصال فرمایا اور چوتھے روز سوموار شریف تدفین کی رسومات ادا کی گئی۔

**گفتۂ او گفتۂ اللہ بود**
**گرچہ از حلقوم عبدُاللہ بود**

## مرشد گرامی کی سرکار کلیامی کو وصیت

حضرت میاں فضل الدین کلیامی فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کریم نے وصال کے وقت مجھے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ کھنہ کے عبد اللہ شاہ بیابانی جو ایک عالی مقام شخصیت ہیں چھ ماہ تک آپ نے وہاں قیام کرنا ہے اور ڈیرے واپس نہیں آنا اور دل لگا کر اُسی ٹھکانہ پر بیٹھے رہنا۔ حضرت کے وصال کے بعد میں کھنہ جا پہنچا اور دل جمی کے ساتھ 6 ماہ تک وہاں قیام کیا۔

روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کر کے اُن کو ایصال ثواب کرتا رہا حتیٰ کہ چھ ماہ

پورے ہو گئے مگر صاحب مزار کی طرف سے مجھے کوئی اشارہ نہ ملا۔ ایک دن دوپہر کے وقت دل میں خیال آیا کہ سرکار مرشد کریم کا جو حکم تھا وہ تو دل سے بجا لایا ہوں لیکن جس کے پاس آ کر سکونت اختیار کی ہے، اُس کی طرف سے تو کوئی اشارہ بھی نہیں مل رہا۔ دل میں خیال آیا کہ چلو فاتحہ پڑھ کر یہاں سے واپس چلتے ہیں تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ولی کامل سر پر آن کھڑا ہے، اُٹھ کر قدم بوسی کی جس سے دل کو تسلی و اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ صاحب مزار فرمانے لگے کہ میں نے تو تمہیں دل کے ساتھ بٹھایا ہوا تھا کیونکہ آپ مجھے بہت پیارے لگتے تھے۔ لیکن اَب آپ چلے جاؤ اور آپ کا نگہبان اللہ پاک ہے اور اَب آپ کو مالک کے سپُرد کرتا ہوں۔

## مجاھدہ و ریاضت

مجاہدہ و ریاضت تصوف کے دو اہم رُکن ہیں اور مجاہدہ تصوف کی جان ہے۔ مجاہدہ کے لغوی معنی کوشش، جدوجہد اور نفس کشی کے لئے ریاضت کے الفاظ ہیں اور یہ جدوجہد جہاد بالنفس کے نام سے موسوم ہے جسے حضور نبی اکرم ﷺ نے جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ خواہشات نفس کی مخالفت کو ہی صوفیاء کرام مجاہدہ کہتے ہیں نفس اگر کسی گناہ کا تقاضہ کر رہا ہے تو اُسکو روکنا اور اُس کی مخالفت کرنا ہی مجاہدہ کہلاتا ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ العنکبوت آیت نمبر 69 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا ..... جو لوگ ہماری راہ میں جہاد (مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً اُنہیں اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں۔

اِس آیہ مبارکہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے جب تک کوئی مجاہدہ نہیں کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اُسے اپنی طرف آنے کا راستہ نہیں دکھائے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ ایک غزوہ

مبارکہ سے واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ اب ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ نفس کا مجاہدہ ہے۔

اولیاء کاملین کی زندگیوں کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کے سخت سے سخت مجاہدات کر کے قربِ الٰہی کا درجہ حاصل کرتے تھے۔ کیونکہ مجاہدات کا مقصد بھی صرف اور صرف ذات الٰہی کا قرب اور اسکی رضا مقصود ہوتی ہے حتیٰ کہ اُس کے حصول کے بعد بھی اکثر اولیائے کاملین مجاہدات اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی ہونے کے باوجود اُن کی حیات مبارکہ مجاہدات سے بھرپور نظر آتی ہے۔

ولی جب مجاہدہ کرتا ہے تو تب اُسے رازہائے سربستہ سے آگہی نصیب ہوتی ہے اور اس کے سامنے سے غیب کا پردہ اُٹھ جاتا ہے جس سے وہ دنیائے فانی کی حقیقت کو سمجھ جاتا ہے۔

شہبازِ لامکاں، کشتۂ ذاتِ حق حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی کی حیاتِ مبارکہ ریاضت و مجاہدات سے بھرپور نظر آتی ہے اور جس قسم کے سخت مجاہدات اور نفس کشی آپ نے اختیار فرمائی اُسکی مثال ملنا مشکل ہے۔ اپنے جسم مبارک کا گوشت کاٹ کر پرندوں کر ڈالا کرتے، شدت کی گرمی میں گرم پڑیوں پر بیٹھا کرتے اور شدید سردی میں چھت سے اپنے اوپر ٹھنڈا پانی گروایا کرتے تھے۔

غوث زماں تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حالتِ حیاتِ بابرکات باوا فضل الدین کلیامی میں گاہے گاہے اُن کے پاس جانے کا اتفاق ہوا جس قسم کی ریاضاتِ شاقہ، نفسانی راحت کو توڑنے والی انہوں

نے کی ہیں، اہل زمانہ میں اُن کی نظیر نہیں دیکھی ۔ اہل ظاہر اُن کے اندرونی درد اور شُغلِ باطن سے بے خبری کے باعث اُن پر معترض ہوتے تھے ۔ اُن کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ گزرتا تھا اور کمال استغراقِ حال سے اشغالِ ظاہری کی طرف توجہ سے معذور تھے ۔ (مہر منیر، صفحہ 402، مطبوعہ 1997ء)

## عطائے جُبہ فقر اور مجاھدات

تاجدار کلیام بابا فضل الدین کلیامی کو جب اپنے مرشد کریم سے فقر و درویشی کا جبہ مبارک عطا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر کے دیکھیں اور جو کچھ نظر آئے اُسکو بیان کر دینا ہے ۔ جب آنکھیں بند کیں تو وُہ اسرار و رموز منکشف ہوئے کہ آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اسی کیفیت پر اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ دیے اور آبادی چھوڑ کر ویرانہ اختیار فرمایا۔

موضع میاں رشیدا کی ایک مسجد میں ایک پھوہڑ کے اندر ایک ہفتہ گزارا جب ساتواں روز آیا تو ایک بوڑھا شخص مسجد میں آیا اُس نے اُوپر سے پھوہڑ اُتارتے ہوئے کہا، کیسا خوبصورت جوان اور پھوہڑ میں کیوں چھپا ہوا ہے جس پر حضرت کلیامی سرکار نے فرمایا کہ اے بابا! تم ہی بتاؤ کہ اسمیں کیا راز ہے ۔ تو وہ بابا کہنے لگا کہ میں تو یہی سمجھا ہوں کہ کسی عورت کے عشق میں تمہارا یہ حال ہوا ہے ۔ جس پر حضرت نے فرمایا کہ بابا تم سچ کہتے ہو (یعنی راز کو ظاہر نہ کیا)، اللہ پاک کی یہی رضا تھی میں یہاں آ کر چھپ گیا۔

### موضع سنگھوری میں قیام اور سخت مجاہدات

موضع سنگھوری میں قیام کے دوران شہنشاہِ کلیام نے جس قسم کے مجاہدات فرمائے اُنکی نظیر ملنا مشکل ہے ۔ موضع سنگھوری کی جھاڑیوں پر لیٹتے لیٹتے ، اِدھر

سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتے جاتے اور آپ کے جسم کے بوجھ کی وجہ سے جھاڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کر خشک ہو گئی تھیں۔ اس عمل کی وجہ سے جسم پر کانٹوں کی وجہ سے جسم زخمی ہو جاتا اور اُن سے خون بہنے لگتا۔ آپ نے اپنے جسم و جان کو جلا کر انگارہ بنا دیا تھا اور بیٹھنے کے لئے دھوپ میں پتھر کی سِل بچھائی تھی۔

حضرت کلیامی سرکار ایک ایسے دریائے عشق و مستی میں غوطہ زن ہوئے جسکا نہ تو کوئی طول تھا اور نہ ہی کوئی عرض۔ حالت جذب و مستی میں جسم کا گوشت کاٹ کاٹ کر پھینک دیتے تمام عمر جسم پاک پر چھری چلاتے رہے اور ہمیشہ نفس امارہ کا محاسبہ کرتے رہتے، یار کے قرب و وصال کا مطلب حاصل کیا حرص و ہوس کو فضول سمجھ کر فنافی الذات ہو گئے تھے اور دنیا ترک کر کے ذات کا دیدار فرمایا۔

حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے مجاہدہ نفس کی انتہاء کہ ایک مرتبہ اپنی ران کا گوشت کاٹ ڈالا جس کے زخم سے بیمار ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت سید معظم شاہ جہلیاری جناب کی بیمار پُرسی کرنے کے لئے تشریف لائے اور آپ سرکار کے پاس پڑی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور پھر پیار و محبت میں حضرت کلیامی سرکار کے ساتھ لڑائی شروع کر دی، جواب میں حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے جسم کی ایک رگ چھُری سے کاٹ دی۔ حضرت سید معظم بادشاہ جوں جوں کہتے بس کرو، بس کرو، سرکار کلیامی توں توں مزید کاٹتے جاتے جیسے دولت مند کی خواہش دولت سے کبھی سیر نہیں ہوتی وہ ہمیشہ مزید کی تلاش میں رہتا ہے۔

### جہاد نفس میں آپ کا مقام

حضرت (قبلہ عالم گولڑوی) فرمایا کرتے تھے کہ جہاد نفس میں اُنہیں بلند مقام حاصل تھا چنانچہ ایک روز حضرت نے فرمایا ''پیر جی! درویشی مجاہدہ کا نام ہے،

کئی برس سے نفس ٹھنڈا پانی مانگتا ہے لیکن میں اسے گرم پانی دیتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس پھل کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے اور میٹھا کسے کہتے ہیں۔۔۔''

باوا صاحب نفس کشی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے گرمیوں کی دھوپ میں پتھر کی ایک سل پر پڑے رہتے اور سردی میں کسی کو چھت پر کھڑا کر کے ٹھنڈے پانی کی دھارا اپنے سر پر ڈلواتے اور عشق الٰہی کے سوز میں ہائے ہائے کرتے رہتے۔

ایک دن باوا صاحب (سرکار کلیامی) کی مجلس میں کسی شخص نے پڑھا

''قمریاں جپن فرید فرید''

**توآپ کی ہڈیوں سے تڑاق تڑاق کی آوز آئی۔**

**حضرت کے بیٹھنے کا انداز**

حضرت بابا فضل الدین کلیامی عمر بھر پب کے بھار پر تشریف فرما ہوتے کبھی پشت لگا کر آرام نہ فرمایا۔ چشمان مبارکہ سے نیند اُچاٹ کر دی تھی اور اُن کو ذاتِ حق کی طرف متوجہ رکھا اور ساتھ اپنے محبوب حقیقی کا راز بھی چھپائے رکھا۔

سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں ظاہر سے زیادہ باطن پر زور دیا گیا ہے اور اس سلسلہ مبارکہ کی اساس عشق الٰہی ہے، طاعت، عبادت، ریاضت اور مجاہدے کا اصل مقصود سوزِ عشق کا فروغ ہے نفس کو زیر کرنے اور اُسکی تادیب کے لئے مجاہدات پر زور دیا جاتا ہے ۔ اسی طرح سلسلہ چشتیہ میں سماع سوزِ عشق کو بھڑکانے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

**مجاہدات کے انعام کے طور پر پالکی میں بیٹھنے کا حکم خداوندی**

حضرت بابا فضل الدین کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے پالکی میں بیٹھنے کا حکم القاء ہو چکا تھا لیکن آپ نے اِس کو کافی عرصہ تک چھپائے رکھا۔ ذات باری

سے روزانہ التقا ہوتا کہ تجھے لوگ پالکی میں بٹھا کر چلیں گے اور یہ ایک قسم کی تالیف قلب اور سخت ترین مجاہدات کے بعد جسم اسکا متقاضی تھا کہ پیدل سفر سے رُکا جائے۔ اِس کے جواب میں آپ ہمیشہ یہ فرماتے کہ یہ میری شان مقدر نہیں کہ لوگوں کے کاندھوں پر سوار ہوں۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ موضع تخت پڑی کے ایک مرید کی شادی تھی وہ آپ کو لینے کے لئے آگیا آپ اُس کے ساتھ روانہ ہو گئے لیکن جب ہر کہ میرا کے قریب پہنچے تو آپ بیٹھ گئے، تمام ساتھی عرض کرنے لگے حضرت بیٹھنے کا راز بتائیں فرمایا کہ اب پیدل چلنا ممنوع ہو گیا ہے کیونکہ ستر (70) بار پالکی میں سوار ہونے کا حکم آچکا ہے اور اب یہ حکم واپس کرنا میرے لئے بہت مشکل ہو گیا ہے اس لئے یہاں بیٹھ گیا ہوں۔

ستر وار آیا حکم پالکی دا صابر دتا جواب فرمائی کے تے
مشکل کار ہوئی حکم پرتنے دی، تدھ بیٹھ گیا اتھے آئی کے تے

مریدین ومحبین نے فی الفور شیشم کی لکڑی کاٹ کر او پر کمبل ڈال کر ڈولی بنائی اور پھر اس پالکی میں آپ سوار ہو کر شادی والے گھر رونق افروز ہوئے۔

**تاجدار گولڑہ اور میاں فضل الدین کلیامی کی پہلی ملاقات**

غوث زماں حضور قبلہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے سوانح حیات پر مطبوع کتاب ''مہر منیر'' کے صفحہ نمبر 400 تا 403 پر حضور خواجہ بابا فضل الدین کلیامی کے مجاہدات، کشف و کرامات اور جنازے کے احوال تو تحریر ہیں لیکن اِس میں حضور بابا فضل الدین کلیامی سے حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی پہلی ملاقات کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔

حضور بابا فضل الدین کلیامی کے احوال پر پہلا ماخذ کتاب ''گلزارِ فضل''

ہے جس میں اِن دو عظیم شخصیات کی پہلی ملاقات کے احوال 69 منظوم پنجابی (پوٹھوہاری) اشعار میں موجود ہیں اور اسمیں اُس شخصیت کا بھی ذکر موجود ہے جو حضرت پیر سید مہر علی شاہ کے ہمراہ موجود تھی۔ یہ ملاقات تکیہ شاہو جو آجکل تکیہ حضرت بابا فضل الدین کلیامی سے معروف ہے، میں ہوئی جو سر کلر روڈ وارث خان، مری روڈ راولپنڈی میں واقع ہے۔ اس ملاقات کے شاہد اور راوی ایک عیدا نامی فقیر تھے جنہوں نے یہ تمام رُوداد کتاب ''گلزارِ فضل'' کے مصنف حضرت مولا بخش چشتی صابری خلیفۂ حضرت بابا فضل الدین کلیامی کو بتائے تھے۔

عیدا نامی فقیر کی گولڑہ شریف میں کوئی رشتہ داری تھی جس وجہ سے اُسکا گولڑہ شریف آنا جانا رہتا تھا اور یہ وُہ زمانہ تھا کہ جسوقت حضور قبلہ پیر مہر علی شاہ کے والد کے ماموں حضرت پیر فضل الدین گیلانی المعروف باوا صاحب مسند آراء تھے۔

عیدا فقیر بیان کرتا ہے کہ میں حضرت پیر فضل الدین گیلانی سے ملتا تھا آپ میرے ساتھ بہت محبت و شفقت فرماتے اور مجھے عزت و تکریم سے بھی نوازتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بلایا، میں حاضر خدمت ہوا عرض کی حضرت ارشاد فرمائیں! آپ فرمانے لگے کہ حضرت پیر فضل صابری راولپنڈی آئے ہوئے ہیں تم مہر علی شاہ کو ساتھ لے جاؤ تا کہ وہ اِن کے لئے دعا فرما دیں اور آپ نے اُن کے لئے ہدیے روانہ کیے اور ارشاد فرمایا کہ اُن کے حضور میرا یہ ہدیہ پیش کریں اور میری طرف سے اُن کے قدم مبارک کو ہاتھ لگانا۔

پیر سید فضل الدین گیلانی نے یہ بھی فرمایا کہ اس عاشق صادق کو ہاتھ باندھ کر میرا اسلام بھی عرض کرنا اور کہنا کہ ہم تو درویش مسافر سے آدمی ہیں اور یہ میری ہمشیرہ کا بیٹا ہندوستان سے تحصیل علم اور فاضل بن کر آیا ہے فضل و کرم کی نظر فرما کر اُس کا بیڑا پار لگا دیں۔

عبدالفقیر بیان کرتا ہے کہ میں نذرانہ اور پیر سید مہر علی شاہ کو ساتھ لے کر چل پڑا راولپنڈی تکیہ شاہ ہو جا پہنچے حضرت فضل سرکار تشریف فرما تھے ارد گرد بہت زیادہ ہجوم تھا، میں بھی آپ کے حضور نذرانہ پیش کر کے ملا اور پیر فضل الدین گیلانی صاحب کا سارا پیغام بھی سنا دیا۔ آپ نے نذرانہ قبول فرمایا۔ اسی طرح آپ نے بھی بڑے پیر صاحب کے بارے میں پوچھا اور اس کے علاوہ کوئی بات نہ کی۔

مہر علی شاہ مل صابر نوں بیٹھے ہو دو زانوں
حضرت کجھ نہ پُچھنا کیتا اِیہہ بھی چپ زبانوں

حضرت پیر سید مہر علی شاہ بھی صابری سرکار کو مل کر باادب بیٹھ گئے لیکن حضرت فضل سرکار نے نہ کوئی بات پوچھی اور نہ ہی پیر مہر علی شاہ نے کچھ پوچھا۔ حضرت فضل الدین کلیامی اور لوگوں سے خوب کھل کر بات چیت کرتے رہے لیکن پیر صاحب کی طرف کوئی توجہ کی اور نہ ہی کچھ پوچھا۔

بیٹھے بیٹھے جب ظہر کا وقت ہو گیا تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ نے آپ سے نماز کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ پڑھ آؤ۔ مسجد گئے نمازِ ظہر ادا کی واپس تشریف لائے اور پھر باادب ہو کر بیٹھ گئے اسی طرح بیٹھے بیٹھے عصر کا وقت بھی ہو گیا آپ نے پھر اجازت طلب کی جواب میں حضرت فضل سرکار نے فرمایا، اللہ کا حق ادا کر آؤ۔ نماز عصر ادا کی اور پھر واپس آ کر بیٹھ گئے نہ ہی تو حضرت باباجی کلیامی نے کچھ پوچھا اور نہ ہی حضرت پیر سید مہر علی شاہ نے کچھ کہا۔ اب مغرب کی جب اذان ہوئی تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے پھر اجازت طلب کی جس پر سرکار فضل صابری نے فرمایا، ”جا کر پڑھ آؤ اور جو دل میں آئے وہی کرو“۔

عبدالفقیر بیان کرتا ہے کہ ہم دونوں اُٹھ کر مسجد میں آ گئے نماز مغرب ادا کی

اور نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد حضرت پیر سید مہر علی شاہ بیٹھ کر ایک کتاب پڑھنے لگے اور آپ نے مسجد میں ایک جگہ بیٹھے بیٹھے ساری رات گزار دی۔ جب سحری کا وقت ہوا تو فرمانے لگے تُم یہاں ہی رہو، میں حضرت شاہ چن چراغ کی مسجد میں فجر کی نماز ادا کروں اور اُن کی بارگاہ میں سلام بھی پیش کروں اور تشریف لے گئے۔

مسجد کے امام نے اذانِ فجر دی میں نے اُٹھ کر وضو کیا اور نماز ادا کی، سردی کے ڈر کی وجہ سے مسجد کے اندر ہی بیٹھا رہا، سورج جب طلوع ہوا تو میں ڈیرہ پر پہنچا تو قبلہ پیر صاحب مجھے وہاں نظر نہ آئے پھر اُن کا پتہ کرنے کے لئے حضرت سید شاہ چن چراغ کے روضہ پر پہنچا اور حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو ساتھ لے کر حضور کلیامی سرکار کی بارگاہ میں پہنچے۔

حضرت فضل سرکار، حضرت مہر علی شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دیوانِ حافظِ شیرازی سے ایک سوالیہ شعر پڑھا جس پر حضرت پیر سید مہر علی شاہ نے بھی دیوانِ حافظ کا ایک جوابی شعر پڑھا، حضرت باباجی کلیامی نے دوبارہ پھر ایک شعر پڑھا تو قبلہ پیر صاحب نے دوسری باری بھی جوابی شعر پڑھا۔ حضرت بابا فضل سرکار نے دیوانِ حافظ کا ایک جوابی شعر پڑھا جس پر قبلہ پیر صاحب خاموش رہے۔

اس ساری گفتگو کے بعد حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ کی پشت مبارک پر تھپکی دی اور فرمایا کہ ہمہ وقت یادِ خداوندی میں بیٹھ کر موج کریں۔ آپکے دروازے پر خلقت پرندوں کے جھرمٹ کی طرح آئے گی۔

حضرت کی بارگاہ سے الودع ہونے کے بعد دونوں گولڑہ شریف بادا صاحب یعنی بڑے پیر صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے، قدم مبارک کو بوسہ دیا تو قبلہ پیر فضل دین شاہ صاحب فرمانے لگے وہ تمام معاملات جو تمہیں پیش آئے ہیں بیان

کر و جب تمام معاملات آپ کی بارگاہ میں پیش کیے تو آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عیدا تمہارے پیر کا دنیا میں نہ کوئی ثانی ہوا ہے نہ ہوگا۔ وہ اپنے اسم پاک کی لاج پالے گا جب روزِ محشر ہر کوئی اپنا رونا رو رہا ہوگا میرا اور اُن کا ایک ہی نام ہے اس وجہ سے آپ مشکل وقت پر میرا بیڑا پار لگا دیں گے۔

**سرکارِ فضل کی شادی کا واقعہ**

حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے والدین کریمین نے خوشی کے ساتھ اپنے صاحبزادے کی شادی کا صلاح مشورہ شروع کیا تو آپ سرکار نے صاف جواب دے کر جنگل کی راہ اختیار کر لی اور ایک طویل مدت کے بعد سرکار کلیام شریف واپس تشریف لائے۔ آپ کے والدین نے بطور سفارش یا وسیلہ سید مہدی شاہ گیلانی سے کہا کہ میرا بیٹا کافی عرصہ سے شادی سے انکاری ہے آپ کلیام اعوان جائیں اور اُنہیں ہر ممکن سمجھائیں میں نے اُس کی بڑے ناز اور لاڈ سے پرورش کی ہوئی ہے۔ جی کرتا ہے کہ اُسے ایک بار گھر لاؤں اور اس کے چہرہ مبارک پر سہرا دیکھنا چاہتا ہوں۔

سید مہدی گیلانی سے آپ کے والدِ گرامی نہ یہ بھی کہا کہ اگر آپ اُسے شادی کرنے پر رضامند کر لیں تو میں تمام عمر آپ کا احسان مند رہوں گا۔ قبلہ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ میں کوشش کروں گا کہ ہر ممکن اسے ساتھ لے آؤں اور وُہ جو شرط بھی رکھے گا میں خوشی کے ساتھ تسلیم کر لوں گا۔ سید مہدی گیلانی صاحب کلیام اعوان پہنچے اور حضور بابا فضل الدین کلیامی کو تمام باتوں سے آگاہ کر کے سمجھانے لگے جس پر حضرت خواجہ فضل الدین سرکار نے رو کر فرمایا، مجھ سے اب دُنیا کے کام نہیں ہوتے مجھے تو عشق حقیقی نے ذبح کیا ہوا ہے۔

آپ شہنشاہ بغداد کے پوتے ہیں آپ اس طرح کریں کہ میری تقدیر کو لوحِ محفوظ سے مٹا کر اپنے خیال کے مطابق لکھوا دیں تو اس صورت میں، میں آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اور اگر یہ بات آپ نہیں کر سکتے تو پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ شاہ جی میری باگ ڈور خصم سائیں کے ہاتھ میں ہے جیسے مالک کی مرضی۔

حضرت فضل کلیامی سرکار کی گفتگو سننے کے بعد شاہ صاحب پھر اصرار کرنے لگے کہ میں تو ضرور ساتھ لے کر جاؤں گا۔ تیرے لئے شادی کا جوڑ جوڑ دیا ہے۔ اسی دوران قبلہ شاہ صاحب کی زبان سے ایک ہلکا جملہ نکل گیا جس پر قبلہ کلیامی جلال میں آگئے اور فرمایا کہ اے سید! سُن لو تم اپنے آپ کو سید کہلاتے ہو، تو میں رسول اللہ ﷺ کا اُمتی ہوں، آپ اُوپر سے میرے سر پر جوتا بھیجیں۔ دیکھو اللہ پاک کی برکت سے میرا جوتا آتا کہ آپ کا۔ جونہی آپ کے نعلین مبارک اُٹھ کھڑے ہوئے تو شاہ صاحب ڈر گئے، شاہ صاحب نے اُٹھ کر ہاتھ باندھ لیے اور معافی مانگ کر کہنے لگے کہ میرا قصور معاف کر دیں اس بات کی خبر نہ رکھتا تھا کہ آپ اس اعلیٰ و اَرفع مقام پر فائز ہیں اب پتہ چل گیا ہے کہ آپ صاحبِ حضوری ہیں اور میں سرکار دوعالم ﷺ کی کچہری پاک سے بہت دور ہوں۔

شاہ صاحب نے جب دست بستہ اپنی غلطی تسلیم کر لی تو تب سرکار معلیٰ کے جلال کا جوش ختم ہوا۔ سرکار کلیامی نے گیلانی سید سے فرمایا کہ تُم اگر حضور غوث پاک کی اولاد سے نہ ہوتے تو تم نے جو طنزیہ بول بولا ہے اسکی سزا میں تم عمر بھر روتے ہی گزارتے، جب معافی ملی تو سید صاحب جان بچا کر واپس گھر آئے۔

گیلانی سید صاحب کلیام سیداں اپنے گھر پہنچنے کے بعد سرکار کلیامی کے والد

گرامی کے گھر گئے تو کہنے لگے کہ میں نے ایک ایسے سمندر میں تاری لگائی کہ جہاں سے کچھ ہاتھ نہ لگا، شاہ بغداد نے مدد فرما کر میری جان بچائی ہے اور آپ کا وہ بیٹا جس منزل تک پہنچ چکا ہے کسی اور کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ لہذا میری بات سُن لو کہ آئندہ اُسکی شادی یا اُسے گھر لانے کی بات نہ کرنا۔

## حضور نبی کریم ﷺ کا سلام برائے میاں فضل الدین کلیامی

شاہ پور کے موضع پنجہ کے مشہور عالم اور قاری جناب عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ جب میں راولپنڈی چھاونی میں امام مسجد تھا تو اکثر کلیام شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی کے مرید و خلیفہ حضرت مولوی عبدالستار چشتی کلیامی انہی دنوں حج اور مدینہ منورہ کی زیارات کو تشریف لے گئے تھے وہاں جا کر انہیں خواب میں حضور پُرنور ﷺ کی زیارت مبارکہ کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے اُن کو ارشاد فرمایا۔

### "اپنے بدعتی پیر کو ہمارا اسلام کہنا"

حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابری جب واپس تشریف لائے تو یہ پیغام پہنچانے سے گریز کرتے رہے (حالانکہ لفظ بدعتی اچھے معنوں میں ہے لیکن ادباً) ایک دن حضرت بابا فضل الدین نے مولوی عبدالستار صاحب کو مخاطب کیا اور فرمانے لگے کہ میرا اسلام مجھ تک کیوں نہیں پہنچاتے اس پر مولوی صاحب عرض گزار ہوئے کہ حضرت میں صرف اِس لفظ کی وجہ سے خاموش رہا۔

(ماخوذ از کتاب فیضانِ کلیام، صفحہ 89، مطبوعہ 2000ء)

کتاب مہر منیر، صفحہ 403 میں بھی یہ واقعہ تقریباً اسی طرح مذکور ہے آخر

میں یہ الفاظ تحریر ہیں ''ارشاد فرمایا کہ اپنے بدعتی پیر کو ہمارا سلام کہنا یہ سُن کر باوا صاحب پر بڑی کیفیت طاری ہوئی اور عرصہ تک اس پر وجد کرتے رہے۔''

**میدانِ کربلا کا صرف ایک کونہ دیکھا ہے**

شہنشاہ کلیام حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک صاحب علم سیدزادے تشریف لائے اور آپ کی بارگاہ میں ایک خواب بیان کیا کہ حضرت میں نے آج رات کربلائے معلیٰ کی زیارت کی اور جملہ واقعات کا مشاہدہ کیا، میں نے کربلا کا وہ ریتلا میدان بھی دیکھا جس کے سینے پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسد اطہر پڑا تھا، جس پر محب اہل بیت حضرت میاں فضل الدین کلیامی یوں گویا ہوئے، کہ جناب آپ کربلا کے تمام واقعات کو دیکھنے کے بعد بھی ہوش میں پھر رہے ہیں میری طرف نگاہ ڈالیں کہ میں نے میدانِ کربلا کا صرف ایک کونہ دیکھا ہے تو اب تک ہوش میں نہ آسکا اور اپنے جسم کو پتھر کی سِل پر جلا رہا ہوں اور چھری سے اپنے جسم کا گوشت کاٹ رہا ہوں کہ شائد ہوش میں آجاؤں۔

## خواجہ اللہ بخش تونسوی اور حضرت فضل الدین کلیامی

ایک مرتبہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی اور حضرت فضل الدین کلیامی پاکپتن شریف سالانہ عرس کے موقع پر اکٹھے ہوئے حضرت اللہ بخش تونسوی نے اپنے ایک غلام کو پیغام دے کر بھیجا کہ کلیامی پیر سے کہو کہ نماز کی پابندی کیا کریں، اتنے بڑے آدمی ہو کر نمازیں کیوں ترک کردی ہیں اور اگر آج نماز کے لئے نہ آئے تو پھر مناسب نہ ہوگا اور نماز ظہر میں باجماعت حاضر ہونا ہے۔ خادم پیغام لے کر پہنچا اور سارا حال سنایا۔ سرکار کلیامی یہ ساری باتیں سُن کر فرمانے لگے کہ انہیں بھی میرا یہ پیغام دے دینا کہ اتنے بڑے سجادے پر تشریف فرما ہو کر

میرے حال کی خبر نہیں اور ساتھ یہ بھی پیغام ارسال کیا کہ وہ اب نماز پڑھنے کے لئے آئیں گے ذرا نظر اُٹھا کر دیکھ لینا۔ خادم نے حضرت تونسوی کو سرکار کلیامی کا پیغام پہنچا دیا۔

نماز ظہر کا وقت ہوا سرکار کلیامی مسجد میں چلے گئے تکبیر ہوئی اور جماعت کھڑی ہوگئی حضرت تونسوی سرکار نے دیکھا کہ کلیامی پیر آیا کہ نہیں۔ جماعت کے فرضوں کے بعد سرکار تونسوی نے جب دائیں طرف سلام پھیرا تو کلیامی سرکار دائیں طرف نظر آئے اور جب بائیں طرف سلام پھیرا تو سرکار کلیامی بائیں طرف بھی نظر آئے۔ اب سخت حیران ہو کر جب دوبارہ دائیں اور بائیں طرف دیکھا تو آپ پھر نظر نہ آئے۔ اب سخت پریشانی اور فکر کی حالت میں حضرت سرکار کلیامی کے حضور پیش ہو کر معافی کے طلبگار ہوئے اور فرمایا میں آپ کے مقام سے بالکل ناواقف تھا آپ کی بلند شان ہے۔ تب آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تم حضرت شاہ سلیمان کے پوتے ہو اور وُہ میرے دِل اور جان تھے۔

(نوٹ، حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے اب تک شائع
ملفوظات میں اس واقعہ کا تذکرہ نہیں مل سکا۔)

**بابا فرید کے روضے کا کلس گھوم جانا**

حضرت فرماتے ہیں (حضرت پیر مہر علی شاہ) کہ ایک دفعہ میں اور باوا صاحب پاک پتن شریف کے عرس پر اکٹھے گئے تھے۔ جب بہشتی دروازہ کے کھلنے کا وقت قریب آیا تو باوا صاحب نے کہا پیر صاحب! دیکھنا جب بہشتی کھلے گا تو حضرت گنج شکر کے روضہ پر جو کلس ہے وہ گھوم جائے گا۔ چنانچہ میں نے دیکھا تو واقعی کلس گھوم گیا۔

حضرت نے 1326ھ، 1908ء میں دروازہ کھلنے سے پہلے ایک مجمع کے سامنے یہ راز ظاہر فرمایا چنانچہ بے شمار لوگوں نے (جن میں نواب محمد حیات صاحب

قریشی اور حضرت شیخ الجامعہ صاحب بھی شامل تھے) اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس قول کی تصدیق کی اُس روز حضرت نے کلس کے گھوم جانے کی حکمت یہ بیان فرمائی تھی کہ اس وقت حضور سرور انبیاء ﷺ اور اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور یہ سلامی ہے۔ (مہر منیر، صفحہ 402)

## طلب معافی

ایک سال باوا صاحب پاک پتن شریف کے عرس پر دیوان صاحب کی حسب فرمائش ان کے لئے ایک قیمتی چیز تحفتاً لیے جا رہے تھے کہ ایک سیدزادے مصر ہوئے کہ مجھے دے دیں۔ انہوں نے عذر کیا کہ دیوان صاحب نے یہ چیز منگوائی ہے۔ وہ حضرت گنج شکر کی اولاد ہیں، میں انہیں ناراض نہیں کر سکتا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اگر وہ دیوان صاحب حضرت گنج شکر کی اولاد ہیں تو میں حضور نبی کریم ﷺ آل سے ہوں۔ یہ سن کر باوا صاحب تڑپ گئے اور وہ چیز اسی وقت اُن کے حوالے کر دی۔ پاک پتن شریف پہنچے تو دیوان صاحب سخت ناراض ہوئے رات کو خواب میں حضرت گنج شکر نے حکم دیا کہ باوا صاحب سے معافی مانگو انہوں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ (کتاب: مہر منیر، صفحہ 402)
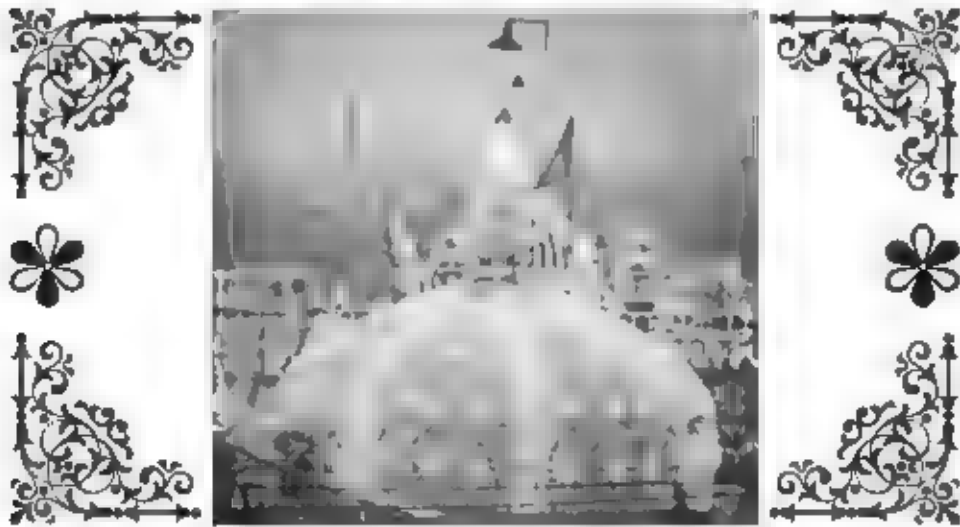
# بابِ دوم

شاہبازِ لامکاں

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی

کا

## راہِ سلوک

اور

## أحوالِ وصال

شب وصال ہے گُل کر دو اِن چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی
## کا راہِ سلوک

سلوک کا لفظی معنی چلنے کے ہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب اور وصل کی راہ پر چلنا اور طریقت کی منزلوں کو مجاہدات ، ریاضات اور اتباعِ سُنت اور شریعت کے مطابق طے کر کے مقصود تک پہنچنا ہے۔ اِس راہِ سلوک پر عمل کرنے والا سالک کہلاتا ہے جس کا باقاعدہ ایک سلسلہ ہوتا ہے اور اُس کے مریدین ہوتے ہیں، عوام اور خواص اُس شخصیت سے رجوع کرتے ہیں اور وہ اُن کی شریعت کے مطابق تربیت کرتا ہے۔ بخلافِ مجذوب جس کا کوئی سلسلہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اُس کے مریدین ہوتے ہیں۔ مجذوبِ حقیقی اپنے باطنی اَسرار و رموز میں محو و مست رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہوتے ہیں۔

### سالک کی اَقسام

سالک کی دو اَقسام ہیں۔

1۔ سالک مجذوب
2۔ مجذوب سالک

### 1۔ سالک مجذوب

سالک مجذوب وہ ہوتا ہے جس کو سلوک کی انتہا میں جذب نصیب ہو یعنی سلوک جذب پر مقدم ہو، وُجودی اَولیائے کرام اکثر سالک مجذوب ہوتے ہیں سالک اِس لئے ہوتے ہیں کہ وہ شادی بیاہ کرتے ہیں اُن کے بیوی بچے بھی ہوتے ہیں اچھا اور خوبصورت لباس پہنتے ہیں اور اسی طرح اچھا کھانا بھی کھاتے ہیں۔ مجذوب اس لئے کہ اُن پر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے ذکر کی مستی کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ یہ تصور بھی کرتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں، اللہ ہی موجود ہے۔

سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میرے جُبے میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ بھی نہیں، یعنی وجود کی نفی ہو چکی ہے اور میں فنا سے گزر کر بقا باللہ میں داخل ہو گیا ہوں۔ تاریخ اسلام میں کئی ایسی شخصیات گزری ہیں مثال کے طور پر قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، سائیں سچل سرمست اور ماضی قریب میں تاجدارِ گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی ہیں۔ اِن عظیم شخصیات کے اعمال چونکہ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق ہوتے ہیں اس لئے اِن حضرات کے نقش قدم پر چلنا گو یا رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا ہے۔

2۔ مجذوب سالک

مجذوب سالک وہ ہوتا ہے کہ جس پر عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے اور اُس کے سلوک کی ابتداء جذبہ سے ہوتی ہے اور پھر اسی حالت جذب میں بعض اوقات وہ ایسے ایسے کام کرتا ہے جو شریعت محمدی کے مطابق نہیں ہوتے تو ایسی صورت میں نہ تو ہمیں اُن کی پیروی کرنی چاہیے اور نہ ہی اُن پر کسی قسم کا کوئی اعتراض کرنا چاہیے کیونکہ اِس کے نتائج دنیا اور آخرت میں صرف رُسوائی اور ذلت ہے۔

راہِ سلوک اور اُس کی اقسام کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد اَب ہم حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی شخصیت کو دیکھتے ہیں کہ آپ کس زُمرہ سلوک میں نظر آتے ہیں۔ راہ سلوک کی مذکورہ اقسام کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی شخصیت، نہ تو سالک اور نہ ہی مجذوب اور نہ ہی سالک مجذوب کی صف میں نظر آتی ہے بلکہ آپ میں مجذوب سالک کی جملہ نشانیاں بدرجہ اَتم نظر آتی ہیں، اختصار سے اُن کا تذکر کرتے ہیں۔

## مجذوب سالک سے سرزد اَفعال

مجذوب سالک سے ایسے اَفعال سرزد ہوتے ہیں جو شریعت محمدی کے مطابق نہیں ہوتے لیکن اُن پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے، مثال کے طور پر حضرتِ میاں فضل الدین کلیامی سے جذب وسُکر کے باعث ظاہراً نماز چھوٹ گئی تھی جس پر ظاہر بین حضرات آپ پر اعتراض کیا کرتے تھے حالانکہ آپ نے اپنے اِس عذر کا کئی بار جواب بھی عطا فرما دیا تھا۔

## ترکِ نماز پر حضرت پیر قاسم موہڑوی کو جواب

حضرت پیر محمد قاسم موہڑوی جب ہندوستان سے علومِ دینیہ کے حصول کے بعد جب علاقہ پوٹھوہار میں پہنچے تو دِل میں خیال آیا کہ کسی مردِ کامل کی تلاش کرنی چاہیے، معلوم ہوا کہ ایک فقیر کلیام شریف میں رہتا ہے جو ہمیشہ سماع سُنتے ہیں لیکن نماز ادا نہیں کرتے۔ حضرت قاسم موہڑوی یہ سُننے کے بعد فوراً دربار پر پہنچے اور حضرت میاں کلیامی سرکار سے پوچھنے لگے کہ مجھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ تو بتاؤ؟ جس پر آپ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اصل میں معذوری کی وجہ ہے اور یہ میرا قصور بھی ہے جس پر مولوی صاحب نے کہا کہ نماز پڑھنے کے بغیر تو میں نہیں چھوڑوں گا۔ بے شک آپ روحانی طور پر آسمان سے بھی آگے گزر جائیں۔

لہٰذا آپ اُٹھو اور میرے ساتھ مسجد چلو، چنانچہ سرکارِ فضل مسجد کی طرف چل پڑے۔ مولوی صاحب نے دو کوزے پانی کے بھرے، ایک آپ کو پکڑا دیا اور دوسرا اپنے لئے رکھ لیا۔ حضرت کلیامی سرکار نے اُس کوزہ کو پکڑ کر ہلایا اور پھر اُسے جب اُلٹا کیا تو اُس میں سے پانی نہ نکلا اِس پر آپ نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مجھے خالی کوزہ دیا ہے؟ مولوی صاحب نے اَب دُوسرا کوزہ پکڑایا تو اُس سے بھی

پانی نہ نکلا۔ مولوی صاحب نے جب یہ معاملہ دیکھا تو خوف زدہ ہو کر کانپنے لگے اور حضرتِ کلیامی سرکار کی بارگاہِ سے معافی کے طلبگار ہوئے۔

**ترکِ نماز پر سجادہ نشین درگاہ حضرت کاکاجی کو جواب**

درگاہ حضرت کاکاجی صاحب کے سجادہ نشین مولوی عبدالحکیم موضع کھینگر میں اپنے مریدین سے اکثر ملنے آیا کرتے تھے انہوں نے حضرت کلیامی کی تعریف سُنی اور ساتھ یہ معلوم ہوا کہ وہ تو ظاہری نماز نہیں ادا کرتے تو آپ اُن سے ملاقات کے لئے کلیام شریف میں پہنچ گئے۔ سرکارِ کلیامی کے پاس زائرین کا جمِ غفیر تھا کچھ دیر کے بعد سجادہ نشین مولوی عبدالحکیم صاحب نے آپکی خدمت میں عرض گزاری کہ حضرت میں تنہائی میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں اوران لوگوں کو کچھ دیر کے لئے باہر بھیج دیں جس پر سرکار کلیامی نے ارشاد فرمایا، بہتر ہے ہم دونوں ہی یہاں سے الگ جگہ چلے جاتے ہیں اور بات کر لیتے ہیں۔

حضرت سرکار کلیامی اُنہیں لے کر باہر نکلے تو مولوی عبدالحکیم نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے جس پر حضرت کلیامی نے فرمایا کہ آپ تو فقراء کی اولاد ہیں اور ساتھ عالم دین بھی ہیں میں آپکو کیا بتاؤں میں اپنے اِس ظاہری وجود کو اِس قابل نہیں سمجھتا کہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے اس لئے دوسرے وُجود کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔

شہنشاہِ کلیام کا یہ جواب سُن کر مولوی صاحب واپس موضع کھینگر پہنچے تو لوگوں نے پوچھا کہ حضور کلیامی نے نماز کے بارے میں کیا جواب ارشاد فرمایا ہے جس پر مولوی صاحب گویا ہوئے کہ **جہانداد خان تیرا مرشد لاثانی ہے اور جو جواب تیرے مرشد نے دیا ہے وہ کسی اور سے ملنا مشکل ہے۔**

تاریخ میں ایسے مجذوب سالکوں کی بیشمار مثالیں موجود ہیں جن سے

جذب وسُکر کے باعث ظاہری شریعت کے اعمال چھوٹ جاتے تھے۔ اِس ضمن میں ہم یہاں صرف دو مثالیں، ایک سرزمینِ فارس (ایران) کی چوتھی صدی کی ایک شخصیت اور ایک تحصیل جنڈ (ضلع اٹک) کی ماضیٔ قریب کی ایک شخصیت کا ذِکر کرتے ہیں۔

**سرزمینِ فارس کی ایک شخصیت محمد معشوق طوسی**

محمد معشوق طوسی جو حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر کے ہم عصر تھے؟ آپ ظاہراً نماز ادا نہ فرمایا کرتے تھے۔ **محمد معشوق طوسی مردی بود کے ہر گز نماز نکردی، یک روز اُورا بہ قہر گفتند "نماز کُن" چون در نماز شد و گفت اللہ اکبر، خون از وی جُدا شد، گفت، من می گویم کہ حایضم وشما باور نمی کنید۔** ایک روز جب شدت سے اُنہیں کہا گیا کہ نماز ادا کرو اور جس وقت وہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا تو خون جاری ہو گیا، جس پر آپ نے فرمایا کہ میں آپ سے کہتا تھا کہ مجھے خون آتا ہے تو تم میری بات نہ مانتے تھے۔ (اِس مجذوب سالک بزرگ کے احوال حضرت مولانا عبد الرحمن جامی ﷫ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب **نفحات الانس من حضرات القدس** میں تحریر فرمائے ہیں)۔

**سرزمینِ اٹک کے ایک مجذوب سالک، سائیں سکندر حیات**

مجذوب سالک، بابا سائیں سردار سکندر حیات المعروف بابا لیفاں والی سرکار جو شہر اسد اللہ فتح جنگ سے جنڈ تشریف لائے اور 7 سال کا عرصہ جنڈ میں گزارا اور لیفاں والی سرکار کے نام سے مشہور ہوئے آپ نے اس علاقہ میں بہت سے مزارات پر گنبد اور برآمدے تعمیر کروائے، کمال یہ تھا کہ پاس تو کچھ نہیں تھا لیکن تعمیرات کے لئے پیسہ کہاں سے آتا کسی کو کچھ خبر نہیں۔ مجذوب سالک ہونے کے ناطے ظاہری اتباعِ شریعت سے قاصر تھے۔ ایک مولوی صاحب

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے بھی کیا لوگوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے نہ نماز نہ روزہ، آپ نے جواب فرمایا اچھا مولوی صاحب تم کہتے ہو تو نماز پڑھ لیتے ہیں، جاؤ سامنے نلکے سے پانی لے آؤ، وہ مولوی صاحب گئے اپنے ہاتھ سے لوٹا بھرا اور آپ کو وضو کرانے کے لئے آگے بڑھایا، آپ نے لوٹا لے کر اُلٹا کیا تو لوٹا خالی تھا، مولوی صاحب کو کہا کہ یار خالی لوٹا لے آئے ہو، وہ بڑا حیران ہوا کہ خود بھرا ہے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ دوبارہ جلدی سے جا کر بھر لایا آپ نے دوسری بار الٹا کیا تو بھی خالی تھا، آپ نے کہا مولوی صاحب یہ کیا مذاق کرتے ہو خالی لوٹا لے کر آتے ہو۔

مولوی صاحب اَب مجذوب سالک کے پاؤں میں گر گئے اور معافی کے طلب گار ہوئے جس پر مجذوب سالک، بابا سائیں نے فرمایا بھائی ہم نے وہ نماز نیتی ہے جو کبھی قضا نہیں ہوتی۔ آپ کا وصال 15 مئی 2000ء میں ہوا، نماز جنازہ علامہ قاری کرم الٰہی نے پڑھائی۔ بھنڈر، جنڈ میں آپ کا مزار مبارک معروف و مشہور ہے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ جو علاقہ جنڈ اور گرد و نواح کے لوگ بیان کرتے رہتے ہیں۔ (بحوالہ تحریری روایت ڈاکٹر محمد ساجد نظامی، خانقاہ مکھڈ شریف، اٹک)

مجذوب سالک کی نشانی کہ وہ ذات الٰہی کا ذکر کرتے ہیں اور اکثر پانی میں غوطہ لگا کر ذکر کرتے ہیں اور اگر ایسا نہ کریں تو ذکر کے نور کی تجلیات سے دماغ کے پردے جل جائیں۔ ہم جب حضرت کلیامی سرکار کے مجاہدات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ شدت کی سردی میں سقے (ماشکی) کو چھت پر کھڑا کرا کر ٹھنڈے پانی کی دھار اپنے سر پر ڈلواتے تھے۔

مجذوب سالک کی ایک اور نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ذات کے ذکر

کی گرمی سے اگر اُن کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ بھی دیا جائے تو اُنہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ دماغ کی وہ حسیات جو درد محسوس کرتی ہیں وُہ مردہ ہو جاتی ہیں۔

اب حضرت فنا فی الذات حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے احوال پر گہری نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ آپ خود ساری زندگی اپنے جسم کو کاٹ کاٹ کر پرندوں کو ڈالا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت سید معظم شاہ جلہاری نے آ کر منع فرمایا تو آپ نے اپنا گوشت زیادہ کاٹنا شروع کر دیا تھا یعنی مجذوب سالک کی یہ نشانی بھی بدرجہ اتم آپ میں موجود تھی ظاہر بین حضرات، حضرتِ کلیامی کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بے خبری کے باعث آپ پر معترض ہوتے تھے اُن کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ گزرتا تھا اور کمال استغراقِ حال سے آشغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور تھے۔

مجذوب سالک کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ جب کبھی جذب کی حالت سے باھر نکلتے ہیں تو صاحب عقل وشعور لوگوں کی طرح وہ دنیاوی کام بھی سرانجام دیتے ہیں اسی لئے تو اُن کو مجذوب سالک کہا جاتا۔ حضرت میاں فضل الدین کلیامی میں یہ نشانی بھی کمال کی حد تک موجود تھی۔ ہم جب آپ کے تفصیلی احوال کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے بے شمار واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں کہ آپ جب حالت جذب سے باہر آتے ہیں تو پریشان حال مریدین کی حاجت روائی کے لئے صاحبانِ اختیار کو فارسی زبان میں خطوط تحریر فرماتے ہیں، بچوں میں پیسے تقسیم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی لنگر خانے کی تعمیر کے لئے لکڑ لینے کے لئے بذات خود سفر فرما ہوتے تو کبھی احباب کی دعوتوں میں، تو کبھی تخت پڑی میں اپنے مرید کی شادی میں شرکت کے لئے سفر فرماتے ہیں۔

حضرتِ والا کے احوال، مجاہدات وریاضت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ولیٔ کامل حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی نادرالوجود شخصیت کے مقام ومرتبہ کو صرف ذات باری تعالیٰ ہی جانتی ہے اُس کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا کیونکہ ایک حدیث قدسی جس کو کئی مفسرین ومحدثین نے کثرت اور تسلسل سے کتب میں ذکر کیا ہے۔

أولیائی تحت قُبائي لا یعرفهم الاسوای

کہ میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس حدیثِ قدسی کے مطابق اولیاء کرام کے مقامات ومراتب کا تعین کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خُدائی

## مکتوب فارسی حضرت میاں فضل الدین کلیامی

حضرت فقیر میاں فضل الدین کلیامی اپنی حیات مبارکہ میں اپنے دست مبارک سے خلق خُدا کی خدمت اور اُن کی مدد اور اعانت کے لئے وقتاً فوقتاً صاحبِ اختیار کو خطوط بھی تحریر فرمایا کرتے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب برصغیر میں فارسی زبان رائج تھی۔ حضرت کلیامی سرکار کی بچپن میں جب حضرت شاہ سلیمان تونسوی سے ملاقات ہوئی تھی تو آپ نے حضرت کلیامی سرکار سے جب تعارف کا پوچھا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم علاقہ راولپنڈی کے باسی ہیں اور صرف اور دیوان حافظ شمس الدین شیرازی پڑھتے ہیں اور اِس کے علاوہ ہمارا کوئی کام نہیں۔ اِس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت والا نہ صرف فارسی زبان سے آشنا تھے بلکہ فارسی زبان پر مکمل عبور حاصل تھا جب ہی آپ

صاحبانِ اختیار کو مکاتیب فارسی زبان میں تحریر فرمایا کرتے تھے اور یقیناً وہ مکاتیب مبارک سفر کرتے ہوئے آج بھی کسی کی ملکیت میں ہوں گئے۔

بسیار کوشش کے باوجود بھی ہمیں حضرت کلیامی کے دست مبارک سے تحریر جملہ مکاتیب تک رسائی نہ ہوسکی اور اگر ایسا ہو جاتا تو یقیناً حضرت شہنشاہ کلیام کے مکاتیب (خطوط) کے حوالے سے ایک علمی و تحقیقی کام منظر عام پر آجاتا۔

فارسی مکتوب کو ہم نے کتاب گلستان فضل کے صفحہ نمبر 52 سے لیا ہے اور پھر اُس پر تحقیقی انداز میں کام کرتے ہوئے اِس خط مبارک کو ایک مخطوطہ شناس شخصیت کو ارسال کیا جنہوں نے اِس کو پڑھنے کے بعد اِس کی فارسی تحریر کا متن ہمیں ارسال کیا، ہم نے فارسی متن پڑھنے کے بعد اُس پر مزید تحقیق کے لئے سرگودھا یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کی ہیڈ محترمہ ڈاکٹر چاند بی بی صاحبہ کو وُہ فارسی تحریر ارسال فرمائی جس پر آپ نے ہمیں اپنی رائے سے آگاہ فرمایا جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ آپ نے مزید کرم فرماتے ہوئے ہماری اِس کتاب پر اپنی تقریظ بھی ارسال فرمائی۔

ماہر زبانِ فارسی، ہیڈ آف پرشین ڈیپارٹمنٹ، سرگودھا یونیورسٹی نے اِس مکتوب پر اپنی جس رائے کا اظہار فرمایا وہ کچھ اس طرح سے ہے۔

**بظاہر یہ حضرت کلیامی سرکار کی ہی تحریر ہے جو فارسی میں ہے اور یہ وہی زبان ہے جو ڈیڑھ دو سو سال قبل اِس علاقہ میں رائج تھی صرف فرق یہ ہے کہ اِس میں تھوڑا سا علاقائی رنگ بھی پایا جاتا ہے۔** حضرت تاجدار کلیام کے اس مکتوب سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ آپ اپنی حیات میں اپنی تحریروں میں اپنا تعارف اِس طرح کروایا کرتے تھے۔

**از جانب فقیر میاں فضل الدین**

# عکس خط

## مکتوب کا فارسی متن

سعادت و عقیدت نشان تحصیل دار صاحب منشی کشن دیال در حضور الہی محفوظ باشد۔ **از جانب فقیر میاں فضل الدین،** بعد از دعاے ترقی درجات واضح و (لامع) باشد کہ الحال این نواح خیر است و خیریت آن عقیدت نشان مدام ازدرگاہ رب العلمین می خواہم۔

(بعدہ) بر (نشور است) کہ بوقت کز پاک پتن بہ خانہ خود رسیدم۔ آن وقت مردمان خورد و کلاں ساکنان (ٹلہ) پیش من براے ملاقات آمدن، و من از مردمان مذکور شنیدم کی زمین میاں غلام قادر چند مدت (گذشتہ) قبضہ برزمین مذکور، آن ہمہ مردمان فرمود کے چہل سال گذشت کہ بر زمین مذکور قبضہ دارد، لہذا قلم نمود۔

در ازین مہربانی این مقدمہ دریاف سازند۔ این مقدمہ مذکور خود دانستہ دریافت فرمایند و مرسلہ در (خدمت)، لہذا قلم نمود بہ حضور تحصیل دار صاحب کلاں۔ ہمراہ این مسمی، میاں غلام صالح ازین جانب بود و مقدمہ خود را داشت دریافت فرمایند، ضرور صد ضرور۔۔ بسیار دارند۔

## فارسی مکتوب کا اردو ترجمہ
### باشکریہ ڈاکٹر سیدہ چاند بی بی

سعادت وعقیدت نشان تحصیل دار منشی کشن دیال صاحب۔

اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے۔ اس فقیر میاں فضل الدین، کی جانب سے بعد از دُعاے ترقی درجات واضح و (لامع) رہے کہ ابھی تک ہماری طرف سب خیر خیریت ہے الحال اور آپ کی خیریت کا درگاہ رب العلمین سے درخواست گزار ہوں۔

اِس کے بعد عرض یہ ہے کہ جب پاک پتن سے اپنے گھر پہنچا اُس وقت ٹلہ کے رہنے والے چھوٹے بڑے سب لوگ مجھے ملنے کے لیے آئے اور میں نے اُن سے سنا پچھلے کافی عرصے سے میاں غلام قادر کی زمین اُن لوگوں کے قبضے میں ہے وہ کہتے ہیں کہ چالیس سال سے اُن کا اِس زمین پر قبضہ ہے/ جو اُنہیں لکھ دیا گیا۔ مہربانی فرما کر مقدمہ ہاتھ میں لیں اور اس سلسلے میں ان کے حق میں فیصلہ لکھ دیں۔ ان لوگوں کی طرف سے میاں غلام صالح تحصیل دار صاحب سے ملے ہیں لہٰذا ان کی ضرور بر ضرور مدد کی جائے۔

## تاجدارِ کلیام اور شوقِ سماع

حضرت میاں فضل الدین کلیامی پر ذوقِ سماع کا خوب غلبہ تھا اور حالتِ وجد بھی آپ پر طاری رہتی تھی۔ عشقِ الٰہی کے سوز میں ہائے ہائے کرتے رہتے تھے۔ ایک رات آرام فرما تھے کہ ساتھ چارپائی پر سارنگی پڑی ہوئی تھی کہ اچانک ایک چوہا جو اُس کے اوپر سے گزرا تو اُس کی تاروں سے ایک پُر کیف جھنکار نکلی جس سے آپ تڑپ کر گر گئے اور فرمانے لگے:

ہائے سڑی گیاں، ہائے بلی گیاں۔

حضرت قبلہ عالم انتہائی ذوق وشوق سے دَرد بھرے اشعار سارنگی کی دھنوں کے ساتھ سماعت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے منظورِ نظر قوال سائیں گلاب اور سائیں مہتاب آپ کی بارگاہ کے حاضر باش تھے۔ حضرتِ والا پر جب بھی وجد کی کیفیت طاری ہوتی تو یہ برادران فوری سارنگی پر کلام پڑھنا شروع کر دیا کرتے تھے۔

سارنگی، سرزمینِ ہندوستان میں ایجاد ہونے والے سازوں میں قدیم ترین اور ایک نمایاں ساز ہے، جو چھاتی کے ساتھ لگا کر بجایا جانے والا ایک پُرسوز و پُرکیف ساز ہے اور اگر اِس کا بجانے والا بھی ایسے ہی ذوق وشوق والا درویش ہو تو پھر سُننے والے بھی مسحور ہو جاتے ہیں، کیونکہ ساز و آواز کا حسین سنگم کسی بھی حساس انسان کے حسِ لطیف کو یکسر بے خود کر سکتا ہے، اور ایک ذی شعور کو سرمست کر سکتا ہے۔

## احوالِ وصال حضرت میاں فضل الدین کلیامی

### وصال سے ایک ماہ قبل صندوق بنوانے کا حکم

شہبازِ لامکانی حضرت فقیر میاں فضل الدین کلیامی نے اپنے وصالِ مبارک سے ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا کہ حُکم آ گیا ہے اور اب تیاری کرو، صندوق بنواؤ اور اِس کے لئے خالص دیار کی لکڑی ہو اور اچھے کاریگر یہ صندوق بنائیں اور صندوق کے جوڑ ایسے ملائیں کہ جن سے پانی تک باہر نہ نکلے۔ حُکم کی تکمیل کی گئی اور راولپنڈی سے دیار کی لکڑی منگوائی گی اور کاریگر بھی بلوا لئے گئے۔

اِک مہینہ اگے یارو صابر نے فرمایا
بنّٹے صندوق تیاری میری صاحب دا سَدّ آیا

لکڑی خاص دیار دی ہووے جلد صندوق بناؤ
جلد بناؤ جلد بناؤ دیری مُول نہ لاؤ

یہ بات بہت تیزی کے ساتھ دُور دُور تک پھیل گئی اور جہاں جہاں یہ خبر پہنچتی وہاں کے لوگ جوق در جوق اپنے خواجہ سے ملاقات کے لئے اکٹھے ہونا شروع ہوگئے اور عشاق اپنے مرشد سے دُوری کے خوف سے ایک لمحہ کے لئے بھی وہاں سے جانے کو تیار نہ تھے جو بھی وہاں آتا وہ پھر واپس نہ جاتا۔ 22 دن کے اندر آپ کے چاہنے والوں کی ایک کثیر تعداد وہاں جمع ہو چکی تھی ۔ ایسے میں جب زمانے والوں کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ وقت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے تو زائرین کے دلوں میں آپ سے نسبت کا جذبہ بھی بھڑک اُٹھا، عشاق آپ کے دست حق پرست پر بیعت کے خواہش مند تھے اور آپ کے عالی سلسلہ میں نسبت اختیار کرنے کے لئے اپنی درخواستیں پیش کرنے لگے۔

مخلوق خدا کا جم غفیر اور بیعت کے خواہشمندوں کی کثیر تعداد کے باعث حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی نے فرمایا کہ ایک شخص میرے ہاتھ میں ہاتھ دے باقی لوگ اس کا کپڑا پکڑ لیں، کلمہ شریف اور ایمان کی صفات پڑھتے اور اللہ رب العزت کے حضور اُس کے فضل ورحمت کے لئے دُعا کرتے ہوئے آپ نے لاتعداد عشاق کو بیعت فرمایا۔

ہتھ اِک جسدا حضرت پکڑن اُسدا پکڑن پلا
کلمہ صفت ایمان دی پڑھدے فضل کریں توں اللہ

جب خلقت بے شمار اکٹھی ہوگئی اور ہر طرف شوروغل شروع ہو گیا تو اُس وقت آپ کی بارگاہ میں عرض پیش کی گئی کہ یا حضرت! آپ روحانی طاقت کے مالک ہیں تمام حقیقت بتائیں کہ ہم پر کون سی مصیبت آ گئی ہے، تمام احوال سے

آگاہ فرمائیں۔ 24 دن ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ صندوق کی تیاری کرو، سرکار آپ کی جو حالت پہلے تھی اب بھی وہی نظر آرہی ہے آپ کی پیشانی مبارک کی نورانیت تو دوگنی ہوگئی ہے اور جو حالت صندوق کی وصیت سے پہلے تھی اب بھی وہی دیکھ رہے ہیں۔

چوی روز ہوئے فرمایا کرو صندوق تیاری
ایہہ تمیزاں کر کر تھکے ظاہر کرو بیماری
جو کجھ حالت اَگے ہے اُوہا ہُن بھی دِسے
دونٹی چمک کڈھے پیشانی ایہہ گل خبر نہ کسے

اِس گفتگو کے جواب میں قبلہ عالم نے فرمایا! میری زندگی ختم ہو رہی ہے، وقتِ رُخصت قریب آ گیا ہے پھر عرض کی گئی کہ یا حضرت! وہ دن بھی بتا دیں لوگ جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں جس پر آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم سے لے کر آج تک کسی نے دن نہیں بتایا، تمام پیغمبر و اَولیاء اِس دنیا سے کوچ فرما گئے لیکن موت کا مقررہ وقت کسی نے نہ بتایا اِس لئے اِس کا جواب مشکل ہے لیکن مختصر یہ بتا دیتا ہوں کہ ایک شخص جو اندر آتا جاتا ہے میں اُس سے پوچھتا ہوں تو اس نے مجھے جواب دیا ہے کہ 8 دن یا 8 مہینے یا 8 سال تمھاری زندگی دنیا پر گزرے گی۔ (ایک جمعتہ المبارک کو سرکار کلیامی نے یہ بات ظاہر فرمائی اور اگلے جمعہ المبارک کو اس دارِفانی سے کوچ فرما کر محبوب حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہو گئے)۔

## اہلِ کلیام کے لئے دُعائیں

تاجدار کلیام حضرت بابا فضل الدین کلیامی یہ باتیں بتانے کے بعد آپ دُعائیں کرنے لگے اور فرمایا: **اے کلیام کے رہنے والے لوگو! ہمیشہ سکھی رہو میں دنیا میں اپنا وقت گزار کر خوشی سے جا رہا ہوں کیونکہ عاشق حقیقی کے لئے یہ دنیا ایک قید**

خانہ ہے ۔ مجھے میرے محبوبِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آچکا ہے اب جدائی ختم ہونے کی گھڑی ہے۔ ایسے ہی روئے زمین کی ہر چیز فانی ہے اس دنیا کی ہر چیز ختم ہونے والی ہے! صرف اللہ کا نام باقی رہے گا باقی تمام دنیا فنا ہو جائے گی۔ جب حاضرین نے قبلہ عالم کا یہ فرمان سُنا تو لوگ زار و قطار رونے لگے آہ و بُکا کرنے لگے اور اُن کی تکلیف کئی گُنا بڑھ گئی ۔ اِس پر حضرت فرمانے لگے رخصت کی گھڑی تو ایک نہ ایک دن آنی ہی ہے۔ لہذا رونا فضول ہے۔

عاشق تو اُس لمحے خوشی مناتے ہیں، زندگی میں اُس محبوب کی یاد میں دل جلاتے ہیں، محبوب کی تڑپ میں ہر لمحہ سولی پر چڑھ کر گزارتے ہیں اور اپنے محبوب حقیقی سے ملاقات کے لئے مشتاق ہوتے ہیں اُن کے لئے تو یہ دن عید کی مانند ہے وہ اپنے محبوب کے حضور پیش ہوں گے اور دائمی قرب و وصال کی لذتوں سے بہرہ مند ہوں گے ۔ لہٰذا فکر مند نہ ہو، اپنے رب کو یاد کرو، ہر دم اللہ اللہ کرو اور غم ہرگز نہ کھاؤ۔

**حاضرین کو وصیت**

تم سب میری وصیت سُن لو کہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ بہت سے لوگ اس دنیا سے چلے گئے اور آئندہ بھی لاکھوں لوگ چلے جائیں گے جب یہ روح میرے جسم کو چھوڑ کر چلی جائے تو نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد مجھے اِس صندوق میں ڈال کر رکھ دینا اور قبر میں دفن نہ کرنا تا کہ مخلوقِ خدا زیارت کر سکے۔

اِس وصیت کے جواب میں مولوی سید حسن نے عرض کی کہ حضرت! تمام رسول و پیغمبر اس زمین کے اندر پردہ پوش ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ آپ کی اولادِ پاک دیگر تمام اصحابِ کرام ، غوث الثقلین محبوب سُبحانی رضی اللہ عنہ اور دیگر عام و خاص سب دفنائے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک یہ بات کسی نے نہ کی ۔ مولوی سید حسن، جناب حضرت بابا فضل الدین کلیامی سے فرمانے لگے کہ آپ ایسا حکم نہ ارشاد فرمائیں جس کو پورا نہ کیا جا سکے، لہٰذا ہم آپ کی یہ بات ہرگز قبول نہ

کریں گئے جس پر سرکار کلیامی نے جواب ارشاد فرمایا اچھا میرے اِس صندوق کو ایک سال تک ضرور باہر رکھنا۔ تا کہ دُور دَراز سے جو میرے چاہنے والے ہیں وہ مجھے ملنے آئیں گئے اور میرا دیدار کریں گئے پھر مجھے دفنا دینا تا کہ کسی کو یہ ارمان نہ رہے کہ زیارت نہ ہو سکی اور اب قیامت کے دن ہی دیدار ہو گا۔

مولوی حسن صاحب نے باباجی کلیامی کا یہ فرمان سُننے کے بعد دوبارہ عرض کی۔ یا حضرت! کیا آپ وصال کے بعد ان تمام چاہنے والے اور محبت والے لوگوں سے روحانی طاقت سے نہیں مل سکتے۔ جس پر سرکار یوں گویا ہوئے کہ تم اگر ڈرتے ہو کہ میت باہر رہ گی تو اُس کے خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ تو سنو!

**بخدا اُس مالکِ کائنات نے میرے اس وجود کو کٹھالی میں ڈال کر اس میں سے ساری کھوٹ نکال دی ہے اس لئے یہ جسم اب امر ہو گیا ہے اور یہ قیامت تک خراب نہ ہو گا۔**

قارئین کرام! روایات میں انہی اولیاء کے بارے میں آیا ہے کہ اولیاء اللہ کی موت تو صرف تبدیلی مکان ہے اِس سے زیادہ کچھ نہیں یعنی یہ وہی بات ہے کہ جس کا دل عشق الٰہی سے زندہ ہو گیا ہے وہ کب مرتا ہے۔

مرنے والوں کی جبین روشن ہے اِس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں ، اندھیری رات میں

حضرت شہنشاہِ کلیام نے فرمایا کہ ہاں اگر کوئی نقصان کا خطرہ لاحق ہوا تو تب مجھے دفن کر دینا۔ مولوی حسن صاحب نے فریاد و زاری کے ساتھ قدم مبارک پکڑ لیئے اور آپ کے اِس فرمان پر نظر ثانی کی درخواست اور التجائیں کرنے لگے۔ جس پر قبلہ عالم نے فرمایا اچھا چلو صرف تیس دن تک دفن نہ کرنا اور بس اَب میری اِس بات کا انکار نہیں کرنا اور نہ ہی مجھے اِس فرمان کو تبدیل کرنے کا کہنا۔

### قبر سے فیض کا ملنا

اِن جملہ ارشاداتِ مُبارکہ کو سننے کے بعد یکے از خُدام درگاہ نے عرض پیش کی یا سرکار! ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہم دین و دنیا کے کاموں کے لئے آپ کے بعد کہاں جائیں اور کسے پُکاریں۔ جس پر سرکار شہباز لامکانی نے ارشاد فرمایا:

**میری قبر پر آنا تمام دین و دنیا کی جائز مرادیں حاصل کرو گے۔ جیسے تم لوگ میری زندگی میں اپنا منہ میرے کان کے ساتھ لگا کر اپنا حال سُناتے ہو اسی طرح قبر کے غلاف کی تہہ کو اوپر اٹھا کر سارا حال سُنا دیا کرنا، میں تمھاری باتیں سُنا کروں گا اور تمھاری تمام حاجتیں خود مولا سائیں قبول فرمائے گا۔**

### منظورِ نظر قوال سائیں گُلاب کی گریہ وزاری

کولے سائیں گلاب بھی بیٹھا رویا کر کر زاری
صابر نام خُدا دا پایا نہ رووِیں میں واری
سائیں گلاب نے عرض گزاری کیکر میں نہ رووَاں
بادشاہی اَج لُٹن لگی امن اندر کنج ہووَاں

حضرت بابا فضل الدین کلیامی جب گفتگو فرما رہے تھے تو آپ کے لاڈلے درباری قوال سائیں گلاب بھی بیٹھے ہوئے تھے اور وہ زار و قطار رو رہے تھے۔ قبلہ عالم نے اپنے اس لاڈلے قوال کو اللہ کے نام سے تسلی دی اور فرمایا میں قربان جاوں تم نہ روو، کیونکہ جب سے تم نے ہوش سنبھالا ہے میں نے تمہیں رونے نہیں دیا اب آخر وقت میں تم رو رو کر مجھے کیوں غم دے رہے ہو۔ سائیں گلاب عرض کرنے لگے یا سرکار! آج میں کیسے نہ رووں آج ہماری بادشاہی لُٹ جائے گی۔ میں رونے سے کس طرح رہ سکتا ہوں۔

پیکرِ حُسن و جمال حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے جواباً فرمایا کہ اگر منظوری ہے تو جس طرح پہلے تجھے کندھوں پر بٹھا کر کھلایا ہے اَب وصال کے بعد بھی اُس کی لاج ضرور رکھوں گا۔ اَب قبلہ عالم اپنے قوال سائیں گلاب کو مستقبل کی بھی پیشین گوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اے بیٹے! تم ہر گز تنگی و تکلیف نہ دیکھو گے ہر لمحہ خوشی دکھاؤں گا کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے:

تم جدھر بھی جاؤ گئے میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور کبھی اکیلا نہ چھوڑوں گا، سائیں گلاب چونکہ آپ کا منظورِ نظر قوال تھا اور باباجی کلیامی کو بہت پسند بھی تھا تو فرمانے لگے کہ میرے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد بھی تم جہاں کہیں بھی جا کر گاؤ گے وہاں میں بھی موجود ہوں گا اور تمہیں سُنوں گا۔ جو کہو گے انکار نہ کروں گا اور اگر میری اِن باتوں میں تمہیں کوئی فرق نظر آیا تو بے شک یہ کہہ دینا کہ ایک ٹھگ نے ٹھگ لیا ہے اور صرف جھوٹی تسلیاں اور دلاسے ہی دے کر خود آگے چلا گیا ہے۔

جدھر جاسیں نالے جاساں لُگا مول نہ چھوڑاں
جتھے گاسیں اوتھے سُن ساں جو اکھیں نہ موڑاں
جے کر فرق لگا اِس اندر آکھیں ٹھگ ٹھگیا
کر کے دل دلاسے مینوں آپ اُگیرے لنگھیا

### قوال سائیں گلاب کو وصیت

حضرت قبلہ عالم سرکار کلیامی نے قوال سائیں گلاب کی گریہ وزاری سننے اور اس کو خوب تسلیاں اور بشارتیں دینے کے بعد سائیں گلاب کو فرمایا کہ اب تم میری ایک وصیت غور سے سنو اور ہر صورت اس پر عمل بھی کرنا ہے۔

اِک وصیت تینوں آکھاں نال جنازے میرے
ساز بجاناں سوہنا گاناں ایہہ ہے ذمے تیرے

شیخ طریقت ہمیشہ اپنے ارادتمندوں کی قلبی کیفیات سے واقف ہوتے ہیں۔ جیسے اپنی ظاہری حیات میں وہ اپنے مریدین کی عزت افزائی فرماتے ہیں ویسے ہی بعد از وصال بھی وہ اپنے غلاموں کو اِعزاز و اکرام سے نوازا کرتے ہیں۔ ایسے ہی بابا فضل الدین کلیامی نے اپنے چہیتے قوال کو یہ اعزاز بھی عطا کیا اور حکم ارشاد فرمایا کہ میرے جنازے کے ساتھ تم نے قوالی کرتے جانا ہے اور وہ سارنگی جو ظاہری حیات میں ہمیں اپنے مالک حقیقی کے عشق میں غوطہ زن کئے رکھتی تھی میرے پردہ فرمانے کے بعد بھی تم نے اُس کی پُر کیف دھنوں کے ساتھ سماع پیش کرنا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا:

کلام بھی میں تمہیں بتا دیتا ہوں بس تم اِسے یاد کر لینا اور وقت آنے پر یہی کلام پڑھنا ہے۔ اِس کلام کا مفہوم کچھ یوں ہے: اے لعلاں والے بیوپاری، ایک بیوپاری بیوپار کر کے گھر آ گیا ہے جہاں دیس بیگانہ اور ماں بھی بیگانی ہے۔

دساں سخن زبانی تینوں یاد رکھیں اس تائیں
جان کُندن تھیں پچھے پیارے نال جنازے گائیں
لالاں والیا وے ونجاریا ونج کری گھر آوے
دیس بیگانہ ماں پرائی لیکھے نال نبھاوے

سائیں گلاب نے عرض پیش کی، اے حضرت! آپ نے جس طرح ارشاد فرمایا میں اُسی طرح حکم بجالاؤں گا۔ آپ کے ارشاد مبارک کے مطابق ساز بھی بجاؤں گا اور ساتھ کلام بھی پڑھوں گا اور یہی نہیں بلکہ میں سر بھی آپ کے قدموں میں نثار کر دوں گا، لیکن آپ کے جنازہ میں بہت بڑے بڑے عالم بھی شریک ہوں گے

کہیں میرے اِس عمل سے وہ جنازہ پڑھنے سے انکاری نہ ہو جائیں۔ سائیں گلاب کی یہ بات سُن کر سرکار کلیامی نے فرمایا: میرا جنازہ کوئی پڑھے یا نہ پڑھے مجھے اس کی بالکل ضرورت نہیں۔ اے میرے بیٹے! میں نے راگ والے بازار سے لاکھوں لعل خریدے ہوئے ہیں۔

پڑھن نہ پڑھن جنازہ میرا میں ایہہ لوڑ نہ رکھاں
راگ والے بازاروں بچیا لعل خریدے لکھاں

مخلوقِ خدا کو جب حضرت بابا کلیامی والی بات 8 دن 8 مہینے 8 سال والی بتائی گئی تو لوگوں نے رُخصت ہونا شروع کر دیا، روتے روتے قدم مبارک چومتے اور قبلہ عالم تمام لوگوں کو دل سے دُعائیں دے کر رُخصت فرماتے اور لوگ سر قدموں میں رکھ کر الوداع ہوتے۔

جمعۃ المبارک کے دن بہت سے لوگ اور ڈیرے والے لوگ میدان میں ایک کھیل دیکھنے چلے گئے سوائے چند لوگوں کے جو قبلہ عالم کلیامی کے پاس موجود تھے تب شہنشاہِ کلیام نے فرمایا اے یارو! خیر کی نیت کرلو اب میں آپ سے رُخصت ہونے والا ہوں، الوداع کا وقت آ چکا ہے۔

میں تُساں تھیں رُخصت یارو نیت خیر اُلاوَ
وقت وداع دا ہو گیا نیڑے بخشو تے بخشاوَ
ہتھ اُٹھائے مالک اگے تیری ذات کمالی
جو کوئی اس دروازے آوے اوہ جاوے نہ خالی

**حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے الوداعی کلمات**

یا الٰہی در تیرے تے اِک سوال ہے میرا
وِچ حیاتی ہور نہ کیتا کر منظور بھلیرا

جو کوئی میرا ملنے والا یا رب! مالک میرے
دنیا اندر بھکھ نہ تکے تیرے رحم بہتیرے
مرن ویلے ایمان نصیبا بھریا بھریا جاوے
سخت اندھیری اوکھا رستہ اوکھڑ مول نہ کھاوے
روشن دِیوا ایمانے والا دِے کے اُس چلائیں
رحمت دے دریاواں وچوں بُوند فضل دی پائیں
ہتھ مبارک منہ پر پھیرے ڈُھک پئے مجلس والے
اپنی اپنی خواہش مطابق کر دے عرض احوالے

سرکار قبلہ عالم کلیامی نے مالک کائنات کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، التجا کی کہ تیری ذات تمام کمالات کی حامل ہے اے اللہ! جو ہمارے اس دروازے پر آئے وہ خالی واپس نہ لوٹے، یاالٰہی تیری بارگاہ میں میرا ک سوال ہے زندگی میں کوئی اور سوال نہ کیا مخلوقات کے بھلے کا یہ سوال منظور فرما، اے میرے مالک جو بھی میرا ملنے والا ہے دنیا میں وہ بھوک نہ دیکھے، مرتے وقت اُسے ایمان نصیب ہو وہ اپنا نصیب بھرا ہوا لے کر جائے، اُس مشکل اور اندھیری رات میں اُسے کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے، اُسے ایمان کا دیا عنایت فرمانا، رحمت کے دریاؤں میں سے اُس کے اندر اپنے فضل کی ایک بوند عطا فرما دینا۔ اُس دعا کے بعد سرکار کلیامی نے اپنے دست مبارک چہرہ پر پھیر دیئے، حاضرین مجلس جو بہت کم لوگ تھے انھوں نے آپ کے حضور اپنے احوال پیش کئے۔

**ملک الموت کی آمد**

سرکار کلیامی کا ایک خادم قاسم علی جو آپ کا منظورِ نظر تھا اُس نے 45 سال سرکار کلیامی کی پالکی شریف اٹھائی تھی بچپن سے لے کر مرتے دم تک وہیں رہا۔

سرکار کلیامی کی الوداعی دُعا کے وقت وہ اپنے حجرے میں تلاوت قرآن کریم میں مشغول تھا کہ اتنے میں ایک خوبصورت نوجوان قاسم علی کے پاس پکار رہا تھا کہ جلدی کرو، جلدی میرے ساتھ چلو اور حضرت کلیامی کی بارگاہ میں میرا احوال سناؤ اور میرے حق میں بھی دعا کرواؤ اور اُن سے عرض کرو کہ وہ تو ولایت کے شہنشاہ ہیں میری فریاد سنیں اور میرا دامن مراد بھر دیں۔ اُس نوجوان کی عرض گزاری سن کر قاسم علی تیزی سے حضرت بابا فضل الدین کلیامی کی بارگاہ میں پہنچتا ہے کہ اس نوجوان کی سفارش کرے۔ لیکن وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے کہ سرکار پہلے ہی الوداعی دُعا مانگ چکے تھے اور سرکار مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے قاسم علی نے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا یا حضرت! یہ لڑکا جو آپ کے در پر کھڑا ہے یہ ملک کی بادشاہی مانگ رہا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے اس لڑکے کی خاطر سرکار کلیامی نے دست مبارک اُٹھائے ان کو منہ پر پھیرا اور اس کے بعد سرکار کلیامی کے دست مبارک آپ کی جھولی میں گر گئے۔ وصال حق کی گھڑی آن پہنچی تھی۔ اہل مجلس نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سرکار کلیامی اس دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف روانہ ہو گئے سب زار و قطار رونے لگے پر جانے والا کب واپس آتا ہے؟ وہ لڑکا جس کے لئے سرکار کلیامی نے دست مبارک اُٹھائے تھے ڈھونڈنے کے باوجود وہ دوبارہ کسی کو نظر نہ آیا اِس راز کو اللہ پاک ہی جانتا ہے دوسرا کوئی اس راز کو نہیں جان سکتا۔

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

### حضرت کلیامی سرکار کا جسدِ اَطہر

تاجدارِ کلیام فنا فی الذات کشتۂ حق حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی نے جمعہ المبارک 7 جمادی الثانی 1308ھ بمطابق یکم جنوری 1892ء اِس دارِ فانی سے دارِ بقا کی جانب روانہ ہوئے، شہنشاہِ ولایت حضرت فضل سرکار کو جب پلنگ مبارک پر لٹایا گیا تو حاضرین پر بے ہوشی طاری ہو گئی ایک بوڑھا نمبر دار جس کا نام بابا درگاہی تھا اُس نے اللہ کا نام لے کر قسم اٹھائی کہ میں نے 80 سال ہوش میں گزارے ہیں لیکن کبھی بھی پلنگ سرکار کے قریب نہ لایا گیا اور آج آپ پلنگ پر سوئے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

تاجدارِ گولڑہ شریف حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ گیلانی جب سرکار کلیامی کے قریب تشریف لائے تو قریب پہنچتے ہی بے ہوشی طاری ہو گئی اور پھر جب ہوش آئی تو علی جناب کا پلنگ مبارک چوم کر فرمانے لگے کہ جلدی جلدی غُسل کراؤ اور تیاری کرو، حضرت پیر مہر علی شاہ ایسے روئے کہ آنکھیں ندی بن گئیں۔

### الوداعی دیدار اور جنازے کے پُر کیف مناظر

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی نے خدام اور منتظمین سے فرمایا کہ سب لوگ مل کر قبر مبارک جلدی تیار کرو جس پر انھوں نے جواب دیا کہ شہنشاہ فرما کر گئے ہیں کہ 30 دن تک مجھے دفن نہ کرنا، اہلِ مجلس بھی عرض کر رہے تھے کہ جب سرکار کو دفن نہیں کیا جائے گا تو یہ خلقت واپس کیسے جائے گی جس پر تمام لوگوں نے ارادہ کر لیا کہ ٹھیک ہے اور تیاری کرو، قبلہ عالم کو غُسل مبارک حضرت قاضی فضل احمد نے دیا اور مولوی سید حسن نے اوپر سے پانی ڈالا اور غسل مبارک دے کر کفن پہنایا گیا اور پلنگ مبارک مکان سے مغرب کی طرف لے گئے، لوگوں میں رونے کا شور برپا ہو گیا، پلنگ مبارک جس طرف جاتا، مخلوق اُس طرف ہی زور دیتی، لوگوں کا جم غفیر

دیکھ کر چند اہل دانش نے مشورہ کیا کہ ایسے اِس مخلوق کو ترتیب دینا ممکن نہیں ہے لہذا چند سر کردہ افراد عوام کے درمیان میں شامل ہو کر سب کو بٹھائیں اور بیٹھے بیٹھے صفیں بنوالی جائیں۔

کل مخلوق بٹھائی مدبراں سدھیاں صفاں بنایاں
مہرِعلی شاہ اگے کھل کے دو گلاں فرمایاں

جنازہ کے لئے جب صفیں سیدھی ہو چکیں تو حضورِ تاجدار گولڑہ شریف نے آگے کھڑے ہو کر نمازہ جنازہ میں شریک افراد کو یہ باتیں ارشاد فرمائیں۔

**جو شخص بھی اس جنازہ میں شامل ہوا، وُہ دوزخ کی آگ میں نہ جلے گا اور اَولیاء کے اِس سلطان کی برکت سے جنت میں داخل ہوگا۔**

اِس جنازے جو کوئی ملیا دوزخ بھاہ نہ سڑسی
برکت اِس سلطان ولی دی وچہ بہشتاں وڑسی

**اس ہستی نے دنیا میں جو مجاہدہ کیا ہے نہ کسی نے کیا اور نہ ہی کوئی کرے گا۔ کیونکہ عشق ایک آگ کا دریا ہے اور اس دریا کو بغیر کشتی کے ہی عبور کرنا پڑتا ہے جو کوئی مردِ کامل اور درویشِ خدا مست ہی عبور کر سکتا ہے۔ اور باباجی کلیامی نے اُسے تیر کر پار کیا ہے۔**

تکبیر پڑھ کر جنازہ مبارک لایا گیا حسب وصیت حضور قبلہ پیر مہر علی گولڑی نے جنازہ پڑھایا۔ شمار کے مطابق جنازہ کے 33 صفوں پر مشتمل تھا۔

پڑھ صلاۃ جنازہ جاں پھر پلنگ مبارک چایا
رنگا رنگ مخلوق جے آئی انت کسے نہ پایا

حضرت قبلہ عالم کے محبوب قوال سائیں گلاب نے حسب وصیت حضور کے عطا کئے ہوئے سخن جب سارنگی پر پڑھنے شروع کئے تو لوگ خوب روئے، پتھر دل

جیسے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

سائیں گلاب نے حسب وصیت گایا لوک روایا
پتھر دل بھی اتھرین کے راہ چشماں دے آیا

قبلہ عالم کلیامی سرکار کے دردمند احباب جو پہلے سے ہی زخمی تھے وہ رو رو کر بے حال ہو رہے تھے اور ہجر و وصال کے عجیب گیت گائے جا رہے تھے۔اب حضرت کے پلنگ مبارک کو قبر کے نزدیک اتار دیا گیا تو غم کے بادل گرنے لگے،لوگوں کے کلیجے صدمے سے کٹنے لگے اور آنکھوں سے برسات کی جھڑیاں جاری ہو گئیں،اب پلنگ مبارک سے حضرت اقدس کے جسد اطہر کو صندوق مبارک میں اتار دیا گیا۔

## خُدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

سید احمد شاہ ساکن پنڈ پراچہ داخلی جھنگی سیداں جو حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے مرید ہیں حافظ فضل دین کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ میں باوا صاحب کی نماز جنازہ کے لئے حضور قبلہ عالم قدس سرہ کے ہمراہ کلیام شریف گیا تھا جب باوا صاحب کو قبر میں رکھا گیا تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال سارنگی بجاتا رہا جس پر ہمارے حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ کو بھی خوب وجد ہوا۔

(کتاب مہر منیر، مطبوعہ 1997ء صفحہ 401)

## حضرت کے روضۂ مبارکہ سے عشق الٰہی کی ہوائیں

ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ (حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی) بذریعہ ریل گاڑی سفر سے واپس آ رہے تھے،سخت سردی کا موسم تھا صبح سویرے جب کلیام شریف آیا تو فرمایا،ادھر کی کھڑکیاں کھول دو کہ باوا صاحب کے روضہ سے عشق الٰہی کی ہوائیں چلتی ہیں۔

(بحوالہ کتاب مہر منیر صفحہ 402 مطبوعہ اگست 1997ء)

## دربار حضرت میاں فضل الدین کلیامی وجد میں

حضرت میاں فضل الدین کلیامی پر حیات مبارکہ میں اکثر و بیشتر وجد کی حالت طاری رہتی تھی اور بعد از وصال بھی ایک موقع پر ایسا واقعہ رُونما ہوا جس کے عینی شاہد بے شمار لوگ تھے شاید اب بھی اِس واقعہ کا کوئی عینی شاہد موجود ہو گا۔ جولائی 1937ء (ایک کتاب میں 1938ء) میں بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ در کلیام حضور قبلہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کے عرس مبارک کی آخری شب مبارک تھی اور سماع جاری تھا اور جب شہر لاہور کے مشہور و معروف قوال آغا بشیر احمد فریدی اور رشید احمد فریدی نے حضرت بیدم شاہ وارثی کا کلام پڑھنا شروع کیا۔

وہ چلے جھٹک کے دامن مرے دستِ ناتواں سے
اُسی دن کا آسرا تھا مجھے مرگِ ناگہاں سے

اور جب اس مصرعہ پر پہنچے

**مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے**

تو حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی قبر مبارک کو جھٹکا لگا اور
جب قوال حضرات نے یہ شعر مکمل کیا

**تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشان سے**

تو آنجناب کی قبر مبارک حالت وجد میں آ گئی۔ موجود حضرات خوف سے کانپنے لگے، مزار مبارک کا دروازہ بند کر دیا گیا تو دیکھا گیا کہ اب گنبد مبارک بھی حالت وجد میں ہے اور یہ پر کیف منظر تقریباً دو گھنٹہ تک جاری رہا۔

ہر ایک ذرہ، ہر اک پارۂ زمین و زمان
کسی کے حُکم پہ، دِن ہو کہ رات رقص میں ہے
یہ جذب و شوق، یہ وارفتگی، یہ وجد و وفور
میں رقص میں ہوں کہ کُل کائنات رقص میں ہے

تاجدارِ کلیام میاں فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیاتِ مبارکہ میں خاک اور کانٹوں پر تڑپتے رہا کرتے تھے اور حالتِ وجد اور رقص و سرور میں رہا کرتے تھے اور پھر آپ کو وہ شانِ عظمیٰ عطا ہوئی کہ:

سیرت میں محمد ہو صورت میں علی ہو، تم ایسے ولی ہو
روضہ بھی رقص کرتا ہے یہ شان جلالی، کلیام کے والی

## معاصرین حضرت کلیامی سرکار رضی اللہ عنہ

حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے جن ہم عصر علماء کرام و مشائخ عظام سے ملاقاتیں رہیں اُن کا مختصر تذکرہ تو کتاب ہذا کے اندر اپنے اپنے مقام پر موجود ہے یہاں پر صرف اُن شخصیات کے اسمائے مبارکہ کو فہرست کی صورت میں پیش کرنے کے ساتھ چند دیگر اہم و مشہور علمی و روحانی شخصیات کے ناموں کی فہرست بھی پیش ہے جو آپ کے زمانہ مبارکہ میں موجود تھے۔

### فہرست جن سے آپ کی ملاقاتوں کا ذکر موجود ہے

حضرت شاہ سلیمان تونسوی پیر پٹھان، تونسہ شریف
حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی، تونسہ شریف
حضرت دیوان اللہ جوایا، پاکپتن شریف
تاجدار گولڑہ حضرت سید مہر علی شاہ گیلانی، گولڑہ شریف
حضرت سید سخی معظم شاہ جلہاری، کلیام شریف
عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش، کھڑی شریف آزاد کشمیر
حضرت مولانا عبدالحکیم (پوتے حضرت کاکا صاحب) نوشہرہ
حضرت خواجہ قاسم موہڑی، مری

## فہرست مقتدر شخصیات جو آپ کے ہم عصر تھے

حضرت سید فضل الدین گیلانی المعروف بڑے پیر صاحب، گولڑہ شریف

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، سیال شریف

خواجہ محمد دین سیالوی، سیال شریف

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی، مکھڈ شریف

حضرت مولانا زین الدین مکھڈی، مکھڈ شریف

حضرت حافظ عبدالکریم، عیدگاہ، راولپنڈی

حضرت غلام حیدر شاہ جلال پوری، جلال پور

حضرت نظام الدین کیانوی، کیاں شریف، آزاد کشمیر

حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی

حضرت احمد رضا خان بریلوی

مولانا سید کفایت علی کافی

سلسلہ نقشبندیہ کے جلیل القدر بزرگ شاہ غلام علی دہلوی

# باب سوم

گلدستۂ کرامات

کعبۂ عُشاق، کُشتۂ ذاتِ حَق

محرمِ اسرار و رُموز

## حضرت میاں فضل الدین کلیامی

چشتی صابری

## کراماتِ اولیاء

اصطلاحِ شریعت میں کرامت یا خرقِ عادت وُہ چیز ہے جو ایک ولیؒ کے قول و فِعل یا دستِ مُبارک سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہر زمانے میں اولیائے کاملین سے کرامات کا ظہور ہوتا چلا آرہا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ اہلِ سُنت کا مُتفقہ عقیدہ ہے کہ اُولیائے کرام کی کرامات برحق و تواتر سے ثابت ہیں۔ ابنِ تیمیہ جیسی شخصیت کا بھی قول موجود ہے جو مختصر الفتاوی المصریة کے صفحہ نمبر 60 پر موجود ہے۔

قال ابنِ تیمیه و کراماتُ الاولیاء حقٌ بأتفاق
اهل الاسلام والسُنة والجماعة...

ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ اسلام اور اہلِ سُنت کا اِس پر اتفاق
ہے کہ اولیائے کاملین سے کرامات کا ظہور ہونا ثابت ہے۔

اِس وقت عربی کُتب کی ایک طویل فہرست زیرِ نظر ہے۔ جس میں اہلِ سُنت کے مُتفقہ عقیدے کا ذِکر موجود ہے۔ حصولِ برکت کے لئے تین مُستند عربی کُتب کے حوالہ جات کا ذِکر کرتے ہیں۔

ابنِ عابدِین الدمشقیؒ کی مشہورِ زمانہ کتاب ''الدُرُ المُختار و حاشیه ابنِ عابدین'' کی جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 551 پر یہ عبارت موجود ہے۔

و کراماتُ ألاولیاء حقٌ
کہ کراماتِ اولیاء برحق ہیں

علامه ابو الفداء اسماعیل حقی بِن مصطفیٰ استانبولی ثم البُرسوی اپنی مشہورِ زمانہ تفسیرِ قُرآنِ کریم ''رُوح البیان'' کی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 48 پر تحریر فرماتے ہیں۔

اِنَّ کراماتُ الاولیاء حقٌّ
کہ تحقیق کراماتِ اولیاء برحق ہیں

حضرت علامہ ابن حجر الهیثمی ''الفتاوی الحدیثیۃ'' کی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 78 پر ذِکر فرماتے ہیں۔

کراماتُ الاولیاء حقٌّ عند اهل السنۃِّ والجماعۃ
اہل سُنت والجماعت کے نزدیک اولیاء کی کرامتیں حق ہیں

شہنشاہِ کلیام واقفِ اَسرارورموز حضرت میاں فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات سے نہ صرف کراماتِ مبارکہ کا ظہور ہوتا تھا بلکہ آپ مجسم کرامات تھے آپ کا ہر قول وفعل کسی کرامت سے کم نہ تھا اور بقول حضرت پیر رومی رضی اللہ عنہ آپ اُس مقام پر پہنچ چکے تھے۔

گفتهِ او گفتهِ الله بود
گرچه از حلقوم عبدُالله بود

آپ کا ہر قول مبارک قولِ ذات ہوتا تھا اگر چہ وُہ آپ کی
زبانِ مبارک سے ادا ہوتا تھا

حضرت تاجدارِ کلیام میاں فضل الدین رضی اللہ عنہ کی ابتداء بھی کرامت تھی اور انتہاء بھی کرامت تھی اور صرف یہ ہی نہیں بلکہ آپ کا سلسلہ کرامات تو تواتر سے جاری ہے اور اِن شاء اللہ العزیز جاری رہے گا اور وُہ اِس لئے کہ وصال سے قبل وصیت فرمائی کہ میری قبر سے بھی آپ کو فیض ملتا رہے گا بس ایک کام کرنا کہ جس طرح تُم دُنیا میں اپنا مُنہ میرے کان کے ساتھ لگا کر اپنا حال سُناتے ہو اُسی طرح میرے مزار کے غلاف کو اوپر اُٹھا کر اپنا حال بیان کیا کرنا۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا کلام میں کوئی حیرانگی یا اچنبھے والی کوئی بات نہیں

کیونکہ ایک حدیث نبوی ﷺ جس کو کئی محدثین نے اپنی اپنی کُتب میں ذکر کیا ہے کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے رشتہ دار اُسکو دفنانے کے بعد جب واپس ہوتے ہیں تو وُہ اُن کے جوتوں کے تلوں کی آواز بھی سُنتا ہے۔
(تفسیر الامام البغوی جلد 4 صفحہ 350)

یہ ایک عام آدمی کے بارے میں ہے تو ایک ولی اور ولیوں کے سردار جناب حضرت فضل الدین کلیامی کے مقام و مرتبہ کا کیا کہنا۔ اب ہم حصولِ برکت کے لئے حضرت شہنشاہ کلیامی کی چند کرامات کا ذکر کرتے ہیں جو عام و خاص کی زبانوں پر جاری ہیں۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی کو مقامِ طی اُلارض حاصل تھا

اولیائے کاملین کی ایک کرامت جس میں ارض یعنی زمین اُن کے لئے اس حدتک سمٹ جاتی ہے کہ اُن کا ایک قدم کئی کئی قدموں میں پر پڑتا ہے اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہو جاتی ہے۔ اِس ضمن میں کتاب گلزارِ فضل میں فضل الدین کلیامی کے ایک مشہور واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو بھی طے اُلارض کی کرامت حاصل تھی۔ واقعہ کچھ اِسطرح سے ہے کہ ایک شخص کے دِل میں حج کا شوق غالب ہوا، گھر والوں سے مشورہ اور اجازت حاصل کی تو اُس موقع پر اُسکی بیوی بول پڑی کہ مجھے مقررہ وقت بتادو تا کہ میں اُس وقت تک انتظار کروں۔ اُس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو 9 سال تک میرا انتظار کرنا بصورت دیگر تُم فیصلہ کر لینا۔

وُہ شخص حج کے لئے روانہ ہو گیا مکہ شریف پہنچ گیا کئی حج ادا کئے اُس کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوا یہاں بھی کافی وقت گزارا اور اِس دوران وُہ اپنی اولاد تک بھول گیا لیکن جو قول و قرار اپنی بیوی کے ساتھ کر کے آیا تھا وُہ دِن اور تاریخ ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے ساتھ لایا تھا۔ ایک دِن جب اُس نے وہ کاغذ پڑھا تو اُسے معلوم

ہوا کہ واپسی کی وہ تاریخ تو گزر چکی ہے اور اَب یہاں سے اتنی جلدی واپس پہنچ بھی نہیں سکتا اور اگر اَب بیوی نے شادی کر لی تو سخت بے عزتی ہوگی۔ وہ شخص انتہائی پریشانی کے عالم میں روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا اور رو رو کر اپنی درخواست پیش کی، اِسی اثنا میں مسجدِ نبوی شریف کے امام اُس کے پاس آئے اور رونے کی وجہ پوچھی، اُس نے اُن کو سارے حالات سے آگاہ فرمایا۔ اُنہوں نے اُس شخص کو تسلی دیتے ہوئے کہا تمہارے ملک کا ایک نہایت خوبصورت شخص، نورانی چہرہ مبارک سر پر مخملی اطلس کی ٹوپی پہنتا ہے، اُن سے ملو، شاید وہ تمہاری مدد کر سکیں اور فرمایا کہ بوقتِ جماعت دائیں طرف پہلی صف میں کھڑا ہوتا ہے۔ نماز کے بعد اُن سے ملاقات کر لینا شاید تمہاری مُشکل حل ہو جائے۔

وُہ شخص اسی طرح پہلی صفت میں کھڑا ہو گیا تو ٹوپی والا نورانی چہرہ بھی آ گیا نماز کے بعد اُس نے فوراً اُن سے معانقہ کے بعد تھام لیا تو انہوں نے پوچھا کیوں کسی مغالطے میں مجھے تھام لیا ہے اتنی دیر میں امام مسجد بھی تشریف لے آئے اور انھوں نے اس شخص سے کہا یہ ایک بے وطن مسافر ہے اور ایک مشکل سوال کر رہا ہے تو آپ اِس کی مشکل حل فرما دیں یہ آدمی اپنے گھر سے چلتے وقت اپنی بیوی سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ اگر نو سال تک واپس نہ آیا تو تجھے اجازت ہوگی کہ تو اپنے بارے میں خود فیصلہ کر لے۔ اب چونکہ یہ مدت پوری ہو چکی ہے آپ اُس کی مدد فرمائیں کہ یہ کسی طرح بر وقت گھر پہنچ جائے، حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ اُسے میرے ساتھ بھیج دیں سفر تو بہت لمبا ہے اور اُس شخص کو کہا کل میرے ساتھ چل پڑنا میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ سفر شروع ہوا حضرت بابا فضل الدین آگے آگے اور وہ شخص بھی ساتھ ساتھ تھوڑا سا چلتے اور پھر بیٹھ جاتے سفر کی یہی چال و رفتار تھی۔

اتنے میں ایک صاف پانی کا نالہ آ گیا۔ حضرت نے وضو تازہ کیا اور نماز ظہر

ادا کی پھر مجھ سے کافی دور چلے گئے۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے بھی وضو کیا نماز ادا کی اور دل میں خیال آیا کہ اس طرح چلنے سے گھر پہنچنا مشکل ہے بہتر ہے واپس چلا جاؤں۔ آنجناب نے وظیفہ کے بعد دُعا مانگی اور مجھے الوداع کرنے لگے، پھر وہ شخصیت نظر نہ آئی۔ میں نے بہت آوازیں دیں اور حیران ہو کر کھڑا ہو گیا۔ دل میں بہت تنگی ہوئی کہ ایک تو میرے قریب کوئی شہر یا گاؤں نہیں ہے دوسرا وہ شخصیت مجھے یہاں اکیلا چھوڑ گئی ہے۔ اسی سوچ بچار میں تھا کہ اتنے میں ایک آدمی آ گیا تو میں نے اُسے بلایا اور پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے تب اُس شخص نے میرے شہر کا نام لیا اور کہا کہ یہ شہر اس نالہ کے چڑھنے کے بعد آئے گا۔ تب میں دل میں افسوس صد افسوس کرنے لگا اور کپڑے پھاڑنے لگا کہ میں نے ہاتھ آیا شاہباز اُڑا دیا جس نے لاکھوں میل کا سفر صرف چھ گھنٹے میں طے کرا دیا۔ (اس کو عربی زبان میں طے الارض کہتے ہیں) اور میں گھر پہنچ گیا۔

**صرف نگاہ سے مرض جذام کا خاتمہ**

صاحبزادہ حسن (باباجی حضور کے بھائی کے پوتے) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے جذام کا مرض لاحق ہو گیا۔ میرے والد صاحب مجھے اپنے ساتھ لے کر سرکار کلیامی کی بارگاہ میں پہنچے سارے حالات بتائے اور فرمانے لگے اے میرے چچا آپ کے آستانے پر حاضر ہونے سے جسمانی و روحانی امراض سے نجات ملتی ہے میرا بیٹا بھی جذام کا شکار ہے اس پر بھی نظر کرم فرمائیں۔

شہنشاہِ کلیام نے فرمایا کہ جذام کی دوا ختم ہو چکی ہے اُسے میرے پاس چھوڑ جائو میں دوا تیار کر کے اُسے اپنے پاس بٹھا کر کھلاؤں گا۔ والد صاحب مجھے دربار میں چھوڑ کر واپس گھر چلے گئے۔ حضرت باباجی سرکار پڑی مبارک پر چڑھ کر تھوڑی دیر گزارتے، حیات بخش سے پانی مانگتے، پھر مجھے آواز دیتے آپ تھوڑا سا پانی

نوش فرما کر باقی کوزے میں چھوڑ دیتے اور پھر مجھے فرماتے اِس کوزے کا سارا پانی ایک ہی سانس میں پی جاؤ اور ایک قطرہ تک نہ چھوڑنا۔

حضرت بابا جی نے مجھے دو دن تک اسی طرح پانی پلایا اور تیسرے دن پانی پلا کر مجھے فرمانے لگے کہ تو پشت سے قمیض اتار کر مجھے اپنا جسم دِکھا اور میرے جسم پر نظر کرم فرمانے کے بعد مجھے فرمانے لگے کہ تمہارا والد ویسے ہی روتا ہے تجھے تو کوئی مرض نہیں اگر کوئی مرض ہوتی تو پھر میں تجھے دوائی دیتا 4 اندام سے جو پانی جاری تھا وہ بھی خشک ہو گیا اور کہیں نظر نہ آیا۔

حُکم مطابق شہنشاہ دے کنڈیوں کُرتا چایا
کر کے نظر کرم دی صابر ایہہ مینوں فرمایا
والد تیرا اینویں رووے تینوں مرض نہ کائی
جیکر علت مرض دی ہوندی دیندے تاں دوائی

اسے نظریہ نگاہ کا کمال کہتے ہیں اور یہ نگاہ کی کرامت شمار ہوتی ہے۔

**نزول بارانِ رحمت در شہر راولپنڈی و مضافات**

ایک مرتبہ حضرت بابا فضل الدین کلیامی کسی امر کے باعث راولپنڈی شہر میں تکیہ شاہ و واقع وارث خان مری روڈ راولپنڈی میں مریدین کے ہمراہ جلوہ افروز تھے۔ کلیام شریف سے چند احباب تشریف لائے اور حضرت کو بتایا کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے تمام فصل اور درخت خشک ہو گئے ہیں اور اسی باعث قحط پڑنے کا بھی خطرہ ہے جس پر سرکار کلیامی نے فرمایا، مالک خود رزاق ہے اُس کے در پر گریہ وزاری کرو وہی بارش برسائے گا اور رحمت کے دریاؤں سے اپنے فضل کی بوند عطا کرے گا۔

اُوہا رزق دہندہ یارو اوہا بدل وساسی
رحمت دیاں دریاواں وچوں بوند فضل دی پاسی

حضرت کے احباب میں ایک مزاحیہ کردار پیلو نامی شخص موجود تھا حضرت کلیامی نے اُسے اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ دل میں سخت تنگی ہے کوئی بات سناؤ۔

پیلو اِک مزاخی بندہ اوہ گلاں کر جانے
کول بہا کے حضرت کیہا آکھ سُنا سیانے

پیلو نے ایک شخص کا واقعہ بیان کرنا شروع کیا جس کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی کا نام رحمت اور دوسری بیوی کا نام حشمت تھا جو اپنی سوکن رحمت پر ہمیشہ ظلم و زیادتی کرتی، ایک موقع پر جب حشمت کی زیادتی حد سے بڑھ گئی تو خاوند نے غصے میں آ کر حشمت کو زمین پر لٹا دیا اور رحمت سے کہا کہ اب اُس کے اوپر چڑھ جاؤ اور اِس کو چھوڑنا نہیں ہے جب تک تم اِس سے اپنے بدلے نہ موڑ لو۔ رحمت تگڑی ہو کر اِس چنڈال کو مارو اِس کو دبائے رکھو اور اِس کو چھوڑنا نہیں سائیں تمہارا ساتھی ہے۔

تگڑی رحمت تگڑی ہوویں مار چنڈالی تائیں
دب رکھیں تے چھوڑیں ناہیں سنگی تیں سائیں

حضرت کلیامی کا مزاحیہ کردار پیلو جب تگڑی تگڑی رحمت والی بات کر رہا تھا تو اُس بات پر حضرت بابا فضل الدین کلیامی پر وجد طاری ہو گیا آپ اُٹھ کر رقص کرنے لگے۔

تگڑی تگڑی رحمت والی پیلو گل اُلائی
پیر صابر نوں رقص ہو گیا تڑف اُٹھے سن بھائی

اِسی اثناء میں آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برسنا شروع ہو گئی۔ حضرت کے محبوب و پسندیدہ قوال بھی موجود تھے۔ حضرت کی حالت مبارکہ کو دیکھ کر فوراً سازوں کو سُر کیا اور اِسی مصرعہ کو پڑھنا شروع کر دیا۔

تگڑی ہوسیں تگڑی رحمت خصم تیرا ہے سنگی

اِس قدر بارش ہوئی کہ ہر سُو رحمت خدا نے ہریالی کا سماں کر دیا، سارے علاقے میں آبادی اور خوشحالی نظر آنے لگی اور مخلوق خدا کی تنگی ختم ہو گئی قوال جوں جوں اِس مصرعے کو دہراتے توں توں بارش زیادہ برستی، محبوب لوگوں کی خاطر ذات باری تعالیٰ اپنی قدرت دکھا رہی تھی اور حضرت بابا فضل الدین کلیامی کی زندہ کرامت جو ایک زمانے نے دیکھی۔ یہ محفل وجد و سرور چھ سات گھنٹے تک جاری رہی، قوال حضرات بھی مسلسل سماع کر رہے تھے اور جب حضرت بابا کلیامی کو ہوش آیا تو اَحباب مبارک باد دینے لگے کہ یا حضرت بارش بند ہو گئی ہے تب حضرت والا نے ارشاد فرمایا۔

تاں او عاشق اللہ بولے جیکر بس نہ کردے
بارش بس نہ کردی مولے گز گز پانی چڑھدے

اگر تم خود بس نہ کرتے تو بارش ہرگز نہ رکتی اور ہر جگہ ایک ایک گز پانی کھڑا ہو جاتا۔ یہ ہے حضرت تاجدار کلیام کی کرامت کا فیض مبارک جس سے ہر بندہ فیض یاب ہوتا ہے۔

### کوڑھ کے مریض کو شفا مل گئی

دربار شریف کلیام سے مشرق کی طرف بابا درگاہی کے نام کی ایک ڈھوک ہے۔ جس میں اعوان قبیلہ کے ایک شخص جس کا نام بُکا تھا اُسے کوڑھ کا مرض لاحق تھا۔ حضرت بابا کلیامی پڑی پر تشریف فرما ہوئے تو خاموشی سے بُکا بھی ساتھ بیٹھ گیا سخت گرمی کا موسم تھا بُکا نے نیت کر لی کہ میں آج کا دن دھوپ میں بیٹھ کر خاموشی سے گزاروں گا، ہو سکتا ہے کہ اس طرح حضرت باباجی نظر کرم فرما کر اِس دُکھ اور بیماری سے نجات دلا دیں۔

آج دیہاڑی ڈھپاں اُپر بہہ کے چپ گزاراں
مت صابر کر نظر کرم دی کڈھے کل آزاراں

بُکا پڑی کے پاؤں والی طرف بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت قبلہ عالم تاجدار کلیام اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آج کوئی آدمی میرے پاس پگڑی لے کر آئے تو کوڑھ جیسی مرض سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ سائیں فوراً اُٹھا اور جلدی سے کپڑے کا ایک تھان لا کر ادب و تعظیم کے ساتھ حضور کلیامی کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے اُس میں سے صرف تین گز کپڑا پھاڑ لیا اور اُس مریض کو حکم دیا کہ جا اور کنوئیں پر غسل کرو تمھاری بیماری ختم ہوگئی ہے حکم کے مطابق سائیں نے جا کر کنوئیں پر غسل کیا اور اِس موذی مرض سے نجات مل گئی۔

ثابت ہوئے اندام تمام مولا مرض ونجائی
مولا بخش نہ کوئی ہوسی ایسا ولی الٰہی

**ہیضہ کی وبا کا خاتمہ**

ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام کے مرشد کریم حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامی کا عرس مبارک قریب تھا کہ کلیام شریف اور مضافات میں ہیضے کی بیماری تیزی سے پھیلنے شروع ہوگئی اور لوگ ڈر سے بھاگنے لگے کچھ لوگ اکٹھے ہو کر حضرت کلیامی کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ سرکار اِس وبا کا زور ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے جس پر شہنشاہ کلیام نے فرمان جاری کیا۔

تاں فرمان کیتا سی صابر نوبت دب بجاؤ
آفت نوں رب دفع کریسی ذرہ خوف نہ کھاؤ

نوبت خوب بجاؤ اور اس آفت کو اللہ پاک دور فرمائے گا پریشان نہ ہو اور جس جگہ یہ آواز بیمار کے کان میں پڑے گی بیماری بالکل نہ رہے گی چند فقراء اٹھے

اور نوبت بجانا شروع کر دی جس سے علاقہ میں امن ہو گیا اور اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے خلق کو بچالیا۔

امن ہویا کُل ملک دے اندر میلا خُوب سجایا
پیر صابر دا مولا بخشا انت کسے نہ پایا

حضرت سائیں مولا بخش چشتی صابری صاحب کتاب گلزارِ فضل میں فرماتے ہیں کہ آپ کی برکت اور کرامت سے پورے علاقے میں امن وسلامتی ہو گئی اور پھر عرس مبارک (میلہ) کی تقریبات بھی خوب دھوم دھام سے منعقد ہوئیں۔

قارئین کرام! یہ ہی لفظ کُن ہوتا ہے جو اللہ تبارک وتعالی اپنے کسی محبوب ولی کو عطا فرما دیتے ہیں پھر وہ جیسے کہتا ہے ویسے ہی ہو جاتا ہے۔

## بیمار والد اور تھپکی بیٹے کو

حضرت صاحبزادہ میاں محمد حسن (حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے بھتیجے کے صاحبزادے) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے قبلہ والد صاحب (حضرت غلام حسین) کے پیٹ میں شدید درد ہوا اور شدتِ دَرد کی وجہ سے 5 دن رات فریاد کرتے رہے کہ ہائے مر گیا، ہائے مر گیا۔

والد صاحب میرے نوں بھائی درد شکم وچ ہویا
پنج دن رات دیہاڑی کُوکن میں مویا میں مویا

حضرت میاں محمد حسن فرماتے ہیں کہ چھٹے دن میں حضرت سرکار کلیامی کی بارگاہ میں پہنچا، عرض کیا کرتا؟ منہ سے بات تک نہ نکلتی تھی آنکھیں اشکبار تھیں حضرت پیر فضل سرکار نے مجھے آگے بلا کر میری پشت پر ہاتھ پھیرا یعنی تھپکی لگائی اور فرمانے لگے کہ جاؤ اب تمھارا والد صحت یاب ہو جائے گا اُس کا درد ختم کر دیا۔

صابر پیر بٹھا کے مینوں کنڈی تھاپڑ لایا
صحت ہو جاسی باپ تیرا ہن اُسدا درد گوایا
سُبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

## ایک مرغ، 120 مہمان موجود

حضرت میاں محمد حسن ماڑی والے جو حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے محبوب خلیفہ بھی ہیں آپ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سرکار کلیامی علاقہ ڈنے میں کسی کے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے خوش دلی سے آپ کی مہمان نوازی فرمائی۔ اس موضع میں ایک خاتون جو سائیں عطر کی بیوی تھی اُس نے خاوند سے کہا کہ یہ میرے دل کی آرزو ہے کہ حضرت فضل سرکار ایک بار ہمارے گھر بھی تشریف لائیں۔

خاوند نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے اَب دعوت کا انتظام کریں، گھر میں صرف ایک مرغ اور چار پانچ سیر گندم تھی یہ کتنے آدمیوں کو پورا کریں گے جبکہ آپ سرکار کے ساتھ ستر آدمی تو ضرور ہوتے ہیں۔ سائیں صاحب گاؤں میں اُدھار مانگنے کے لئے نکلے لیکن چار پانچ سیر ہی اُدھاری گندم ملی، اب مل کر جلدی جلدی دانے پیسے اور سائیں عطر نے مرغ ذبح کروا کر بی بی کے حوالے کر دیا کہ کھانا جلد از جلد تیار کرو جب کھانا تیار ہو گیا تو دستر خوان بچھا دیا گیا اور پھر حضرت کو دعوت دینے کے لئے چلے گئے اور جا کر عرض کی کہ یا حضرت! آپ میرے حال سے بھی واقف ہیں۔

یہ گفتگو ابھی جاری تھی کہ ایک شخص نے آ کر حضرت کی سلامی کی اور اسکے ساتھ بھی 40 آدمی تھے۔ سائیں عطر نے دوبارہ عرض کی حضرت تشریف لے چلیں پھر اندھیرا ہو جائے گا شہنشاہ کلیام نے حکم دیا کہ پہلے تم یہ مہمان ساتھ لے جاؤ اور اُنہیں کھانا کھلاؤ۔ سائیں عطر نے عرض کی یا حضرت یہ مرغا صرف اور صرف آپ

کی نیت سے پکایا گیا ہے۔آپ نے فرمایا جاؤ اُن کو کھان کھلاؤ اور صرفہ (بچت) بالکل نہیں کرنا جتنا بھی چاہے کھاؤ۔ سائیں عطر اُن 40 آدمیوں کو لے کر گھر واپس آ گیا جب سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھالیا تو سائیں عطر نے حضرت سے عرض کی حضرت وہ سب آدمی کھان کھا چکے ہیں اب آپ بھی تشریف لائیں۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے ارشاد فرمایا سب دوست اٹھو اور جو مہمان آئے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ سائیں عطر کے گھر پہنچے آپ کا استقبال کیا گیا اور بی بی صاحبہ بھی بہت خوش ہوئیں وہ شخص جس کے ساتھ 40 آدمی کھانا کھا چکے تھے وہ آگے آئے اور عرض کیا حضرت مرغ تو ہم کھا چکے ہیں اور اَب آپ کے ساتھ جو اتنے آدمی آئے ہیں وہ کیا کھائیں گے جس پر خواجہ فضل الدین کلیامی نے ارشاد فرمایا تم بیٹھ جاؤ اور دیکھو۔

تُرت جواب صابر نے دتا بہہ کے تک تماشا
روٹی کھا کہ حال سُناساں رتی گھٹ نہ ماشہ

اب حساب لگائیں کہ پہلے آئے ہوئے چالیس اور بعد میں 80 لوگوں نے کھانا کھایا صرف ایک مرغ اور دس سیر آٹا تھا جب سارے لوگ کھانا کھا چکے تھے تو آپ نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا اور ہنڈیا کا ڈھکن اُتار کر تمام گوشت ایک پرات میں اُلٹا دیا اور فرمایا اب مرغ کے سارے اعضاء گن لو کوئی کم تو نہیں۔

**یہ ہے حضرت بابا فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کی کرامت اور لفظ برکت کی صحیح تعریف کہ برکت کس کو کہتے ہیں۔**

**سید معظم شاہ جلیاری کی تدفین کا واقعہ**

شہبازِ لا مکاں حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے حضرت سید معظم شاہ جلیاری کا جنازہ ادا کیا اور چارپائی مکان میں واپس لے آئے اور جب چارپائی سے

اتار کر صندوق میں ڈالنے لگے تو حضرت بابا کلیامی سرکار پر حالت غشی طاری ہو گئی، تن مبارک کے کپڑے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اسی اثنا میں صندوق اٹھالیا گیا قبر مبارک کے دھانے پر رکھ کر دفنانے کی کوشش کی تو قبر مبارک کے کنارے تنگ نظر آنے لگے قبر تنگ اور صندوق بڑی نیچے کیسے جاتی ؟ صندوق مبارک کو پیچھے کر کے قبر مبارک کے کنارے پھر کاٹے گئے، تمام کنارے تھوڑے تھوڑے کاٹ کر قبر صاف کر دی گئی، صندوق کو دوبارہ اٹھا کر قبر پر لے گئے قبر کے کنارے پھر پہلے سے زیادہ تنگ ہو گئے، اب پھر زور زور سے تھوڑے زیادہ کنارے کاٹ دیئے گئے، صندوق پھر رکھنے کی کوشش کی تو دوبارہ پھر وہی صورت حال اور یہ عمل کئی بار دہرانے کے باوجود قبر مبارک تنگ، سب لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ اِس میں کون سا راز پوشیدہ ہے اب جب حضرت بابا کلیامی سرکار کو ہوش آیا تو لوگوں نے سارا حال سنایا جس پر آپ نے فرمایا کہ یار یاروں کو مل کر جاتے ہیں تم میرے یار کو میرے ملنے کے بغیر زبردستی بھیج رہے تھے اب چلو صندوق مبارک کو پکڑو اور قبر پر رکھو اب جب صندوق مبارک کو اُٹھایا تو قبر کے کنارے ایک ایک بالشت چوڑے ہو گئے اور چاروں طرف سے کنارے خالی ہو گئے یہ ہے اُس قول مبارک کی تفسیر کہ کراماتُ الاولیا حق" اور لفظ کُن کی یہ واضح تصویر ہے۔

**ریلوے لائن کا رُخ موڑ دیا**

راولپنڈی سے رواٹ کے راستے میں ریل گاڑی آتی تو سخت چڑھائی کی وجہ سے انجن کو کافی نقصان پہنچتا تھا، بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ لائن کسی اور راستے سے نکالی جائے لہذا لائن نکالنے والوں نے فوراً نقشہ تیار کیا اور کلیام کے مغرب سے لائن نکالنے کا منصوبہ تیار کیا۔ کلیام شریف کے تمام لوگ اکٹھے ہو کر سرکار کلیام کے

در پر حاضر ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ حضرت ہماری زمین پہلے ہی تھوڑی ہے اب اگر یہاں سے لائن گزرے گی تو ہم ویران ہو جائیں گے اور ہمارا گزارہ کیسے ہوگا ہمارے اہل و عیال بھوکے رہیں گے یا حضرت! یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے ہمیں یقین کامل ہے کہ موجودہ ریلوے لائن کا نیا سروے ٹال دینے کی آپ میں طاقت ہے۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے ارشاد فرمایا کہ نبی پاک ﷺ نے اُس نئے راستے کی مثلیں تصدیق کر کے منظوری دے دی ہے اب وہاں میری پیش نہیں چلتی اب برداشت کریں۔ تب وہ پریشانی کے عالم میں پیٹنے لگے اور کہنے لگے کہ حضرت! قلم آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں، جس پر قبلہ عالم سرکار کلیامی نے فرمایا کہ اب یہاں سے چلے جاؤ، میں ان شاء اللہ کل جواب دوں گا تمام لوگ چلے گئے اور دوسرے دن صبح سویرے اُٹھ کر جناب کی خدمت میں پہنچنے لگے۔

شہنشاہِ کلیام نے ارشاد فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کی کچہری پاک میں جمع شدہ کاغذات دوبارہ نکلوائے اور اِس راستے کے نقشے نامنظور کروا دیئے ہیں۔ ریلوے لائن بدستور اُسی پرانے نقشے پر قائم رہے گی۔

**قارئین کرام! آپ اس امر سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس حد تک سرکار کلیامی رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت میں رسائی کا شرف حاصل تھا۔**

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

**بے اولادوں کو اولاد**

ایک مرتبہ حضرت شہنشاہ کلیام چونا جلانے کے لئے موہڑہ مغلاں تشریف لے گئے، چونے کی بھٹی پتھروں سے بھری ہوئی تھی چونا جلانے کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور رات کے وقت چونا جلانا شروع کر دیا لوگوں میں تو کچھ مزدور تھے اور کچھ

عقیدت مند، اِن میں سے 12 آدمیوں نے سرکار کلیام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت ہم بے اولاد ہیں جس کی وجہ سے ہم پریشان رہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آپ 12 لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ، اللہ پاک تم سب کو بیٹے عطا کرے گا اور پھر آپ کی زبانِ دُر فشاں سے نکلا ہوا قول پورا ہوا اور آپ کی یہ کرامت موہڑہ مغلاں میں آج بھی مشہور ہے۔

**ٹاہلی کے درخت کا اچانک سوکھ جانا**

ایک مرتبہ حضور شہنشاہِ کلیام مکان بنوانے کے لئے تیار ہوئے تو فرمایا کہ اگر ٹاہلی کا درخت مل جائے تو پھر بنوا لیتے ہیں حاضرین میں سے کسی نے عرض کی حضرت! پنڈ جھاٹلہ میں ٹاہلی کے بے شمار درخت ہیں چنانچہ آپ چند اشخاص کے ہمراہ پنڈ جھاٹلہ تشریف لے گئے، اہلِ گاؤں نے صدق دل سے آپ کا استقبال کیا اور جب آپ نے اپنے آنے کا مقصد بیان فرمایا تو حاضرین عرض گزار ہوئے حضرت درخت تو بے شمار ہیں لیکن ہمیں ہمارے بزرگوں کا فرمان ہے کہ ہماری اولاد میں سے کوئی بھی ہرا درخت نہ کاٹے جو اُسے کاٹے گا تو اُسے بہت نقصان ہوگا۔

اِسی محفل میں موجود ایک شخص یوں گویا ہوا کہ اگر یہ کامل فقیر ہوئے تو ٹاہلی کا درخت خشک ہو جائے گا اور پھر یہ کاٹ لیں وگرنہ اِنہوں نے یہاں آنے کی تکلیف ہی اُٹھائی ہوگی۔

یہ گفتگو سُننے کے بعد حضرت والا کے احباب تو پریشان ہوئے لیکن سرکارِ کلیامی نے وُہ رات اُسی گاؤں میں گزاری، جب صُبح ہوئی تو دیکھا کہ ایک درخت نے خُشک ہو کر اپنے پتے گرا دیئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اُسے خُشک ہوئے ہزار سال گزر چکے ہیں۔

پتر سُٹ بیٹھی ٹاہلی سُک کے تے، گویا سُکیاں ہزار برس ہوئے

اہل علاقہ نے حضرت کلیامی کی یہ زندہ کرامت دیکھی تو سب حضرت کے قدموں میں گر پڑے اور عرض پیش کی کہ درخت اب ہم خود ہی کاٹیں گئے اور خود ہی کلیام شریف پہنچادیں گئے۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم

پنڈ جھانلہ میں حضرت تاجدار کلیام کے ایک خلیفہ حضرت قاضی محمد فضل (وصال 1915ء) کا مزار پرانوار بھی ہے جو لائق زیارت ہے۔

**حضرت کالا پیر کی مدد کا واقعہ**

حضرت بابا فضل الدین کلیامی جب پاکپتن سے واپس کلیام تشریف لائے تو حضرت گنج شکر کی اولاد سے ایک معزز شخصیت المعروف کالا پیر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ سرکار کلیامی نے آپ کو ایک حجرہ اور خوبصورت پلنگ عطا کیا اور فرمایا کہ اندر بیٹھ کر اللہ پاک کا ذکر کریں اور اگر تمہیں اللہ پاک نے منظور کیا تو اپنا حصہ لے کر ہی جاؤ گے اِس پر آپ نے عمل کیا۔ ایک دن کالا پیر، سرکار کلیامی سے فرمانے لگے کہ حضرت سیر کی اجازت دیں سرکار نے ایک گھوڑا اور غلام بھی عنایت کر کے فرمایا کہ جاؤ سیر کرو۔

حضرت پیر کالا سفر کرتے کرتے فیروز پور جا پہنچے اُنہیں دیکھ کر لوگ اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ حضرت گنج شکر کے پوتے ہیں اللہ پاک نے کیا ہی خوب سبب بنا دیا ہے، دریا کی طغیانی کی وجہ سے شہر غرق ہو رہا ہے دُعا فرماؤ کہ دریا دور چلا جائے ورنہ شہر غرق ہونے سے نہ بچے گا جس پر کالا پیر نے فرمایا کہ اِس وقت چلے جاؤ صبح اس کو دیکھ لیں گے لوگوں کو واپس بھیجنے کے بعد دل میں سوچ پیدا ہوئی کہ یہ لوگ ہمارے ذمے بہت مشکل کام لگا رہے ہیں ہم کیسے کریں گئے غلام کو کہا چلو تیاری کرو ابھی واپس چلتے ہیں غلام نے کہا کہ رات کا وقت ہے اور نیند

نے بھی سخت غلبہ کیا ہوا ہے کچھ آرام کرتے ہیں اور آدھی رات کے بعد نکل جائیں گئے۔ بستر لپیٹ کر سرہانے رکھا اور اسی کے ساتھ ٹیک لگائی۔

اسی اثنا میں حضرت کلیامی تشریف لے آئے اور فرمانے لگے اتنے عاجز ہو کر کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کرنے لگے یا قبلہ! میں یہاں نہیں رہوں گا یہ گاؤں دریا میں بہہ جانے والا ہے اس لئے یہاں سے نکلنا ضروری ہے جب میں یہاں پہنچا تو سب لوگوں نے مل کر ایک سوال کر دیا کہ شہر بھی بچ جائے اور دریا بھی آبادی سے دور چلا جائے، لہٰذا بندہ میں ایسی طاقت کہاں؟ قبلہ عالم حضرت فضل سرکار نے فرمایا کہ جلدی سے ایک تعویذ لکھ لو اور وہ بکرے کے سر پر باندھ کر دریا میں پھینک دو اور اب آرام سے سو جاؤ۔

صبح سویرے جاگ کر سب لوگ آپ کے پاس پہنچ گئے حضرت کالا پیر نے اُنھیں ایک بکرا ذبح کرنے کا حکم دیا بکرا فوراً ذبح کروایا گیا اور رات والا تعویذ اُس بکرے کے سر پر باندھ دیا اور ان لوگوں سے کہا کہ دریا نے جہاں تباہی مچا رکھی تھی بکرے کا سر وہاں پھینک دو اِس عمل کے تھوڑی ہی دیر کے بعد دریا چھ کوس تک پیچھے چلا گیا اِس واقعہ کے بعد کالا پیر کچھ دن مزید یہاں ٹھہرنے کے بعد واپس کلیام شریف پہنچ گئے حضرت کی قدم بوسی کی اور فرمانے لگے کہ سرکار نے کیا کمال کرم فرمایا۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی نے کچھ دنوں کے بعد کالا پیر کو کامل کر کے خلافت عطا فرمائی اور اُسی جگہ بھیج دیا جس کا نام فیروز شہر ہے اور پھر حضرت کالا پیر نے اِسی شہر میں مستقل سکونت اختیار فرمائی اور حضرت گنج شکر کا یہ پوتا اور سرکار کلیامی کا خلیفہ سائلین کی حاجت پوری کرتا اور فیض سے مستفیض فرماتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک فیروز پور شہر ہندوستان میں معروف و مشہور ہے۔

## پرندوں کی زبان کا سمجھنا، چڑیا اور اُس کے چھوٹے بچوں کا واقعہ

خلیفہ حضرت سرکار کلیامی، حضرت میاں محمد حسین موضع ماڑی والے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت فضل سرکار کی شہنشاہی میں حاضر ہوا تو سرکار نے ایک اشارہ کیا جسے میں نہ سمجھ سکا، آپ نے دوبارہ اشارہ کیا لیکن پھر بھی میں نہ سمجھ سکا تب قبلہ عالم نے فرمایا کہ تو شاکر داس کے پاس چلا جا میرے نام پر دو چوتھائی باجرہ جلدی لے آؤ میں نے حکم کی بجا آوری کی اور باجرہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ یہ چڑیوں کے آگے پھینک دو، میں دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ کوئی راز لگتا ہے۔ میں نے حضرت قبلہ عالم سے پوچھا، کافی دیر کے بعد آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ایک چڑا مر گیا ہے۔ اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے رہ گئے ہیں پہلے دونوں نر اور مادہ مل کر چوگ چگاتے آج چوگ ختم ہو گئی ہے دو تین دن گزر گئے ہیں صرف چڑیا اکیلی چوگ چگا رہی ہے خود بھی روتی ہے اور بھوکی رہتی ہے اور بچے بھی بھوک سے روتے ہیں۔

حضرت سرکار کلیامی فرماتے ہیں کہ میں نے جب چڑیا کی ایسی حالت دیکھی تو میرے دل میں خوف پیدا ہوا، تب تجھے اشارہ کیا تھا اور تو نے یہ نیکی کا کام کر دیا اور جب یہ خوب سیر ہو کر دانے کھائیں گے تو تجھے دعائیں دیں گے اور میرا مالک اُن کی سُن کر تیرا بھلا کرے گا۔

سبحان اللہ و بحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم

اللہ تبارکَ و تعالیٰ ھم سب کو حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے فیوضات و برکات سے مستفیض فرمائے۔

تصویر مبارک

**فنافی الذات**

**حضرت میاں فضل الدین کلیامی**

کلیام کوچہ عشق
باب چہارم
کلیام
کوچۂ عشق
خزانۂ
نادر و نایاب تصاویر
اِس کتاب دلکش و مرغوب کی
خوبیاں، رعنائیاں ہیں بے شمار
ہے مزّین عمدہ تصویروں کے ساتھ
یہ کتاب علم و عرفان، شاہکار
طارق سلطانپوری
97

# مقام ولادتِ باسعادت
# سر حقانی خواجہ فضل شاہ کلیامی
## بیرونی خوبصورت ودلکش منظر

کلام کوچہ عشق
مزار پُر انوار
حضرت میاں فضل الدین
چشتی، صابری، کلیامی
100

کلام کوچہ عشق
مزار مبارک ھما مى الذات تاجدار کلیام
میاں فضل الدین کلیامی
101

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی
## کے والدین کریمین کے مزاراتِ مبارکہ

مزارِ پُرانوار حضرت خواجہ محمد شریف خان
بانی سلسلۂ چشتیہ صابریہ در کلیام
و مُرشد گرامی میاں فضل الدین کلیامی

مزارات مبارکہ **حافظ صاحبزادہ غلام مصطفیٰ**
**و حافظ صاحبزادہ غلام مرتضیٰ**
**بن حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری**

مزارات مبارکہ **حافظ صاحبزادہ فتح دین بن غلام مرتضیٰ**
**و صاحبزادہ کرم دین بن غلام مرتضیٰ**

# نشست گاہیں حضرت میاں فضل الدین کلیامی

اس نشست گاہ پر قبلہ حافظ محمد شریف خان نے
میاں فضل الدین کلیامی اور ان کے بڑے بھائی کو بیعت فرمایا

حضرت عبداللہ بیابانی سرکار، کھنہ، اسلام آباد

# نشست گاہیں حضرت میاں فضل الدین کلیامی

بر مزار حضرت میاں فضل الدین کلیامی
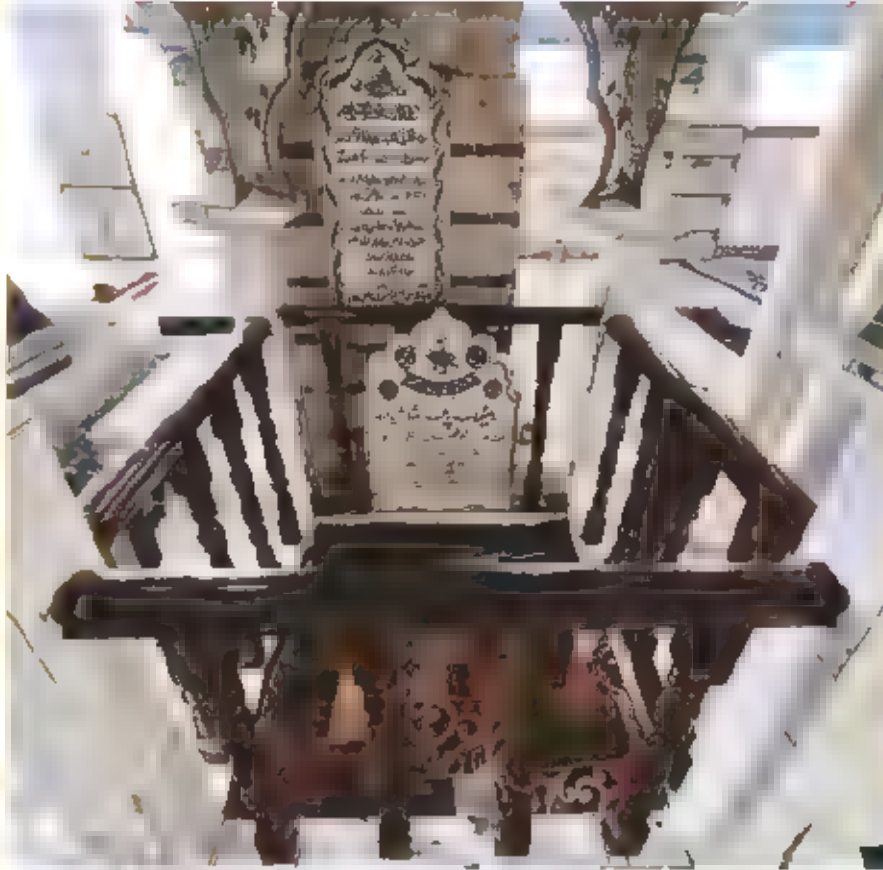
بمقام موضع ہرکہ، تخت پڑی، راولپنڈی
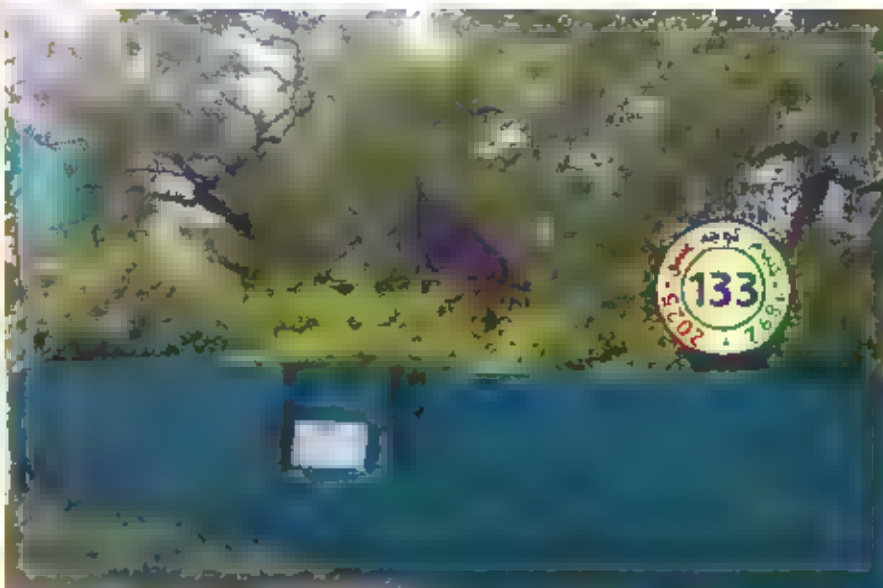
کلام کوچہ عشق
نشست گاہیں حضرت میاں فضل الدین کلیامی
بمقام پھلینہ، کلرسیداں، راولپنڈی
133
بمقام جھاری، مندرہ، راولپنڈی
133

# نشست گاہیں حضرت میاں فضل الدین کلیامی

بمقام حانہٗ راجہ مولا بخش، ڈھوک باڑیاں، مورت، منع جگّ

بمقام وارث حال مری روڈ، راولپنڈی

کلیام کوجہ عشق
تبرکات منسوب بہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی
در خانۂ سائیں فضل محمود کلیام
جبۂ مبارک
دستار ٹوپی
و رومال مبارک
109

تبرکات منسوب بہ
حضرت میاں فضل الدین کلامی
133
133
سارنگی و کمان مبارک

تبرکات منسوب بہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی
تسبیح عقیق سلیمانی/کنٹھا مبارک
انگوٹھی کا سہر مبارک
کھڑاواں جو آپ عمومی
استعمال میں لاتے تھے
133

## تبرکات منسوب بہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی

در خانۂ راجہ طفیل بنڈوری، جہلم

دو عدد جُبہ مبارک

ٹوپی و رومال مبارک

تبرکات منسوب بہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی

در پنڈ جھاٹلہ، راولپنڈی

تبرکات منسوب بہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی
درخانۂ خالد جاوید، موہڑہ لمیاں، کلیام
جبۂ مبارک
133
گڈوی

کلام کوچہ عشق
مزار مبارکہ
میاں فضل الدین کلیامی
کے باہر بائیں جانب
اس کمرہ میں آپ کی دو پڑیاں موجود ہیں
جن پر آپ شغل شمسی فرمایا کرتے تھے
133
115

حضرت میاں فضل الدین کلیامی کا وہ تاریخی کنواں
جس سے ایک جہان مستفید ہوتا رہا اور جس کے
پانی سے کوڑھ کے مریض تک شفا یاب ہوتے تھے

کلیام کوچه عشق
مزارات مبارکه خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی
خلیفہ حضرت میاں مولوی عبدالستار در کلیام شریف
خلیفہ مبارک
میاں فضل الدین کلیامی
حضرت مولوی عبدالستار
117

کلیام کوچہ عشق
مزارات مبارکہ خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی
خلیفہ سید امیر شاہ گیلانی در کلیام شریف
118

مزارات مبارکہ خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی

خلیفہ سائیں محمد حسین سگھوری در کلیام شریف
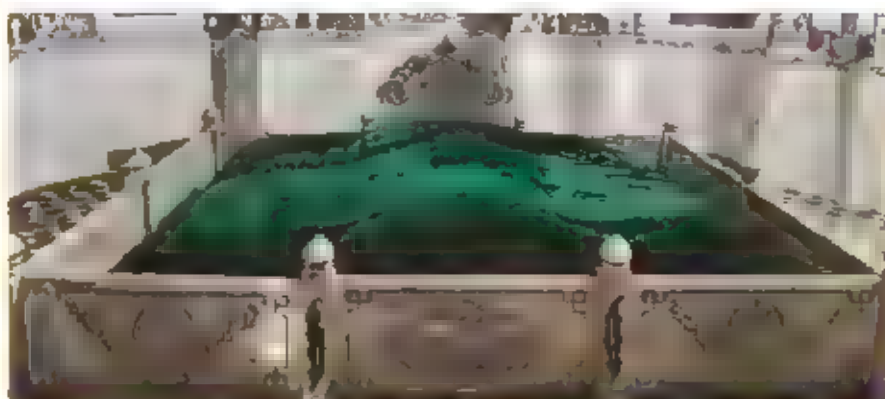
## مزارات مبارکہ خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی

خلیفہ قاضی محسن الدین، موضع بگا شیخاں، روات، راولپنڈی

مزارات مبارکہ خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی
خلیفہ سائیں دتہ فقیر، گوجر خان، راولپنڈی

مزارات مبارکہ خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی
خلیفہ اول
بابا مغل شاہ کلیامی
133
خلیفہ قاضی محمد فضل بلڈ جھاٹلہ، راولپنڈی

کلام کوچہ عشق
مزارات مبارکہ خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی
خلیفہ سائیں گلاب منظور نظر قوال، درکلیام شریف
خلیفہ میاں محمد حسین قریشی، ماڑی بگیال، راولپنڈی
123

## مزارات مبارکہ خلفاء کرام میاں فضل الدین کلیامی

خلیفہ راجہ دوست محمد، پنڈوڑی، جہلم

خلیفہ راجہ مولا بخش مصنف کتاب گلزار فضل

خلیفہ سائیں بدر الدین المعروف بدل دین، مری روڈ راولپنڈی

مزار متولی بابا جو ساٹھ برس تک حضرت کلیامی کی پالکی اٹھاتے رہے

درگاہ سیدنا بوالحسن خرقانی میں کتاب حمد کا نسخہ برائے منظوری و برکت پیش کیا گیا۔

بارگاہ حضرت شیخ سعدی شیرازی میں کتاب ھذا کا نسخہ
برائے منظوری و برکت پیش کیا گیا
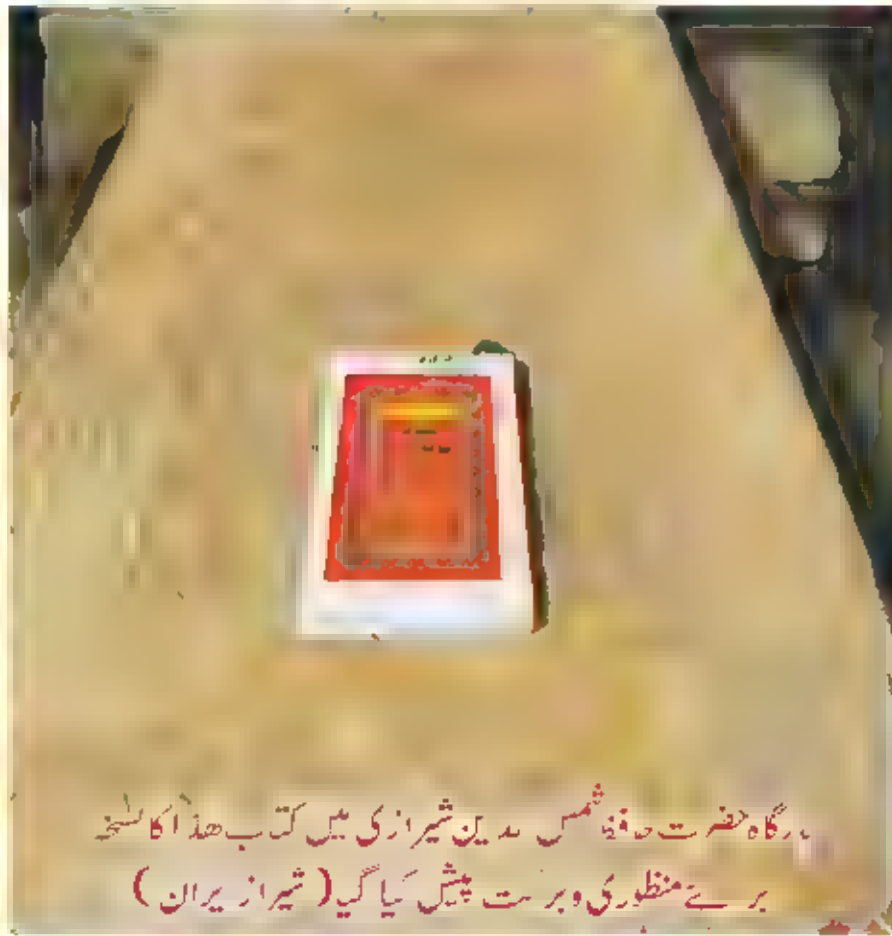
بارگاہ حضرت حافظ شمس الدین شیرازی میں کتاب ھذا کا نسخہ
برائے منظوری و برکت پیش کیا گیا (شیراز ایران)

شیراز میں حضرت حافظ شمس الدین شیرازی کمپلیکس کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر شہرام زندوکیل کو کتاب ھذا کا نسخہ پیش کیا گیا۔

# شہنشاہِ
## لا مکاں امام عاشقاں
# حضرت میاں فضل الدین
## کلیامی چشتی صابری

کے مریدین اور

خلفائے کرام کی تعداد

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی
## کے مریدین اور خلفائے کرام

شاہبازِ لامکاں، امامِ عاشقاں حضرت فقیر میاں فضل الدین کلیامی کے فیوضات و برکات سے ایک جہان مستفیض ہوا اور اب تک یہ سلسلۂ فیض جاری و ساری ہے آپ کے مریدین، محبین اور معتقدین کی تعداد کا تعین تو ممکن نہیں کیونکہ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفرِ آخرت کے لئے صندوق بنوانے کا حکم صادر فرمایا تھا تو ایک جمِ غفیر آپ سے بیعت ہونے کے لئے جمع ہو گیا تھا۔

حکم صندوق والا صابر جس ویلے فرمایا
بیعت کارن خلقت دوڑے ڈھڈا بھیڑا پایا

اِس رش کے موقع پر شہنشاہ کلیام نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے ہاتھ میں ہاتھ دے تو باقی تمام لوگ اس کا ہاتھ پکڑ لیں۔ کلمہ اور صفتِ ایمان پڑھتے اور پھر فرماتے: اے اللہ پاک! اپنا فضل فرمانا، پندرہ سولہ لوگ اکٹھے بیعت ہو کر اٹھ جاتے۔

یہ سلسلہ ایک طویل وقت تک جاری رہا اور آنجناب سرکار نے اَن گنت لوگوں کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔

### تعداد خلفاء حضرت میاں فضل الدین کلیامی

حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے فیضِ مبارک سے ایک عالم مُستفیض ہوا اور کئی شخصیات کو آپ نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا لیکن خلفاء کی تعداد کا صحیح تعین مشکل امر ہے کیونکہ مختلف کتب میں مختلف تعداد کا ذکر ملتا

ہے۔ دستیاب معلومات کے مطابق کتاب گلزار فضل جو اولین ماخذ ہے اس کے مطابق آپ کے خلفاء کی تعداد دس ہے۔ کتاب گلستان فضل کے مطابق تعداد خلفاء نو ہے۔ کتاب خیابان معرفت میں پندرہ خلفاء کا ذکر ملتا ہے۔ کتاب اولیائے پوٹھوار میں بارہ خلفاء کے نام ملتے ہیں۔ ان میں ایک خلیفہ میاں برکت اللہ چھاری شریف والوں کا نام بھی شامل ہے۔ کتاب فیضانِ کلیام میں بھی حضرت میاں برکت اللہ چھاری شریف والوں کا نام خلفاء کی فہرست میں شامل ہے یقیناً اِس کے علاوہ اور بھی کئی خلفاء ہوں گئے جن کا کُتب میں ذکر موجود نہیں ہے۔ مثال کے طور پر پنڈ جھاٹلہ میں حضرتِ کلیامی کے ایک خلیفہ حضرت قاضی فضل کلیامی کا مزارِ مبارک موجود ہے جن کا سالِ وصال 1915ء ہے لیکن اُن کا ذکر کسی بھی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

الحمد للہ ہم نے اِن خُلفائے کرام میں سے اکثر کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور تصاویر بنائیں جو کتاب ہذا کی زینت بن چکی ہیں۔ حصولِ برکت کے لئے اِن خُلفائے کرام کا مختصر تذکرہ پیشِ خدمت ہے۔

**خلیفہ حضرت قاضی گاماں**، موضع ہردو گہر، سہالہ، راولپنڈی

وچہ تحصیل کہوٹہ یارو ہک شہر پچھانو
قاضی سی ایس وچہ رہندا اوّل خلیفہ جانو

تحصیل کہوٹہ کے ایک مقام پر ایک قاضی رہتا تھا جس کا نام قاضی گاماں تھا وہ حضرت فضل سرکار کا خلیفہ تھا لیکن اُس سے ایک دفعہ ایک بے ادبی سرزد ہو گئی جس پر سرکار فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے جب قہاری نظر کی تو

اس کی پیری ختم ہو گئی۔ سرکار فضل الدین کلیامی نے اُس کے ایک مرید سے فرمایا تھا کہ اُس کو معاف کر دیا ہے اب وہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہو گا اور پار چڑھ جائے گا۔

## خلیفہ حضرت کالا پیر ، شہر فیروز پور، سرزمین ہند

حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے خلیفہ حضرت کالا پیر، حضرت گنج شکر کے پوتے تھے جو کہ ایک بہت بڑے عالم اور فاضل تھے، آپ کالا پیر کے نام سے معروف و مشہور ہوئے۔ حضرت کالا پیر کو سرکارِ کلیامی سے بہت اعزاز و تکریم نصیب ہوا۔ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی نے آپ کو سرزمین ہندستان کے ایک شہر فیروز پور میں روانہ کر دیا اور دُعا کے ساتھ وصیت بھی فرمائی کہ حضرت گنج شکر کی برکت سے تم بیعت اور لنگر کا سلسلہ جاری کر دو، ولایت میں تم ایک درخشندہ ستارے ہو۔ حضرت کالا پیر سرکارِ کلیامی کے فرمان کے مطابق فیروز پور شہر پہنچے اور نعمتوں کا دروازہ کھل گیا ہر طرف شہرت عام ہو گئی مخلوق خدا آتی اور فیض حاصل کرتی۔

بیعت لنگر تسی کر دیو جاری برکت گنج شکر دی
روشن ہوسی وچ ولایت وانگوں ماہ بدر دی

آپ کا مزار مبارک فیروز پور شہر میں معروف و مشہور ہے بندگانِ خدا آج بھی آپ کے درِ دولت پر حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔

## خلیفہ راجہ دوست محمد گڈاری ، پنڈ وری، ضلع جہلم

حضرت میاں فضل الدین کلیامی نے راجہ دوست محمد کو خلافت سے

سرفراز فرمایا اور آپ سرکار نے کئی اَسرار و رموز عطا فرمائے۔ اِس اشراف گکھڑ زادے نے سرکار کلیامی کی بارگاہ میں ایسا سر جھکایا کہ پھر سرکار کے دروازے سے تمام عمر سر نہیں اٹھایا۔

حکم مطابق راجہ صاحب وچ کلیامے آئے
خفیہ راز حضور انور تھیں کئی ہزاراں پائے
اُس اشراف گکھڑ شہزادے ایسا سیس نوایا
در صابر تھیں عمر تمامی مڑ کے نہیں سر چایا

دل میں شوق تھا کہ اس عظیم شخصیت کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کریں اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے پوتے راجہ طفیل صاحب کے پاس حضور قبلہ باباجی کلیامی کے تبرکات مقدسہ بھی موجود ہیں۔ سو اِسی جذبہ ذوق وشوق کے تحت بروز ہفتہ مورخہ 20 جولائی 2024ء پنڈوری روانہ ہوئے۔ جناب حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابری کی قبر انور کی زیارت، فاتحہ خوانی اور احباب نے مل کر چادر کا نذرانہ پیش کیا پھر آپ کے بھانجے اور مرید راجہ جہانداد خان چشتی صابری کے مزار مبارک پر حاضری اور چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ فاتحہ اور دعا کے بعد راجہ طفیل صاحب سے ملاقات کی جنہوں نے ہماری عزت وتکریم فرمائی اور تبرکات کے لئے وعدہ کیا کہ اِن شاء اللہ العزیز اگلے ہفتے کو تبرکات کی زیارت بھی کروائیں گے۔

الحمدللہ بروز ہفتہ مورخہ 27 جولائی 2024ء دوبارہ پنڈوری شریف میں مزارات مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، راجہ طفیل صاحب سے ملاقات ہوئی آپ نے ہماری عزت افزائی فرمائی اور ہمیں حضرت میاں فضل

الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کے تبرکاتِ مبارکہ ومقدسہ کی زیارت کروائی جس پر ہم تہہ دل سے اُن کے شکر گزار ہیں۔

**خلیفہ حضرت قاضی محسن الدین**، موضع بگا شیخاں، راولپنڈی

ہور خلیفہ قاضی صاحب بگے رکھے بسیرا
صورت وچ لاثانی سوہنا عجب نورانی چہرہ
سی اوہ عاشق پیر فضل دا ایسا مرد الٰہی
پا کے پھاہی عشقے والی اپنی جان جلائی

حضرت قاضی محسن الدین پیکرِ اخلاص ومحبت، چہرہ نورانی اور اپنے مرشد کریم کے ایسے عاشق صادق تھے کہ عشق محبوب میں اپنی جان کو کشتہ کر چکے تھے اور صبح وشام محبوب کے تصور میں گم رہتے تھے۔ چشمانِ مبارکہ سے آنسو رواں رہتے مرشد کریم کے وصال کے بعد آپ کے مزار پر انوار کے سامنے تشریف فرما ہو کر دعائیں کرتے رہتے۔ حضرت قاضی محسن الدین نے سوائے اُس ذات کے سب کچھ ختم کر رکھا تھا۔

کلیام شریف میں حضرت قاضی محسن الدین کی بیٹھک مبارک آج بھی آپ کے عشق حقیقی کی داستانیں سناتی ہے۔ آپ کی یہ بیٹھک مبارک حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری کے قدمین مبارکہ کی دائیں جانب دیوار کے ساتھ موجود ومعروف ہے۔ الحمد للہ اس بیٹھک مبارکہ کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔

حضرت قاضی محسن الدین کا مزار پر انوار بگا شیخان میں معروف ومشہور

ہے الحمدللہ بروز ہفتہ مورخہ 20 جولائی 2024 آپ کے مزار مبارک پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ کا مزار مبارک انتہائی خوبصورت تعمیر ہوا ہے گنبد شریف کے اندر شیشہ کاری اور جا بجا فارسی اشعار خصوصاً حضرت مولانا جلال الدین رومی کے اشعار کندہ ہیں۔آپ کا مزار مبارک ایک پر کیف مزار پر انوار ہے۔لوحِ مزار حضرت قاضی محسن الدین پر خوبصورت عبارت فارسی زبان میں تحریر ہے۔
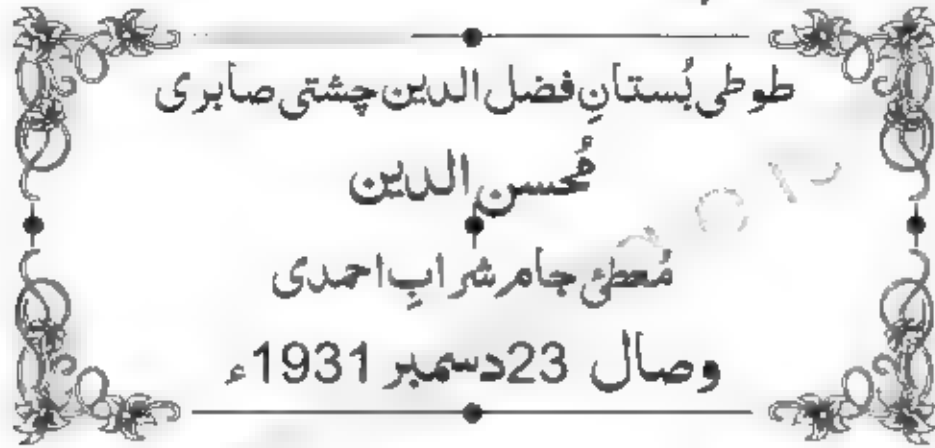
**خلیفہ سید أمیر شاہ گیلانی**، کلیام شریف، راولپنڈی

ہور خلیفہ سید صاحب شاہ درگاہی والے
میراں شاہ سی اسم مبارک لایاں دے لج پالے

حضرت سید امیر شاہ گیلانی المعروف میراں شاہ درگاہی والے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد مبارکہ سے ہیں اور آپ ایک لج پال شخصیت تھے آپ کا قد مبارک خوبصورت اور چہرہ مبارک ایسا تھا جسے دیکھ کر چودھویں کا چاند شرما جاتا تھا۔

کر کے کوچ بقاول چل گئے جو سی حکم الٰہی
طرف پیراں دے پیر اپنے جا قبر فرمائی

حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سید امیر شاہ گیلانی نے عالم فنا سے عالم بقا کی طرف کوچ فرمایا تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی قبر مبارک مرشد کریم کے قدمین کی طرف بنائی گئی۔ الحمد للہ آپ کے مزار مبارک پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

**خلیفہ حضرت سائیں بدر الدین**، وارث خان، مری روڈ، راولپنڈی

حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے خلیفہ حضرت بدر الدین المعروف بدلی بابا کی رہائش راولپنڈی میں تھی آپ بھی صورت وسیرت میں لاثانی اور چہرہ مبارک عجب نورانی تھا حضرت شہنشاہ کلیام نے آپ کو خلافت عطا فرما کر شہر راولپنڈی میں بھیج دیا تھا اور آپ کی برکت سے مخلوق خدا فیض حاصل کرتی تھی۔

دے خلافت قبلہ عالم پنڈی وچ بٹھائے
برکت صابر پیر شہنشاہ خلقت فیض اٹھائے

ہمیں جب معلوم ہوا کہ حضرت سائیں بدر الدین خلیفہ کا مزار مبارک راولپنڈی مری روڈ پر ہے تو احباب کے ذریعے تلاش کرنے کی کوشش کی اور مورخہ 8 جون 2024ء آپ کے مزار مبارک پر جب پہنچے تو دیکھ کر افسوس ہوا کہ اتنی عظیم شخصیت کے مزار کو تالا لگا ہوا ہے، ساتھ پان والے کی دکان سے معلوم کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو بقول اُسکے بوجوہ اِس کو بند کر دیا گیا ہے واللہ أعلم بہر حال باہر سے حاضری لگوائی اور فاتحہ شریف پڑھی۔

## خلیفه حضرت قاضی امام دین موضع پھلینہ، کلر سیداں

ہور خلیفہ پیر میرے دا قاضی صاحب بھائی
مسکن خاص پھلینہ اُسدا رب دتی وڈیائی
نام امام الدین اُنہاندا وڈی برکت والا
سوہنی صورت نرم طبیعت ہور لباس اُجالا

حضرت میاں فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کے یہ خلیفہ مبارک بڑی خیرو برکت والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بزرگی عطا فرمائی ہوئی تھی خوبصورت چہرہ، نرم طبیعت اور روشن لباس والے یہ حضرت قاضی امام دین تھے۔ آپ کا مزار مبارک موضع پھلینہ میں ہے۔

الحمدللہ بروز ہفتہ مورخہ 11 اگست 2024ء چند احباب کے ہمراہ حضرت قاضی امام دین کی قبر مبارک پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرورِ زمانہ اور طویل موسمی اثرات کے باعث آپ کا مبارک تعمیر نو کا متقاضی ہے۔ درخواست ہے کہ اہلِ پھلینہ اِس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

## خلیفہ سائیں محمد حسین سنگھوری والے

کلیام شریف، راولپنڈی

ہور خلیفہ مست قلندر رہندا وچ سنگھوری
فیض اونھاں تھیں پاوے آجکل خلقت زورا زوری
آوے فیض اٹھاوے خلقت باجھ حساب شماراں
ہتھ نہ لاون چیز کسے نوں نقدی دیو ہزاراں

صدری وزبانی معلومات کے علاوہ کوئی مُستند معلومات میسر نہ آسکیں۔

## خلیفہ میاں محمد حسین قریشی

ماڑی بگیال، بسالی روڈ، راولپنڈی

ہور خلیفہ پیر میرے دا میاں محمد حسین اے
مسکن ماڑی ہے اُوتھاں دا خوشیاں دے دن رین اے

خلیفہ محمد حسین قریشی کا آستانہ موضع ماڑی بگیال میں ہے۔ جب وقت ہوا تو عشق نے ایسا درد جگایا کہ سب چلنا پھرنا ختم ہو گیا اور حضرتِ عشق نے سب کُچھ بھلا دیا، اِس عارضی دُنیا کی ہر قِسم کی حرص وہوس ختم کر کے شہنشاہِ کلیام کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور آپ کی کچہری پاک میں منظوری کے بعد اِس طرح کی حالت ہو گی کہ

مُکھ ماہی دا کعبہ جانن سٹ بیٹھے کل چین اے

خلیفہ محمد حسین قریشی کا مزار مبارک موضع ماڑی بگیال میں لائق زیارت اور مشہور و معروف ہے۔ الحمد للہ بروز ہفتہ مورخہ 20 جولائی 2024ء آپ کے مزارِ اقدس پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ کی بارگاہِ مقدسہ میں چادر کا نذرانہ پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ موجودہ سجادہ نشین صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی۔ اپنے جَدِ امجد کے بارے میں مختصراً کُچھ بیان فرمایا۔ لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

بُلبُلِ شبستانِ اَحمد خواجہ فضل مظہرِ جلالِ صابر
خواجہ محمد حسین چشتی صابری کلیامی
وصال 23 دسمبر 1919ء بمطابق 25 جمادی الاوّل 1338ھ

## خلیفہ حضرت مولوی عبدالستار، چشتی صابری، کلیام شریف

ہور خلیفہ شہنشاہ دا عبدالستار پچھانو
کر منظور حضور بٹھایا برکت والا جانو
مُلک اُنہاں دا جموں جانو مظفر آباد علاقہ
قُدرت مالک کھیل دکھاوے پاک منزہ پاکا

حضرت بابا فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی عبدالستار صاحب کو منظور فرما کر حضوری میں بٹھا دیا اور اُنہیں بہت بڑی برکت والا تسلیم کیا جاتا۔ آپ کا علاقہ مظفر آباد اور مسکن موضع چھتر میں تھا۔ وہاں سے چل کر تاجدارِ کلیام کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت مولوی عبدالستار صاحب مجاہدہ وریاضت میں اپنے مُرشد کریم کی سُنت پر عمل پیرا ہوئے۔ گرمیوں میں شدت کی دھوپ میں سخت تپش والی پڑی کر بیٹھ جاتے اور اپنے اوراد و وظائف مکمل کرتے۔

چڑھن پڑی پر کرن وظائف ایہہ دُھپ تپاوے
جو چڑھیا سو سڑیا یارو ایہہ جان جَلاوے

جو بھی عشق و محبت والی پڑی پر چڑھا وُہ جَل گیا اور اُس قسم کا مجاہدہ جان جلا دیتا ہے۔ کیونکہ عِشق ہی ایسی حقیقت ہے جو ماسوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔

حضرت خواجہ مولوی عبد الستار رضی اللہ عنہ کی اپنے مرشد گرامی سے محبت و عقیدت کے نہ مٹنے والے نقوش آج بھی کوچہ کلیام شریف میں موجود ہیں اور اُن کا نظارہ بھی کیا جا سکتا ہے اُن نقوش میں سب سے اہم نقش وہ مسجد مبارک ہے جو آپ نے یادِ الٰہی کے لئے تعمیر کروائی لیکن اُس مسجد کا دروازہ اِس خوبصورت انداز سے بنوایا کہ آتے اور جاتے وقت آپ کی نظر مبارک بلا واسطہ اپنے مرشد

کامل کی چوکھٹ پر پڑتی رہے اور آج بھی وہ اہلِ دل جنکو اِس دروازے کا پَسِ منظر معلوم ہے وہ اِس دروازے پر کھڑے ہو کر ایک عجیب روحانی کیفیت سے سرشار ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ کا بھی جب سرزمین کلیام شریف میں حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا ارادہ ہو تو حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری کے بعد ایک ولیٔ کامل، فنا فی المرشد حضرت خواجہ مولوی عبدالستار کی زیارت سے محروم نہ رہیں اور زیارت کے بعد مسجد شریف کے اُس دروازے پر کھڑے ہو کر ذرا تصور فرمائیں کہ کس طرح حضرت مولوی عبدالستار اُس مقام سے اپنے مرشد کریم کی چوکھٹ کا درشن کر کے اپنے دل و دماغ کو منور فرمایا کرتے تھے۔

اُن کی چوکھٹ ہو تو کاسہ بھی پڑا سجتا ہے
در بڑا ہو تو سوالی بھی کھڑا سجتا ہے

حضرت خواجہ مولوی عبدالستار چشتی صابری کی اپنے مرشد کریم سے انتہاء درجہ عشق و محبت کے باعث آپ نہ صرف اپنے مرشد مبارک کے منظورِ نظر بن چکے تھے بلکہ اپنے مرشد عظیم کے نقش قدم پر عمل پیرا ہو کر جب مجاہدات و ریاضات کی بھٹی سے گزر کر نکلے تو کندن بن چکے تھے اور فنا فی المُرشد اور فنا فی الذات کے مقام تک رسائی حاصل ہو چکی تھی۔ اِس بات کو قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی ہمیں اس طرح سمجھا رہے ہیں۔

**هر که پیر و ذاتِ حق را یک نه دید**
**نے مرید و نے مرید و نے مرید**

کہ جو اپنے مرشد کامل اور ذات باری تعالیٰ کو ایک نگاہ سے نہیں دیکھتا
تو پھر وہ ابھی مرید کے درجے کو بھی نہیں پہنچا۔

اپنے مرشد یا اپنے پیر محترم کی تو ہر شخص عزت و احترام کرتا ہے لیکن تصوف کی جان تو اِس میں ہے کہ بندہ اپنے سلسلہ کے جملہ مشائخ عظام کو بھی اُسی نگاہ عشق و محبت سے دیکھے ہم جب حضرت خواجہ مولوی عبدالستار کی حیات مبارکہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ واضح نظر آتا ہے کہ آپ اپنے عہد مبارک میں نہ صرف اپنے مرشد کریم کے جلوؤں میں مگن منظر آتے ہیں بلکہ اپنے دادا مرشد کی اولاد در اولاد سے محبت اور شفقت کے علاوہ انتہائی ادب و احترام فرمایا کرتے اور عُرس کی محافل اور ختم خواجگان اس وقت تک نہ پڑھاتے جب تک اپنے دادا مرشد کی اولاد کا کوئی فرد موجود نہ ہوتا۔

حضرت خواجہ مولوی عبدالستار قیل و قال کے اَسرار و رموز سے تو پہلے ہی خوب واقف تھے لیکن جب حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی صحبت میسر آئی اور آپ کی بارگاہ اقدس میں اپنا سر مبارک جھکا دیا تو پھر آپ کی طرف سے حال کی کیفیت عطا ہو گئی۔

**قال را بہ گزار مردِ حال شو**
**پیش مردِ کاملِ پامال شو**

سلطانُ العلماء حضرت مولانا شمس الدین تبریزی فرماتے ہیں کہ سچا دوست وہ ہے جو خُدا کی طرح پردہ دار ہو اپنے دوستوں کی سختیاں مکروہات اور ایذا رسانیوں کو برداشت کرے، اِسی فرمان کے تناظر میں جب ہم حضرت خواجہ مولوی عبدالستار کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مرشد کے وصال مبارک کے بعد

اِن جیسی سختیوں اور ایذا رسانیوں کو آپ کس خوشدلی سے برداشت کرتے ہیں اور نتیجے میں آپ کے مرشد کریم کے مریدین و احباب کس طرح آپ کی توجہات اور عقیدتوں کا مرکز و محور بن جاتے ہیں اور آپ کی شخصیت مبارکہ حضرت رومی کی مثنوی شریف کے اس شعر سے مطابقت رکھتی ہوئی نظر آتی ہے۔

**ہیبتِ حق است این از خلق نیست**
**ہیبتِ این مرد صاحب دلق نیست**

یہ رعب و ہیبت اِس گدڑی پوش کی نہیں دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت ہے کیونکہ اِس گدڑی پوش کا دل اللہ تعالی کے قرب اور معیت خاصہ سے مشرف ہے پس یہ اسی معیت حق کا رُعب و جلال ہے جو اس مرد حق کے چہرے سے نمایاں ہو رہا ہے۔

قارئین کرام! ہمیں بھی اِن اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے نہ صرف اپنے مرشد کریم بلکہ اپنے سلسلہ کے جملہ مشائخ عظام کا دل و جان سے ادب و احترام کرنا چاہیے تاکہ ہم راہ تصوف کی اُس منزل تک پہنچ جائیں جسکے ہم متلاشی ہیں۔

## خلیفہ راجہ مولابخش

مصنف کتاب گُلزارِ فضل، کھیری مُورت، فتح جنگ

حضرت راجہ مولا بخش چشتی صابری، حضور بابا فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کے مُرید اور خلیفہ ہونے کے ساتھ آپ کو یہ اعزازِ منفرد بھی حاصل ہوا کہ آپ نے اپنے مُرشد کریم کے احوال، مناقب اور کرامات پر مشتمل منظوم پنجابی کتاب گلزارِ فضل بھی ترتیب دی جو حضرت باباجی کلیامی رضی اللہ عنہ پر پہلا مآخذ ہے، بعد میں جتنی بھی کاوشیں ہوئیں ہیں سب مصنفین نے اِسی کتابِ مُبارک سے خوشہ چینی

کی۔ الحمد للہ اِسی ذوق وشوق ومحبت کے نتیجے میں حضرت راجہ مولا بخش کے مزارِ مبارک پر مورخہ 8 جون 2024ء کو حاضری نصیب ہوئی اور آپ کی بارگاہ مقدسہ میں چادر کا نذرانہ پیش کیا۔

حضرت مولا بخش چشتی صابری رضی اللہ عنہ کا مزار مُبارک اور آپ کی مسجد ڈھوک ناڑیاں، کھیری مُورت میں موجود ہے اور لائق زیارت ہونے کے ساتھ معروف بھی ہے۔ پہلی بار (تقریباً 25 سال قبل) حاضری کے وقت راجہ مولا بخش کے نواسے جناب راجہ محمد سرور صاحب سے مُلاقات کا شرف حاصل ہوا تھا، اور اس مرتبہ راجہ محمد سرور صاحب کے صاحبزادے راجہ قمر محمود کیانی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور اُنہوں نے ہمیں کئی مفید معلومات فراہم کیں اور مزارات تک رسائی کیلئے رہنمائی بھی فرمائی اور پھر ہارمونیم پر حضرت میاں محمد بخش کھڑی شریف والوں کے کلام سے ہمارے قلوب واذہان کو تازگی بخشی۔

## خلیفہ حضرت سائیں دتہ فقیر قلندر، گوجر خان شہر

حضرت میاں فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مُبارکہ میں حضرت سائیں دِتہ فقیر سے دوتین کرامات بھی ظاہر ہوئیں تھیں اور ایک کرامت کے ظہور کی وجہ سے ہی سرکار کلیام نے انھیں اجازت فرما کر گوجر خان شہر میں بھیج دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جلالی شخصیت تھے اور یہ وہی شخصیت ہیں کہ جنہوں نے حضرت معظم شاہ قلندر کے وصال سے دو دن پہلے فرمانا شروع کر دیا تھا کہ مسجد کا ایک مینار گر گیا اور دوسرا کھڑا ہے۔

گوجر خان شہر کے حیات سرروڈ وارڈ نمبر 8 کے شیخ طالب قبرستان میں

آپ کا مزار مبارک موجود ہے جو معروف و مشہور ہے الحمد للہ! اپنے سفر زیارات کے سلسلے میں بروز ہفتہ مورخہ 27 جولائی 2024ء آپ کے مزار مبارک حاضری کی سعادت اور چادر پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

## خلیفہ میاں برکت اللہ چھاری، جی ٹی روڈ مندرہ

الحمد للہ بروز ہفتہ مورخہ 11 اگست 2024ء حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے محبوب مرید و خلیفہ کے مزار پر انوار پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی چادر کا نذرانہ پیش کیا، انتہائی خوبصورت و دلکش و پر کیف مزار مبارک سے قلبی سکون محسوس ہوا۔ دعا اور فاتحہ کے بعد باہر آئے اور آپ کی اولاد میں سے ایک نوجوان احتشام الحق صاحب بڑی محبت سے ملے اپنے گھر لے گئے۔ حضرت میاں جی کلیامی رضی اللہ عنہ اور حضرت میاں برکت اللہ کے حوالے سے پر کیف اور پر سوز گفتگو ہوئی۔ احتشام الحق صاحب نے فرمایا ہمارے اجداد میں روایت چلی آرہی ہے کہ میاں فضل الدین کلیامی جب پاک پتن کے لئے روانہ ہوا کرتے تھے تو چھاری کلیال میں ہمارے بزرگوں کے گھر میں بھی تشریف فرما ہوا کرتے۔

## خلیفہ حضرت قاضی محمد فضل، پنڈ جھاٹلہ، تخت پڑی، روات

ہمیں پتہ چلا کہ پنڈ جھاٹلہ میں بھی حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے ایک مرید و خلیفہ قاضی محمد فضل چشتی صابری کا مزار موجود ہے۔ سو بروز اتوار 21 جولائی 2024ء جناب نعمان چشتی صابری کے ہمراہ پنڈ جھاٹلہ روانہ ہوئے اُنہوں نے قاضی فیملی کی ایک شخصیت قاضی افضل صاحب سے بات کی ہوئی تھی پہلے اُنکے گھر ڈھوک قاضیاں گئے جہاں سے اُن کے صاحب زادگان قاضی محمد

حسن اور عبدالرافع کے ہمراہ پنڈ جھاٹلہ پہنچے جہاں پر ہم نے حضرت قاضی محمد فضل چشتی صابری کے مزار پر حاضری اور چادر پیش کرنے کا شرف حاصل کیا اور الحمد للہ بعد میں حضرت بابا فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکاتِ مبارکہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

## خلیفہ سائیں گلاب (منظور نظر قوال)، کلیام شریف

حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے محبوب قوال حضرت سائیں گلاب کا نام بطور خلیفہ تو کسی کتاب میں دیکھنے کو نہیں ملا، لیکن سائیں گلاب کا بھی حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے خلفاء میں شمار ہوتا ہے اور سائیں گلاب کی اولاد اِس پر شاہد ہے۔ اُن کے پاس موجود دستاویزات پر سائیں گلاب کے نام سے پہلے "خلیفہ فضل الدین" تحریر ہے اور یہ دستاویزات تقریباً ایک صدی پرانی ہیں جن کا ہم نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا جس کے بعد یہ تحریر کر رہے ہیں۔ خلیفہ ہونا تو ایک اعزاز کی بات ہے لیکن ہماری نظر میں اِن قوال حضرت کا بابا فضل الدین کلیامی کے ہاں جو مقام و مرتبہ تھا وہ اِس سے کہیں زیادہ اعلیٰ و بالا ہے۔

قوال سائیں گلاب کی تصویر کے لیے کافی کوشش کی لیکن ہمیں دستیاب نہ ہو سکی۔ البتہ آپ کے اکلوتے فرزند جناب سائیں خُداداد جن کا جوانی میں ہی انتقال ہو گیا تھا اُن کی تصویر حاصل ہوئی۔ سائیں گلاب کے برادرِ اصغر، قوال سائیں مہتاب کی ایک یادگار تصویر کا حصول ممکن ہوا اور اِن دونوں تصاویر کے لیے ہم سائیں فضل محمود کے شُکر گزار ہیں اور یہ دونوں نادر تصاویر کتاب کے اگلے صفحہ کی زینت بن چکی ہیں۔

قوال سائیں مہتاب
(تاریخ وصال 21 مارچ 1931ء)

سائیں خُداداد ولد سائیں گلاب
(تاریخ وصال 20 اپریل 1921ء)

# باب ششم

## ولیٔ کامل
## حضرت میاں فضل الدین کلیامی
## کی نشست گاھیں
## اور
## تبرکاتِ مقدسہ

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی نشست گاہیں

نشست گاہ فارسی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنیٰ بیٹھنے کی جگہ، عربی میں اس کے لئے لفظ مجلس بولا جاتا ہے اور اُردو میں لفظ بیٹھک کا استعمال ہوتا ہے۔ ہماری ہر بیٹھک یا تو خیر و برکت کا ذریعہ بن سکتی ہے یا پھر محرومی کا سبب۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم کہ اہل ذکر یعنی اللہ والوں کی مجالس میں بیٹھنا اپنے اوپر لازم کرلو اِس سے بے شمار دینی و دُنیاوی فضائل و فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اَولیاءِ کاملین اپنی حیاتِ مبارکہ میں جن مقامات پر بیٹھ کر ذکر و اَذکار فرماتے، لوگوں کو تعلیم دین سے روشناس کرواتے اور اپنی عبادات، مجاہدات اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں اُن کے وصالِ مبارک کے بعد وہ مقامات نشست گاہوں یا بیٹھک کے نام سے معروف و مشہور ہو جاتے ہیں۔

ہمارے ممدوح حضرت بابا میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری اپنی حیاتِ مبارکہ میں جن مقامات پر یادِ الٰہی میں مشغول رہے وہ اب نشت گاہ یا عرف عام میں بیٹھک کے نام سے معروف ہیں۔

حضرت میاں فضل الدین کلیامی سرکار رضی اللہ عنہ کی جن چند نشت گاہوں یا بیٹھکوں کا علم ہوا تو ہم نے وہاں ذاتی حیثیت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کے ساتھ اُن مقامات مبارکہ کی تصاویر بھی بنائیں جو کتاب ھذا کی زینت بن چکی ہیں۔

اِن چند نشست گاہوں کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔

## حضرت عبد اللہ شاہ بیابانی سرکار، کھنہ پُل، اسلام آباد

حضرت میاں فضل الدین کلیامی ؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشدِ کریم نے بوقت وصال مجھے وصیت فرمائی تھی کہ کھنہ میں حضرت عبد اللہ شاہ بیابانی کی بارگاہِ مُقدسہ میں چھ ماہ قیام کرنا۔

حضرت کلیامی سرکار اِس حکم مبارک اور مرشد کے وصال کے بعد کھنہ تشریف لائے اور حضرت عبد اللہ بیابانی کی خدمت میں روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کر کے ایصالِ ثواب کرتے، چھ ماہ مکمل ہونے کے بعد حضرت میاں فضل الدین کلیامی صاحب مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے جنہوں نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب آپ کو آپ کے مالک کے سپرد کر دیا ہے۔

حضرت تاجدار کلیام اِس چھ ماہ کی مسلسل حاضری کے بعد واپس کلیام شریف روانہ ہو گئے اور کبھی کبھار یہاں زیارت کے لئے تشریف فرما ہوتے۔ الحمد للہ! کئی بار اِس مقام مقدس کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ اِس مزارِ مبارک میں حضرت میاں کلیامی سرکار کی باقاعدہ نشست گاہ یا کوئی پڑی وغیرہ اِس وقت موجود نہیں ہے۔

## نشست گاہ درپاکپتن شریف، صوبہ پنجاب

حضرت بابا فضل الدین کلیامی ؒ اوائل عمر سے ہی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل فرمایا کرتے تھے اور سالانہ عرس مبارک پر تو حاضری یقینی ہوا کرتی تھی جس مقام پر آپ تشریف فرما ہوا کرتے تھے بعد میں اُس مقامِ مبارک کو بطور یادگار نشست گاہ یا

حجرہ کی شکل میں محفوظ کر دیا گیا تھا لیکن شنید ہے کہ اب (14 اگست 2024ء)
یہ مقام توسیعات کی نذر ہو چکا ہے۔

## نشست گاہ یا چھپری درکلیام شریف

حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی کے قدمین مبارکہ کی طرف ایک چھپری یا نشست موجود ہے جسمیں آپ اپنے مرشد کریم کے وصال کے بعد اپنے مرشد گرامی کے روضۂ مبارکہ کی طرف اپنا چہرہ کر کے تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ اِس چھپری میں تاجدارِ گولڑہ شریف حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے اشعارِ مبارکہ تحریر ہیں۔

## تکیہ میاں فضل الدین کلیامی، مری روڈ، راولپنڈی

یہ تکیہ یا بیٹھک مبارک آج بھی راولپنڈی مری روڈ وارث خان کے نزدیک صابری سروس اسٹیشن کے ساتھ والی گلی میں موجود و معروف ہے اِسی نشست گاہ کو پہلے تکیہ شاہو کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اب یہ تکیہ فضل الدین کلیامی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ وہ بابرکت اور مقدس مقام ہے جہاں پر غوثِ زمان حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ کی حضرت میاں فضل الدین کلیامی سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ مقام مبارک ایسی کئی عظیم یادوں کو اپنے سینے میں محفوظ کئے ہوئے ہے اور آج بھی اِس مقام مقدس سے بزرگوں کی گزری ہوئی یادوں کی مہک بھی محسوس کی جاسکتی ہے۔ الحمد للہ اس مقامِ مقدس پر مورخہ 8 جون 2024ء کو حاضری و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

## نشست گاہ در موضع ھرکا، تخت پڑی، راولپنڈی

حضرت بابا فضل الدین کلیامی ؒ کا ایک مرید جو تخت پڑی کا رہنے والا تھا اس نے اپنی شادی کی تقریبات میں اپنے مرشد کریم کو شامل کرنے کے لئے کلیام لینے آ گیا، حضرت اُس مرید کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے لیکن جب موضع ہر کا والی سڑک کے قریب پہنچے تو آپ بیٹھ گئے، احباب نے جب بیٹھنے کی وجہ دریافت کی تو آپ سرکار نے فرمایا کہ مجھے پالکی میں سوار ہونے کا ستر بار حکم آچکا ہے اور اب اِس حکم کو واپس کرنا میرے لئے مشکل ہے۔

اِس فرمان کے بعد احباب نے ایک درخت کی لکڑی کاٹ کر اوراوپر کمبل ڈال کر ڈولی بنائی اور پھر اِس مقام سے پہلی بار آپ پالکی میں سوار ہوئے۔

اِس مقام پر بعد میں بطور یادگار ایک چار دیواری بنا کر بیٹھک کی شکل بنا دی گئی اور اب نشست گاہ/ بیٹھک حضرت خواجہ میاں فضل الدین چشتی صابری کلیامی کے نام سے مشہور اور معروف ہے الحمد للہ مورخہ 11 اگست 2024ء اس مقام مقدس پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

جانے قدم کہاں رکھے میرے حضور نے
سجدے کئے ہیں جابجا اُن کا دیار دیکھ کر

## نشست گاہ در پھلینہ کلرسیداں، راولپنڈی

حضرت بابا فضل الدین کلیامی ؒ کا علاقہ پھلینہ اور اہل پھلینہ سے بڑا گہرا تعلق رہا اور آپ اکثر و بیشتر اس علاقہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک طویل عرصہ تک حضرت کلیامی سرکار کی پالکی مبارک اُٹھانے والی دو

شخصیات سائیں متولی بابا اور سائیں گھیبہ کا بھی اسی علاقہ سے تعلق تھا (اِن دونوں منظورِ نظر شخصیات کی قبورِ مُبارکہ کلیام شریف میں ہیں) اور آج بھی پالکی مبارکہ کے دو پایوں کو اٹھانے کا شرف اہل پھلینہ کو ہی حاصل ہے۔ حضرت میاں فضل الدین کلیامی سرکار رضی اللہ عنہ کے منظور نظر قوال سائیں گلاب، سائیں مہتاب اور اُن کے والد گرامی میاں موسو بھی اِسی مردم خیز سرزمین سے تعلق رکھتے تھے۔

حضور شہنشاہ کلیام جب پھلینہ تشریف لاتے تو ایک گھر کے کمرہ میں جس مقام پر تشریف فرما ہوتے تھے اُس مقام کو بعد میں بطور یادگار ایک نشست گاہ بنا دیا گیا، جو آج بھی موجود اور معروف ہے اور پھلینہ کے باسیوں کو بھی اس نشست گاہ کا بخوبی علم ہے کسی سے بھی پوچھ کر اِس مقام مقدس پر حاضری دی جاسکتی ہے۔

الحمد للہ والشکر للہ کہ ہمیں بھی بروز ہفتہ 11 اگست 2024ء اِس نشست گاہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور اِس مقام کی ایک عجب مہک سے دل و دماغ روشن ہو گئے اور نہ جانے یہ نشست گاہ حضرت فنافی الذات کے کیا کیا انوار و تجلیات اپنے سینے میں سموئے ہوئے ہے اِس نشست گاہ کی تصویر کتاب کے حصہ تصاویر میں جگ مگا رہی ہے۔

## نشست گاہ درچھاری کلیال مندرہ، راولپنڈی

چھاری کلیال جی ٹی روڈ مندرہ میں حضور تاجدار کلیام کے ایک محب، مرید و خلیفہ حضرت میاں برکت اللہ کا مزارِ پر انوار معروف و مشہور ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے پہلو میں آپ کی اولاد مبارکہ رہائش پذیر ہے اور اِسی

رہائش کے اندر ایک کمرہ میں شہنشاہ کلیام کی ایک نشست مبارکہ بھی موجود ہے۔ حضرت میاں فضل الدین کلیامی سرکار جب کلیام شریف سے سفر فرمایا کرتے تو راہ میں اس مقام مبارک پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔

الحمد للہ بروز ہفتہ 11 اگست 2024ء کو تاجدار کلیام کی اِس نشست گاہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ زیارت کے بعد احتشام الحق صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ہمیں عزت وتوقیر سے نوازا اور مفید معلومات اور اپنے جدِّ امجد کے بارے میں معلومات وواقعات سے آگاہ فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

## تبرکات مقدسہ

انبیاء کرام اور صالحین عظام سے منسوب تبرکات مقدسہ سے برکت حاصل کرنا شرعاً درست ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک حصول برکت کے لئے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ حضرت امام نودی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اِس حدیث مبارکہ سے بزرگوں کے لباس اور اُن کے آثار مبارکہ سے تبرک حاصل کرنا مستحب عمل ہے۔

بزرگوں اور اولیائے کاملین سے منسوب استعمال کی چیزیں، مقام عبادت اور اُن سے نسبت رکھنے والی کوئی بھی چیز ہو ہمیں اس کا ادب واحترام کرنا چاہیے نیک لوگوں کے تبرکات کی برکتوں سے شفا ملتی ہے، رزق میں کشادگی ہوتی ہے اور سکون بھی میسر آتا ہے۔

اولیائے کاملین کی حیاتِ مبارکہ اور بعد از وصال بھی اُنکی ذوات اور آثار سے برکت حاصل کرنا سلف صالحین کا عقیدہ ہے۔

## حضرت بابا فضل الدین کلیامی
## کے تبرکات وآثار مبارکہ

کتاب ہذا جو اس وقت آپ کے ہاتھوں کی زینت بن چکی ہیں اُس کی تیاری کے سلسلے میں دورانِ تحقیق ہمارے علم میں یہ بات آئی کہ کلیام شریف کے علاوہ کچھ دوسرے علاقوں میں بھی شہنشاہِ کلیام سے منسوب تبرکات وآثار مبارکہ موجود ہیں چنانچہ اِس سلسلے میں ہم نے بلاواسطہ اور بالواسطہ بھی جملہ حاملین تبرکات سے رابطہ کیا اور الحمد للہ ہماری اس خواہش اور درخواست پر اکثر احباب نے ہمیں حضور شہنشاہِ کلیام کے تبرکاتِ مقدسہ کی زیارت کروانے کی حامی بھری اور پھر مقررہ دن پر بوقت حاضری اِن احباب نے ہمیں عزت وتکریم سے نوازنے کے ساتھ ساتھ تبرکات وآثار مبارکہ کی بھی زیارت کروائی، تصاویر بھی بنائیں اور پھر متعدد تصاویر کو کتاب ہذا کی زینت بنا دیا گیا ہے۔ ہم اِس کرم فرمائی پر اُن تمام کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

حضور بابا فضل الدین کلیامی چشتی صابری کے منظور نظر اور لاڈلے قوال حضرت سائیں گلاب اور سائیں مہتاب کی اولادِ مبارکہ سے جناب سائیں فضل محمود صاحب اور اُن کے صاحبزادے جناب وقاص محمود کلیامی کے پاس جن تبرکات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اُن کی فہرست۔

### فہرست تبرکات
### منسوب بہ حضرت کلیامی سرکار

درخانہ سائیں فضل محمود، کلیام شریف

1۔ ٹوپی مبارک حضرت میاں فضل الدین کلیامی
2۔ دستار مبارک حضرت میاں فضل الدین کلیامی

3۔ رومال مبارک حضرت میاں فضل الدین کلیامی
4۔ جبہ مبارک حضرت میاں فضل الدین کلیامی
5۔ ایک عدد گلے کا کنٹھا
6۔ ایک تسبیح عقیق سلیمانی
7۔ کھڑاواں (جو آپ عمومی طور پر استعمال فرمایا کرتے تھے)
8۔ انگوٹھی کا پتھر مبارک
9۔ سب سے اہم تبرک جو اور کسی بھی شخصیت کے پاس نہیں وہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری کی سارنگی اور کمان مبارک ہے جس کی عمر ایک محتاط اندازے کے مطابق کم از کم 150 سال اور زیادہ سے زیادہ 180 سال بنتی ہے۔

## جناب راجہ طفیل صاحب

### پنڈوڑی ضلع جہلم

پنڈوڑی میں حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے خلیفہ جناب راجہ دوست محمد چشتی صابری کے پوتے جناب راجہ طفیل صاحب کے ہاں جن تبرکات مقدسہ کی زیارت ہوئی ان کی فہرست۔

## فہرست تبرکات

### منسوب بہ حضرت کلیامی سرکار

1۔ دو عدد جبہ مبارک
2۔ ایک عدد ٹوپی مبارک (کپڑے کی)
3۔ ایک عدد رومال

4۔ ایک پوسٹ کارڈ

جملہ تبرکات مذکورہ بالا کا رنگ صابری ہے۔

## آستانہ حضرت قاضی محمد فضل

پنڈ جھاٹلہ، راولپنڈی

پنڈ جھاٹلہ میں خلیفہ قاضی محمد فضل کے آستانہ میں جو تبرکاتِ مقدسہ موجود ہیں صاحبزادہ حسن محمود قاضی کے ہمراہ زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

1۔ ایک جبہ مبارک منسوب بہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی۔

2۔ ایک عدد ٹوپی مبارک منسوب بہ میاں فضل الدین کلیامی۔

3۔ ایک عدد جُبہ مبارک حضرت قاضی محمد فضل۔

## جناب خالد جاوید صاحب

موہڑہ لمیاں کلیام شریف

فہرست تبرکات منسوب بہ حضرت کلیامی سرکار

1۔ ایک عدد جبہ مبارک (ملک فیض اعوان کو ملا تھا)

2۔ تصاویر حضرت بابا فضل الدین کلیامی (پنسل ورک)

اس کے علاوہ خالد جاوید صاحب کے گھر میں حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے خلیفہ حضرت کالا پیر کے درج ذیل تبرکات موجود ہیں۔

1۔ چاندی کی گڈوی جس پر تحریر ہے (مالک کالا پیر)

2۔ بستر مبارک اور چارپائی

3۔ حضرت مولوی عبدالستار خلیفہ حضرت کلیامی کی تصویر۔

# باب ہفتم

## مناقب

# بحضور کعبۂ عشاق فنا فی الذات

## تاجدارِ کلیام شریف

# حضرت خواجہ میاں فضل الدین

## کلیامی، چشتی، صابری

## منقبت بحضور تاجدارِ کلیام

## حضرت میاں فضل الدین کلیامی

کدی پڑیاں تے جلوہ فیروز ہویا    کدی چھپڑی وِچ محوِ رمُوز ہویا
کدی عرشاں تے جا کے بیندا اے    کدی دھرتی تے آ کے رہندا اے
اکھیاں والے کرن نظارہ ترا    انہاں دی کوئی مجال ناہیں
ایہہ وَجْہُ اللہ ہے جَلوہ فگن    جامہ بشری پا کے بیندا اے
سُن مہر دی ایہہ فریاد فضل    برباد ہاں، کر آباد فضل
کدی میں وَل موڑ مَہار شاہا    اِیہہ راہاں تکدا رہندا اے

کلام: غوثِ زماں حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی

## منقبت بحضور شہنشاہِ کلیام

## حضرت بابا فضل الدین کلیامی

جنت کی فضا دیتی ہیں کلیام کی گلیاں    ہر دُکھ کی دوا دیتی ہیں کلیام کی گلیاں
بابا فرید الدین اور صابر کا تصدق    جو مانگو دلا دیتی ہیں کلیام کی گلیاں
جنت کے طلبگار ذرا دیکھ لو آکر    جنت کو بھلا دیتی ہیں کلیام کی گلیاں
حافظ کی نگاہوں کا کرم ہے یہ فضل پر    اللہ سے ملا دیتی ہیں کلیام کی گلیاں
گرداب میں کشتی ہے تو صدقے سے فضل کے    ساحل پہ لگا دیتی ہیں کلیام کی گلیاں
ہے سب امیؔر صابری صابر پیا کا فیض    بگڑی کو بنا دیتی ہیں کلیام کی گلیاں

کلام: شیخ امیر بخش المعروف امیر صابری

## منقبت بحضور تاجدارِ کلیام

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی

اسم مبارک پیر میرے دا فضل الدین اے
کلیام شریف مکان اُنہاں دا پوٹھوار زمین اے

ضلع راولپنڈی بھائی چوکی مندرہ نام اے
دو کوہ پینڈا مندرے کولوں ہے کلیام مقام اے

جا پیدائش پیر میرے دی شاہاں دی کلیام اے
دُور مکانوں میل برابر ہے مشہور انام اے

اب اجداد تمام اُنہاں دے ہیں مقبول الٰہی
حسب نسب دے خاص قریشی جانے کل خدائی

مادر زاد ولیٔ کامل دیندے لوک گواہی
رل کے تجے رل کے کھیڈے جو ہم عمراں بھائی

قطب وقت تے کامل اکمل ہے اوہ رب دا پیارا
صاحب خُلق حلیم طبیعت اہل سخاوت بھارا

قوت روحی پیر میرے نوں بخشی ہے رب سائیں
ملکاں وانگوں کرن عبادت کھاون پیون نائیں

ہر گز پیار سلوک نہ کیتا نال نفس دے بھائی
سن صغر تھیں تا اج تیکر اوس مقبول الٰہی

غلبے عشق الٰہی اندر اوہ عاشق رب باری
زخمی کردا جسم تمامی پھڑ کے کرد کٹاری

اک گھڑی آرام نہ دتا نفس نوں عمراں ساری
خواہش نفسی مول نہ کیتی دتی الٹ خواری

زُہد عبادت ایسی کیتی عاشق اوس ربانی
اندر اِس زمانے ہوسی نہ کوئی اسدا ثانی

کل آثار فقر وچ اُوہناں اللہ پاک دکھائے
ماہ بدر تھیں چہرہ روشن سورج ویکھ سجائے

سوہنی صورت اوسدے جیسی نہ میں ڈٹھی کائی
گویا یوسف پیدا کیتا وار دوائی رب بھائی

کرامت پیر میرے دی ڈٹھی روشن خلق تمامی
نال دُعا اوہناں دی ہوندے ثابت تیر جذامی

مریض تمامی مرضاں والے شرق غرب تھیں آون
اندر خدمت پیر میرے دی آ کر حال سناون

ہر اک اوہ نال کرم دے کر دے غمگساری
دارو دیندے نال عنایت کل نوں وارو واری

ایسی برکت ہتھ اوہناں دے اللہ اکرم پائی
دارو کھاون تیتی رہندی جسمیں مرض نہ کائی

طرح طرح دا فیض خلق وچ کیتا اوہناں جاری
قسمو قسمیں خلقت آوے بے حد بے شماری

وچ جناب الٰہی کردے خاطر کل دعائیں
اے رب خالق مالک میرے کل دی آس پہنچائیں

کلام : حضرت سائیں کالا پیر از اولاد گنج شکر
فیروز پور شہر، سر زمین ہند

## سلام بحضور تاجدارِ کلیام

## حضرت میاں فضل الدین کلیامی

میں قربان کلیام والے سلام! | اِے حافظ کی آنکھوں کے پالے سلام
طفیل فرید اور صابر پیا | پلا صابری مے کے پیالے سلام
معین و قطب کا ئیں دوں واسطہ | بُرا ہوں بھلا ہوں نبھالے سلام
منور کیا خطہ کلیام کا ! ! | نگاہ صابری کے اُجالے سلام
پھنسی میری کشتی ہے طوفان میں | سنبھالے تو، تو ہی سنبھالے سلام
حضور آپ کا زُہد معجز نما | اِے صابر کے عاشق نرالے سلام
امیر حزیں کا ہو مقبول آج | اِے صابری گلشن کے لالے سلام

کلام: شیخ امیر بخش المعروف امیرِ صابری

## سلام بنام شہنشاہانِ کلیام شریف

سوئے کلیام، ہر خرام سلام | اِس ڈگر پر ہے گام گام سلام
حافظ و فضل ہیں یہیں موجود | سرِّ کلیام پر سلام سلام
سدرہء فکر نے کیے ہیں ادا | فرشِ کلیام کو مدام سلام
ہر خلیفہ فضل سے نصر تمند | اور مریدوں کو ہے دوام سلام
شان شہناز لامکانی ہے | جو میسر مجھے کلام سلام
عیش کیا اِس سے ماسوا مانگوں | خوابِ کلیام اور منام سلام
بھیج اُن پر صباح و شام احمد | جن کو بخشا گیا دوام، سلام

کلام: سید احمد اقبال حسین ترمذی

## منقبت بحضور شہنشاہ کلیام

## حضرت میاں فضل الدین کلیامی

حافظ کے لال آپ کی وہ شان ہے عالی — کلیام کے والی
دیکھا جسے وہی تُمہارے در کا سوالی ! — کلیام کے والی
گنج شکر کا واسطہ صابر کا واسطہ — بھر دیجئے کاسہ
آیا ہوں لے کر آج میں امیدوں کی ڈالی — کلیام کے والی
جود و سخا کا منبع تمہاری ہے بارگاہ — یا خواجہ فضل شاہ
جائے نہ کوئی آپ کے دربار سے خالی — کلیام کے والی
مشہور دو عالم تمہارا زہد و عبادت — یہ صابری نسبت
روضہ بھی رقص کرتا ہے کیا شان جلالی — کلیام کے والی
خواجہ تمہارے فیض کی کیا دھوم مچی ہے — دنیا ہی جھکی ہے
جس پہ نظر ڈالی ہے وہ قسمت بدل ڈالی — کلیام کے والی
دامن کو میرے گوہرِ مقصود سے بھر دو — جو چاہو وہ کر دو
فیضان انوکھا تمہاری شان نرالی — کلیام کے والی
سُن لو امیرؔ صابری کی یا میرے خواجہ — مخدوم کا صدقہ
آقا میرے مولا میرے تم ہو میرے والی — کلیام کے والی

کلام: شیخ امیر بخش المعروف امیر صابری

## منقبت بحضور تاجدار کلیام

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی

یہ گلزارِ فضل شاہ ہے، کہ جس کی شان عالی ہے
فضل ہر پتے پتے پر، فضل ہر ڈالی ڈالی ہے

خداوند فضل سے، اپنے فضل پہ، فضل کرتا ہے
خُدا نے فضل کرنے کی فضل، اِک راہ نکالی ہے

فضل کے چمن کے، جو جو فضل سے، پھول کھلتے ہیں
عجب رنگ کے وُہ ہوتے ہیں کہ جن کی شان عالی ہے

چمن کلیام کے اندر بہار ہے ہاڑ، پوہ مہینہ
ہیں خوشبو پھول سب دیتے نہ رہتا کوئی خالی ہے

بھنور، بُلبل، کوئل، طوطے مزے لے کے جاتے ہیں
فضل سے فیض پاتا ہے، جو آتا یہاں سوالی ہے

یہ باغِ فضل کلیامی رہے، سرسبز نہ کیونکر
خدا خود اُس کا مالک ہے، فضل خود اُس کا مالی ہے

فضل شاہ فضل سے، اپنے فضل، اِس لعؔل پہ کرنا
تیرے در کا یہ خادم ہے، تیرے در کا یہ سوالی ہے

کلام : حضرت لعل حسین نقشبندی چشتی رتیالوی

## منقبت بحضور تاجدارِ کلیام

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی

اے حافظ کے جانی یا خواجہ فضل شاہ
فریدی نشانی یا خواجہ فضل شاہ
فقیروں کا دامن نہ رہ جائے خالی!
سخاوت کے بانی یا خواجہ فضل شاہ
معین و قطب آئے بابا و صابر
عجب مہمانی یا خواجہ فضل شاہ
لٹاتی ہے فیضان صابر تمہارے
کرم کی روانی یا خواجہ فضل شاہ
ہوا وَجد گنبد کو یہ ہے کرامت
زمانے نے مانی یا خواجہ فضل شاہ
کرم کیجیے حافظ کے صدقے سے سُن لو
جو میری کہانی یا خواجہ فضل شاہ
امیر حزیں کو بلایا ہے در پر
بڑی مہربانی یا خواجہ فضل شاہ

کلام : شیخ امیر بخش المعروف امیر صابری

## منقبت بحضور تاجدارِ کلیام

### حضرت میاں فضل الدین کلیامی

شہِ اہل طریقت فضلِ کلیام
امامِ پاک طینت فضلِ کلیام
عنایت ہی عنایت فضلِ کلیام
سراسر فضل و رحمت فضلِ کلیام
محب سرورِ ملکِ حبیباں
سزاوارِ محبت فضلِ کلیام
طریقت کی سبھی راہوں سے واقف
شناسائے شریعت فضلِ کلیام
کہاں کوئی تونگر بانٹتا ہے
لٹاتے ہیں جو دولت فضلِ کلیام
کِیا ہے آپ کا ذکرِ مبارک
ملی ہے دل کو راحت، فضلِ کلیام
کرم کا سائباں ایسے تنا ہے
کہ جیسے سر پہ ہو چھت فضلِ کلیام

کلام: صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی
موہنیاں شریف گجرات

## منقبت بحضور تاجدار کلیام
# حضرت میاں فضل الدین کلیامی

خُدا کے نور کی تصویر فضل الدین کلیامی
ہے صابر پاک کی تصویر فضل الدین کلیامی
بقا باللہ ہے بابا تُو فنائے فی الرسالت ہے
تُو فقر و فخری کی تفسیر فضل الدین کلیامی
وہ خواجہ مہروی ہوں یا ہوں خواجہ تونسوی کی ذات
تیرے گُن گاتے ہیں یہ پیر، فضل الدین کلیامی
عقیدت مند ہے تیرا وہ نوشہ گولڑے والا
نرالی ہے تری توقیر فضل الدین کلیامی
تُو شہبازِ طریقت ہے تری پرواز کیا کہنا
فلک ہیں آپ کی جاگیر فضل الدین کلیامی
ترے در پر جو آیا ہے، اُسے تُو نے نوازا ہے
کہے یہ رومیٔ کشمیر، فضل الدین کلیامی
ترے روضے سے مَس ہو کر ہوا گزری ہے جو بابا
ہے اِس میں درد کی تاثیر، فضل الدین کلیامی
تمہارا نام لیتا ہوں تو بابا حجرہ، دل میں
ہوئی ہے عِشق کی تعمیر، فضل الدین کلیامی
فرید الدین کے صدقے تُو حسنی پر عنایت کر
نگاہوں سے بدل تقدیر فضل الدین کلیامی

کلام: سید محمد حسنین الثقلین، دربار عالیہ غوثیہ جنڈولی شریف، خانقاہ ڈوگراں، شیخوپورہ

## منقبت بحضور تاجدار کلیام

# حضرت میاں فضل الدین کلیامی

ترے فضل کا ہم پر سایہ ہے، یا خواجہ فضل شاہ کلیامی
مرا سویا بخت جگایا ہے، یا خواجہ فضل شاہ کلیامی
کیا پانا ہے کیا کھونا ہے یہ اُلفت میں دستور نہیں
کیا خوب ہمیں سمجھایا ہے، یا خواجہ فضل شاہ کلیامی
مرے دِل میں تیرا ڈیرہ ہے، یہ تن من دھن بھی ترا ہے
آنکھوں میں تُجھ کو بسایا ہے یا خواجہ فضل شاہ کلیامی
آنکھوں میں تیری صورت ہے، سوچوں میں تیری مورت ہے
تو جان و جگر میں سمایا ہے، یا خواجہ فضل شاہ کلیامی
دِل پیش کروں جاں نذر کروں، قدموں پہ ترے سر کو دھروں
تو ہستی کا سرمایا ہے، یا خواجہ فضل شاہ کلیامی
جب کان پڑی ہے بات تری تاثیر دلوں تک اُتری ہے
تجھے پا کر ربّ کو پایا ہے یا خواجہ فضل شاہ کلیامی

کلام : سید محمد حسنین الثقلین، دربارِ عالیہ غوثیہ جنڈولی شریف،
خانقاہ ڈوگراں، شیخوپورہ

# باب ہشتم

کتاب

کلیام کوچۂ عشق

کا

## منثور و منظوم

## تاثرات

## و

## پیغامات

# مدینہ طیبة طاہرة
## سے کتاب پر پیغام

(بذریعہ شکیل احمد نظامی)

### معرفت الی اللہ کے وارث صوفیاء

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازل سے اپنے بندوں کی رہنمائی کا انتظام فرمایا ہے۔ ابتداء میں یہ فریضہ انبیائے کرام کے وسیلے سے تکمیل پایا اور خاتم النبیین محمد مصطفی ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے بعد علماء، محدثین اور صوفیاء آپ کے جانشین ہونے کی بنا پر اِس منصب پر فائز ہوئے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی رُوحانی کیفیات اور معرفت الی اللہ کے وارث صوفیا اور اولیاء قرار پائے اور اس راستے کے مسافروں کے لیے راہنما بھی ہوئے۔ اِنہی اولیائے کرام میں سے ایک **منفرد اور یکتائے روزگار شخصیت حضرت بابا فضل الدین کلیامی** رضی اللہ عنہ کی ہے۔ آپ اللہ تبارک وتعالی کی معرفت کے سمندر سے شراب عشق کے جام پی کر سلوک کی ایسی اعلی منازل پر پہنچے کہ آپ کے زمانے کے کئی بزرگ آپ کے سوز اور عشق کو حسرت سے بیان کرتے۔ آپ کی کرامات زبانِ زدِ عام ہیں اور اللہ تعالی کی کثیر مخلوق آپ کی معتقد اور فیض یافتہ ہے۔

میں محترم جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب اور جناب سید احمد اقبال ترمذی صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے بابا فضل الدین کلیامی کی زندگی کے مختلف گوشوں کی مہک سے اِس کتاب کو ایک خوبصورت

گلدستے کی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ اِس کتاب میں بابا فضل الدین کلیامی کی ابتدائی زندگی سے لے کر آپ کے بچپن میں عشق الٰہی، جوانی میں زہد ومجاہدہ اور تمام عمر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ کی محبت میں غرق رہنے کو بیان کیا گیا ہے۔ خاص طور پر آپ کا اپنے زمانے کے دوسرے باشرع علماء سے تعلق اور اُن کا آپ کے ساتھ حسن سلوک اور حسن عقیدت بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے اُن پہلوؤں سے پردہ اٹھاتی ہے جو عوام سے مخفی ہیں اور اُن تعلیمات کا تذکرہ کرتی ہے جو بہت کم بیان ہوتے ہیں۔ یہ کتاب میاں فضل الدین کلیامی کے عشق الٰہی کا ایسا احاطہ کرتی ہے کہ قاری بخوبی یہ بات جان لیتا ہے کہ عشق کی کچھ منازل ایسی ہوتی ہیں جو انسان کو اپنے ظاہری جسم سے بے نیاز بلکہ بہت بلند کردیتی ہیں۔ اِس سے تصوف کا یہ دقیق نکتہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات میں جذب ہوجانے والے لوگ شریعت کے باغی نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ وقت ایسے متوجہ ہوتے ہیں کہ اُن سے شریعت کے اَحکام ساقط ہوجاتے ہیں۔ حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی زندگی اور مجاہدات کا بیان اِس راہ پر سفر کرنے والوں کو دعوتِ فکر دیتا ہے اور عشاق کے دلوں کو بھی گرماتا ہے کہ یہ منازل دین کو چھوڑ کر نہیں بلکہ سراپا دین میں غرق ہو کر ملتی ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنفین کی اِس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے اُن کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ کتاب کے پڑھنے والوں کے لیے بابا فضل الدین کلیامی کے حالات زندگی کو باعث برکت اور سلوک کے مسافروں کے لیے مشعل راہ بنائے۔

آمین بجاہ نبی الکریم ﷺ حافظ محمد ابرار أکرم مجددی

شارع العنبریة محة الظاهرة المدینة المنورة المدینة المنورة 2 ربیع النور 1446ء

## خانقاہ معلی
## حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ
تحصیل جنڈ، ضلع اٹک، صوبہ پنجاب، پاکستان

# فَضلِ کلیام
### صُحبتِ صالح تُرا صالح کند

جناب افتخار احمد قادری صاحب سے اڑھائی عشروں پر محیط ربطِ صحبت صالح کی ایک حسین صورت ہے۔ یہ ربط زندگی کے شب و روز میں ترتیب و تنظیم اور وارفتگی اِنہیں جیسے مقبولانِ بارگاہ کی مجلسوں میں نصیب رہی۔

دسمبر 2013ء میں نذر صابری، داغِ مفارقت دے گئے، محبتوں، عقیدتوں اور دل بستگیوں کا ایک تسلسل تھا جو نہ رہا۔ آج بھی اُن کی یاد تڑپائے رکھتی ہے۔ کھلتا ہوا شاداب چہرہ، پژمردگی دل کے لئے کیسے کیسے فرحت بخش سامان مہیا کرتا تھا۔ سبحان اللہ، بیان کا یارا نہیں۔ صابری صاحب کے جانے کے بعد تین شخصیات کی محافل میں اِسی رنگ کے کچھ نقوش دکھائی دیتے ہیں اور جب کبھی اِن حضرات کا سامنا ہوتا ہے تو ایک خاص کیفیت سے نوازا جاتا ہوں اُن کی گفتگو اور مکالمے، رحمتوں کا ایک ایسا سلسلہ ہے جو مجھے کچھ لمحوں کے لئے غمِ حیات کے چنگل سے چھٹکارا دِلا کر حیاتِ نَو کی نوید سناتے ہیں۔

اِن حضرات میں ڈاکٹر عبد العزیز ساحر، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے علاوہ تیسری شخصیت افتخار احمد حافظ قادری کی ہے۔ آج اُن کی بزم میں اُنہیں کی اجازت سے حاضر ہوں۔ ملاقاتوں کا سلسلہ بالمشافہ، خط اور آج کے جدید ذرائع

رہے ہیں۔ کسی ولی کامل کا تذکرہ کسی مبارک سفر کی رُودادِ پاک پر اشاعت کتب کا سلسلہ افتخارِ قادری کا افتخار رہا۔

آج اُسی سلسلہ کی ایک کڑی کلیام کوچہ عشق کی صورت میں ہمارے سامنے ہے ایک ولی کامل کا تذکرہ جسے دنیا میاں فضل کلیامی چشتی صابری کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔آپ کے احوال و آثار پر ایک ایسی تحریر جناب افتخار احمد حافظ قادری اور جناب احمد اقبال ترمذی کی کاوشوں سے آپ کے سامنے ہے جس میں نہ صرف آپ کے ذکرِ خیر کو بیان کیا گیا ہے بلکہ اس میں آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد شریف خان چشتی صابری کا تذکرہ بھی شامل ہے۔آپ کے اسفار آپ کے مریدین خلفاء، نشست گاہیں اور تبرکات و مناقب بھی اس کتاب کا حصہ ہیں۔

بزرگوں کے احوال و آثار پر جو سرمایہ ہمارے پاس محفوظ ہے اُن میں سے بعض کتب میں یا آج کا لکھاری جس طرح اولیائے کاملین کے احوال کو توڑ موڑ کر بیان کر رہا ہے، مختلف سلاسل یا بزرگوں کے آپس کی ملاقاتوں اور مکالموں کو جس انداز سے بیان کیا جا رہا ہے، ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے؟ حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے احوال پر لکھی جانے والی پہلی کتاب گلزارِ فضل جو کہ منظوم (پنجابی) صورت میں ہے، میں بھی بعض واقعات اِس معیار کے نہیں کہ اُنہیں من و عن قبول کرلیا جائے۔

کلیام کوچہ عشق کے مرتبین نے بھی کتاب کی ترتیب دیتے وقت اِس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ گلزارِ فضل اور بعد میں شائع ہونے والی کتب جو

اِس کتاب کا اردو ترجمہ ہیں یا گلزارِ فضل کو ماخذ بنا کر لکھی گئی ہیں، کے مواد کو پرکھا جائے اور تحقیق وتنقید کے معیار کو سامنے رکھتے ہوئے واقعات وروایات کو قبول کیا جائے۔

اُمید ہے کہ مرتبین کا یہ کام اہل علم کے ہاں تحسین کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور حضرت میاں فضل الدین کلیامی پر یہ تحریر ایک سند کا درجہ رکھے گی۔

ان شاءاللہ، اللھم زدفزد

**ڈاکٹر محمد ساجد نظامی**
زیب سجادہ خانقاہ معلّٰی حضرت مولانا محمد علی مکھڈی
(مکھڈ شریف، اٹک)
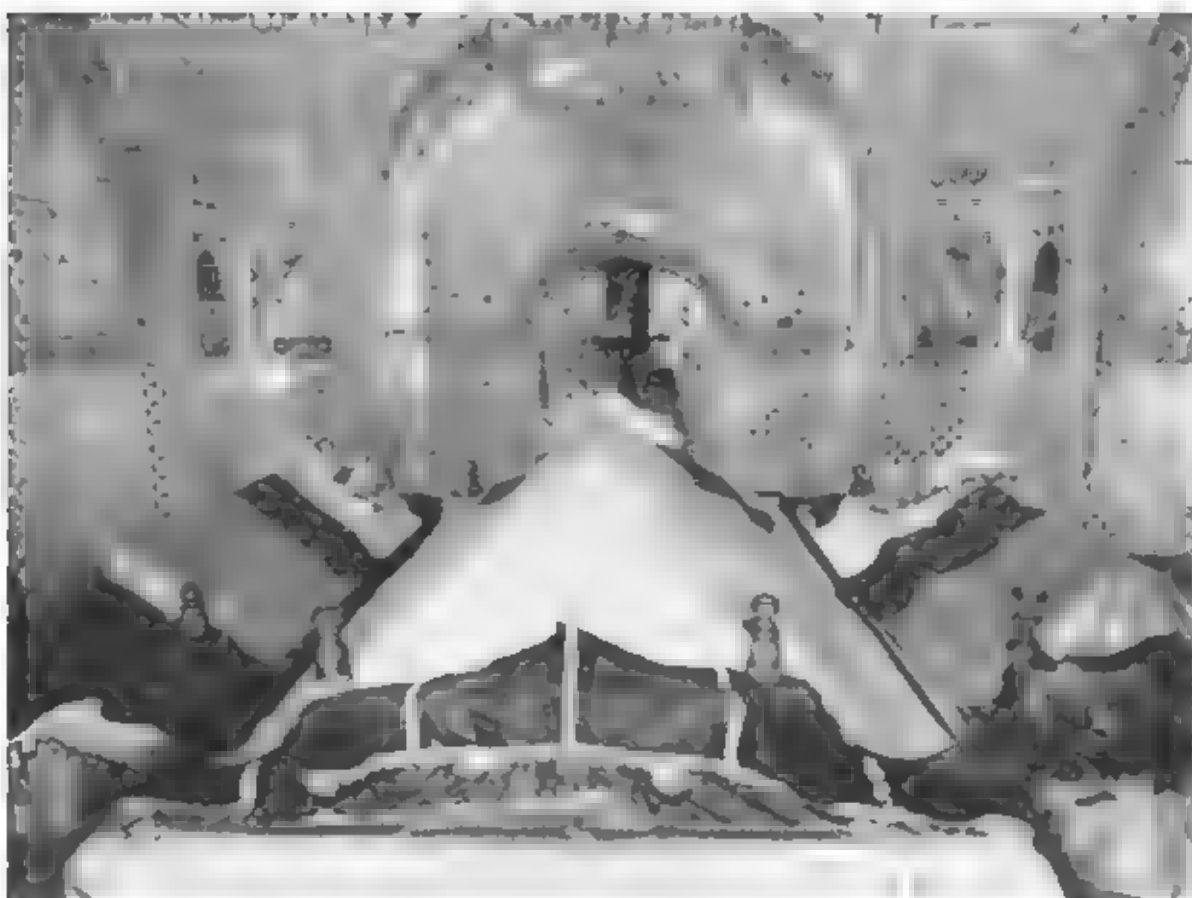
## محبتِ اُولیاء، خدمت وفیض کے موتی

**حضرت مولانا جلال الدین رومی** ﷺ کے پوتے اور مولوی درویشوں کو باقاعدہ ایک طریقت کی شکل میں تشکیل دینے کے لیے انتہائی اہم اُمور سرانجام دینے والے اُولو عارف چلبی کے مرید و طالب خاص شمس الدین احمد اَفلاکی (و1360ء) نے اپنے شیخ کی زندگی کے آخری دنوں میں اُن سے سوال کیا تھا کہ "آپ کے بعد یتیم و مسکین رہ جانے والا میں بدقسمت غریب، کیا کروں گا، کہاں جاؤں گا"؟ [جواب دیتے ہوئے اُولو عارف چلبی نے فرمایا "حضرت مولانا روم کے مبارک مزار کی خدمت کرتے رہو، تاکہ تمہاری بھی حفاظت ہوتی رہے۔ کہیں بھی مت جاؤ۔ میں نے تمہیں، ہمارے والد (یعنی سلطان ولد بن مولانا روم) اور ہمارے آباؤ اجداد کے مناقب جمع کر کے لکھنے کا کہا تھا۔ تم اِس کام میں مشغول رہو۔ اِس کو نامکمل مت چھوڑنا، تاکہ خداوندگار (یعنی حضرت مولانا روم) کے سامنے ہم سرخرو ہو سکیں۔ اَولیاء بھی تم سے خوش رہیں گے]۔ (مناقب العارفین، ترکی ترجمہ از تحسین یازیجی، ص 692)۔

یقیناً ہر عہد کے اولیاء کرام کے مناقب اور حالاتِ زندگی تحریر کرنا اُن مقدس اَرواح کے ساتھ ساتھ خداوند کریم کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے۔ اُولو عارف چلبی کی مندرجہ بالا نصیحت اِس بات کا ثبوت ہے کہ مناقب لکھنا اور اولیاء کی زندگیوں کا ذکر کرنا نہ صرف اِن مقدس ہستیوں کے احترام کا ذریعہ ہے، بلکہ یہ کام خداوند تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث بھی بنتا ہے۔

افلاکی نے اسی نصیحت کی روشنی میں اپنے شیخ کے مناقب اور بزرگانِ

دین کی روحانی میراث کو تحریر کیا، جس کا نتیجہ "مناقب عدی العارفین" کی شکل میں دنیا کے سامنے آیا۔ محترم جناب افتخار احمد قادری صاحب اور سید احمد اقبال ترمذی صاحب، دونوں حضرات نے مل کر اسلاف کے اس طریقۂ خیر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت میاں فضل الدین کلیامی (1808–1892ء) کے حالاتِ زندگی "کلیام کوچہ عشق" مرتب کی ہے۔ امید ہے کہ اِن حضرات کا یہ عمل خیر اِس حوالہ سے کام کرنے والے احباب کے لیے ایک بہترین تحفہ ہوگا اور ان حضرات **کے لیے حضرت بابا فضل الدین کلیامی کی خصوصی توجہ کا باعث ہوگا۔**

جناب افتخار احمد قادری صاحب کو تو میں خود ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں، وہ **عاشقِ عاشقانِ رسول و خدا ہونے کے ساتھ ساتھ خود بھی صاحب حال شخصیت ہیں۔ اِس کا تو میں خود عینی شاہد بھی ہوں۔** ایک مرتبہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے شہر قونیہ میں مدفون سویلمزمہ بابا (خاموش بابا) کے نام سے مشہور آلہ آباد سے تعلق رکھنے والے چشتی طریقت سے منسوب ہندوستانی بزرگ جناب شیخ فضل حسین کے مزار کی زیارت کے دوران ہوا تھا۔

عمومی طور پر مزار کے باہر تالا لگا ہوتا ہے اور ہفتے میں ایک دن مقامی بلدیہ کی طرف سے کچھ لوگ آتے ہیں اور مزار کی صفائی وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔ میرے ایک ترک استاد اور میں جناب افتخار احمد قادری کے ساتھ اس مزار پر گئے۔ قادری صاحب کی خواہش تھی کہ وہ مزار کے اندر جا کر فاتحہ پڑھنا چاہتے ہیں اور ایک چادر بنوا کر لائے ہیں جو وہ بذات خود مزار شریف پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن دروازے پر تو تالا لگا ہوا تھا۔ قریب میں بنی ہوئی چند دکانوں سے پتہ کیا تو اُنھوں نے بھی یہ بتایا کہ بلدیہ کے پاس ہی اس مزار کے تالے کی چابی ہوتی ہے اور وہی آ کر ہفتہ، دو ہفتہ بعد مزار کی صفائی کرتے ہیں۔

مایوس ہو کر جب ہم وہاں سے جانے لگے تو ایک صاحب خود میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ شاید آپ لوگ مزار کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ عمومی طور پر چابی بلدیہ کے پاس ہی ہوتی ہے، لیکن اتفاقاً ابھی کل ہی وہ آئے تھے اور صفائی پر مامور شخص کو اچانک کوئی کام یاد آ گیا اور چابی میرے پاس رکھوا کر چلا گیا تھا۔ اُس نے ہمارے لیے مزار کا دروازہ کھولا، ہم نے فاتحہ پڑھی، قادری صاحب کی معیت میں صاحبِ مزار سے فیوض و برکات لیں اور دعا کی۔

**اِس سے ملتے جلتے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ محترم افتخار احمد قادری صاحب کو بزرگانِ دین سے جو محبت و عقیدت ہے وہ اخلاص پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ مقبولیت کے درجہ پر بھی فائز ہے۔**

جس کا ایک اور ثبوت یہ گلدستہ ہے، جس کو انہوں نے حضرت میاں فضل الدین کلیامی (1808–1892ء) کے حالات و واقعات اور مناقب کے حوالہ سے تحریر کیا ہے۔ یہ کام اُن نیک روحوں کی یاد کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے، جو ہماری دنیا میں محبت، وفا اور خدمت کا پیغام لائے۔

**یہ بات بھی یاد رہے کہ بزرگانِ دین کی محبت اور اُن کے احوال و واقعات کو بیان کرنا صرف دُنیاوی فائدے کے لیے نہیں، بلکہ یہ ایک روحانی تقاضا بھی ہے۔** جیسا کہ شاعر نے کہا:

خاک درِ جاناں کے صدقے، عظمتیں پائیں وہ خاک
جو فنا کی راہ چلی، وہ بقا کی ہو گئی ! ! !

دعا ہے کہ ربِ کریم اِن حضرات کا یہ عملِ خیر اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول

فرمائے اور ہمیں بھی اس بحرِ بے کنار سے چند قطرے محبت و عقیدت کے عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

**ڈاکٹر حافظ عامر علی سلجوقی**

ماسٹر از نجم الدین اربکان یونیورسٹی، قونیہ، ترکی

پی۔ ایچ۔ ڈی، از سلجوق یونیورسٹی، قونیہ، ترکی

مترجم، حدائق بخشش در زبانِ ترکی
وسلیۃ النجاۃ در زبان اردو
یونس ایمرے، ترک ثقافت مرکز، لاہور، پاکستان
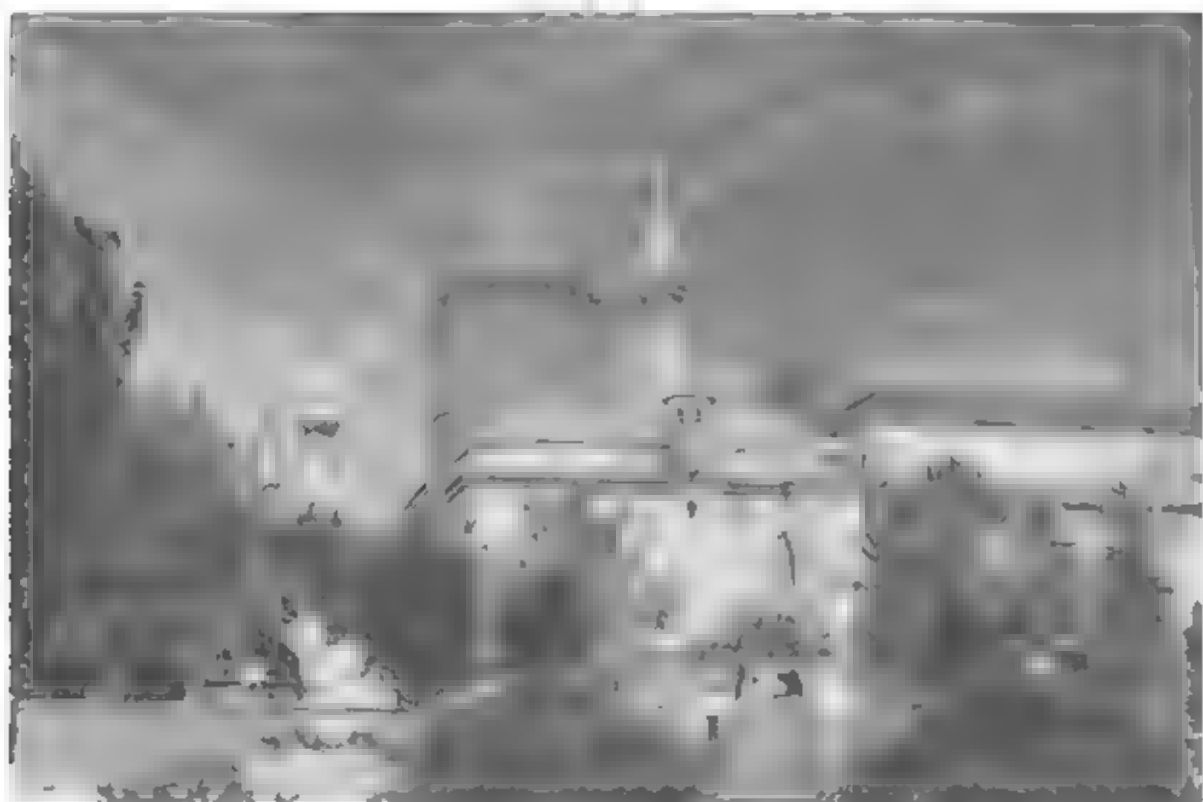
G. C. UNIVERSITY
LAHORE

## کلیام کوچۂ عشق

سید احمد اقبال ترمذی اور افتخار احمد حافظ قادری، شاذلی کی مشترکہ کاوش ''کلیام کوچۂ عشق'' کلیام سیداں تحصیل گوجرخان، ضلع راولپنڈی میں پیدا ہونے والے حضرت میاں فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ (1808–1892ء) کے تفصیلی حالات پر مشتمل ایک عدیم النظیر تذکرہ ہے۔ حضرت کلیامی کے پاکیزہ بچپن میں طبیعت کی بے پروائی اِس درجہ کی تھی کہ تمام کھلونوں کو نظر انداز کر کے۔۔۔**انوکھا لاڈلا کھلن کو مانگے چاند کی طرح**۔۔۔آگ سے کھیلنا پسند فرمایا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے دِل کی آنکھ اور علم لدنی سے نوازا تھا جس کی بدولت نہ صرف پنجابی کلاسیکی شاعری کے شاہکار، ہیر رانجھا کے اشعار نوکِ زبان رہتے بلکہ فارسی کلاسیکی روایت کا نمائندہ ''دیوانِ حافظ'' بھی آپ کے زیرِ مطالعہ رہتے ہیں۔

علم لدنی سے شاد ہونے کے باوجود حضرت کلیامی رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد شریف خان چشتی، صابری کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کئے اور تمام مروجہ علوم اورفنِ کتابت اور خوش نویسی کے حصول کے ساتھ ساتھ رُوحانی مدارج بھی طے کئے۔ خِدمتِ مُرشد کو اصل ایمان جاننے والے بابا فضل الدین نے اِس ذِمہ

داری کو بذاتِ خود اور کماحقہٗ ادا کرنے کے لئے اپنے آبائی گاؤں کلیام سیداں کی سکونت ترک کر کے اپنے شیخ کے قریہ کلیام اعوان میں سکونت اختیار کی۔

نبی کریم ﷺ کی تمام سُنتوں پر عمل پیرا رہنے والے اور نام محمد ﷺ سے عشق سے بڑھ کر پیار کرنے والے حضرت فضل الدین کلیامی کی زندگی میں اُنیسویں صدی کا نام محمد ﷺ کے اَعداد ''92'' والا سال چڑھا تو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ وفات سے ایک ماہ قبل اپنا تابوت اپنی نگرانی میں تیار کروایا۔ تابوت دیکھ کر آپ کے درباری قوال گلاب سائیں کی آنکھیں برسنے لگیں تو اُسے تسلی دی اور فرمایا، رونے کی کیا بات ہے؟ یہ تو محب کا محبوب کے ساتھ وصال ہے اِس لئے تُم نے جنازے کے ساتھ سارنگی ضرور بجانی ہے۔ مُرشد کلیامی کے جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد اِس قدر زیادہ تھی کہ پیر سید مہر علی شاہ (1859 – 1937ء) جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو عارفِ کلیام کے جنازے میں شریک ہجوم کی صف بندی کے لئے آپ کو گھوڑے پر سوار ہونا پڑا۔

میاں فضل الدین کلیامی کے دستِ مبارک سے کرامات کا ظہور ہوا جیسے کہ ''طے الارض'' یعنی ایک لمحے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جانا اور کوڑھ کے مریض کو شفا بخش دینا اُن کی دو مثالیں ہیں۔

وطنِ عزیز کے نشانِ حیدر پانے والے پہلے سپوت کیپٹن محمد سرور شہید (1910–1948ء) کی جنم بھومی سنگھوری میں مجاہدات و ریاضت کے دوران مُرشد گرامی کی جانب سے آپ کو جُبہ فقر عطا ہوا۔ اکابرین چشت اہل بہشت

خواجہ اللہ بخش تونسوی (1826-1901ء) اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے حضرت کلیامی کی ملاقات اور مقالات ہوتے رہتے ۔ جناب کلیامی کے احباب، مریدین اور خلفاء میں علماء وفضلاء کی کثرت نظر آتی ہے۔ اِسی لئے حضرت کے دیگر تبرکات کے علاوہ آپ کی ذات کے حوالے سے لکھے گئے مناقب کو بھی اِس تالیف میں جمع کیا گیا ہے۔

اِس کتاب کے مؤلفین اپنے مُرشد گرامی کی طرح نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرواہ کے اصول پر کاربند نظر آتے ہیں کہ اپنی تالیف کی قیمت دُنیا میں کسی سے طلب نہیں کی بلکہ واضح طور پر لکھا ہے:

کوئی ارمان ہے نہ اُجرت کی مجھے کوئی طلب
حَشر میں تالیف ہو یہ مری بخشش کا سبب

اِن پاکیزہ صفات احباب کے لئے ''آمین'' سے بڑا
کوئی تحفہ نہیں ہوسکتا۔

پروفیسر ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری
جی۔سی۔ یونیورسٹی، لاہور

آئی جب اُن کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

UNIVERSITY OF GUJRAT
OFFICE OF THE REGISTRAR
Vice Chancellor's Office Hafiz Hayat Campus Gujrat Punjab Pakistan
Ph: +92 053 3643317 3643331 3643327 Fax No +92 053 3643034

اللہ اللہ اللہ محمد حبیبُ اللہ

اللھم یانور یانور النوصلی علی نورك المنیر وآلہ واصحابہ وبارك وسلم

اللہ پاک کے دوست حضرت ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی نے فرمایا تھا، اَولیاء اللہ کی محبت سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اس لئے کہ اللہ کے ولیوں کی محبت اللہ کی محبت پر دلیل ہے۔ اس محبت کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ اولیائے کرام کے تذکرے پڑھنا بھی ہے کہ یہ تذکرے اللہ کے لشکروں میں ایک لشکر ہے۔

بلاشبہ مبارک باد کے لائق ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ پاک کی محبت کو عام کرنے کے لئے اولیائے کرام کے تذکرے لکھے اِنھی اہل علم اور تذکرہ نویسوں میں عصر حاضر کی ایک معروف شخصیت فضیلۃ الشیخ حافظ افتخار احمد قادری شاذلی کی بھی ہے۔

آپ نے بہت سے اولیائے کرام کے مستند تذکرے تحریر کیے ہیں۔ اِنھی تذکروں میں ایک خوبصورت تذکرہ حضرت میاں فضل الدین کلیامی کا بھی ہے جس کو آپ نے اپنے ساتھی سید احمد اقبال ترمذی کے ساتھ مل کر تحریر کیا ہے۔ کلیام کوچہ عشق کہ عنوان سے ترتیب دیا گیا ہے یہ تذکرہ حضرت تاجدار کلیام پر لکھا گیا باقاعدہ مستند تذکرہ ہے۔ یہ تالیف دونوں حضرات کی کئی ماہ کی

جہد مسلسل کا نتیجہ ہے یہ تذکرہ بابا فضل الدین کلیامی اور آپ کے خلفائے کرام کے احوال پر مشتمل ہونے کے ساتھ حضرت میاں فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے آثار و تبرکاتِ مقدسہ کی تصاویر سے مزین ایک دل نشین تصنیف ہے۔ جس کو پڑھ کر ہم اللہ کے ولی کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کا تعلق مزید مضبوط کر سکتے ہیں اور محبت الٰہی کے اِس راستے میں ہمت اور شوق کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر محمد کاشف اقبال قادری
استاد علوم اسلامیہ گجرات یونیورسٹی، حافظ حیات کیمپس، گجرات

University of Sargodha
(PERSIAN DEPARTMENT)

# کلیام کوچۂ عشق

صوبہ پنجاب اپنے سرسبز و شاداب مناظر، محنتی کسانوں بہادر فوجیوں اور حسین بارشوں کے لیے تو مشہور ہے لیکن اِس سرزمین نے اپنی آغوش میں بہت سی علمی و ادبی شخصیات اور صاحبانِ عرفان و تصوف کو بھی پروان چڑھایا ہے۔ اِسی صوبے کا ایک اہم علاقہ پوٹھوہار ہے جو بہت سی مشہور شخصیات کا مولد و مسکن ہے۔ اِس خطے سے بھی ایسے صاحبانِ معرفت ابھرے ہیں جنہوں نے عمر عزیز کا بیشتر حصہ خدا اور بندے کے تعلق پر غور کرتے صرف کیا۔ کبھی عزلت نشینی اختیار کی، کبھی طول وطویل مسافرتیں اور سالکانِ راہِ خدا سے ملاقاتیں اور کبھی عوام الناس میں گھل مل کر حقیقت کی تلاش جاری رکھی اور ان تمام ریاضتوں کے تجربات و مشاہدات کو گفتار، کردار اور تحریر کی صورت میں لوگوں تک پہنچایا۔ اِن میں سے بعض لوگ بہت مشہور ہوئے تو بعض کے بارے میں معلومات بہت کم ملتی ہیں۔

بابا فضل الدین کلیامی بھی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کے بارے میں بہت کم لکھا گیا۔ سید احمد اقبال ترمذی نے اپنی گونا گوں دفتری مصروفیات کے باوجود اِس عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا اور جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب کی ہمراہی میں بابا فضل الدین کلیامی کے بارے میں معلوم اور معدوم حقائق کو جمع

کیا اور متصوفانہ موضوعات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک مفید کتاب مرتب کی۔

تقریظ میں اِس کتاب کے مندرجات پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ محققین نے اِس فراموش شدہ مضمون کو ایک نئی زندگی اور تازگی دی ہے۔ جو آنے والے محققین کو معرفت وتصوف سے مزید آشنائی بخشے گی۔

اِس متین نگارش میں حضرت میاں فضل الدین کلیامی کی ولادت، ابتدائی تعلیم، بچپن سے حق جوئی کے رُجحان اور شعروادب سے اُن کی دلچسپی کو بطرزِ احسن بیان کیا گیا ہے۔قاری کی دلچسپی کے لیے اِن کے خوارق العادات کمالات کے واقعات کا بیان بھی ہے اور مختلف علاقوں میں انکی ریاضتوں اور محنتوں کی تفصیل بھی۔

راہِ طریقت میں وُہ جن مدارج پر پہنچے اور اِس سب کا مخلوق خدا کو جو فائدہ پہنچایا۔ صاحبانِ کتاب نے پیر مذکور کی تقریبا تمام زندگی کو احاطہ تحریر میں لانے کی موثر کوشش کی ہے اور اُن کے مجاہدات وریاضات کو عام آدمی کے لیے قابل فہم پیرائے میں بیان کر دیا ہے۔ حتی کہ اُن کی وفات اور بعد از وفات کے اہم واقعات کو بھی قلم بند کیا ہے۔ اُن کے مرشد اور دیگر مربیان کے نام، اُن کے خلفاء کے نام اور مختصر تعارف، اُن جگہوں کا احوال جہاں بابا صاحب نے قیام کیا یا چلہ کشی کی۔ اُن کے تبرکات اور اُن پر لکھی گئی تحریروں کا بیان بھی شامل کتاب ہے جو اِس کتاب کی اہمیت کو دوچند کرتا ہے۔

بلا شبہ یہ ایک بہترین کاوش ہے جو بابا فضل الدین کلیامی کی شخصیت کا بھر پور تعارف لیے ہوئے ہے جبکہ کلیام سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ قابل قدر مصنفین سے مزید تحقیقی موضوعات پر مبنی تحریروں کا انتظار رہے گا۔

ڈاکٹر سیدہ چاند بی بی

University of Sargodha
(PERSIAN DEPARTMENT)

## حرفی چند درباره کتاب" کلیام کوچه عشق"

اُستان پنجاب به خاطر منظره های شاد، کشاورزهای زحمت کش، سربازان دلبر و باران های دل نشینی شناخته می شود هم بسیاری از صاحبان تصوف ، راهیان سلوک پرورده این مرز و بوم می بوده اند. منطقه پوتهوار یکی از مناطق مهم ایالت پنجاب به شمار می رود که عارفان راه حقیقت این منطقه نیز درمیان حق جویان معروف اند. آنانی که عمر شریف خود را در شناخت پیوند واقعی بین خدا و انسان به سر برده اند. بعضی از آنها در انزوا به جستجو پرداختند و بعضی ها مسافرت های دور و دراز نموده با أهل خدا می پیوستند و دستاوردهای این مسافرت ها و دیدارها را هم ریاضات و مشاهدات خود رابرای استفاده عموم مردم ارایه می داده اند. هم بزرگانی بودند که با خلق می آمیختند و واحد را در کثرت می یافتند.

بعضی از این بزرگواران بسیار معروف و بعضی نسبتاً کمتر به آشنایی رسیدند. بابا فضل الدین کلیامی نیز جزء گروه دومی است مردم ان ناحیه با نام و کمالات وی آگاهی ان چنانی ندارند . آقای دکتر سید احمد اقبال ترمذی با گرفتاری

های گوناگون رسمی و اداری خود بنا به علاقه فراوانی به موضوعات معرفت همت بر آن گماشتند که برای شناساندن آقای میاں فضل الدین کلیامی به علاقمندان پژوهشی انجام دهد و با همکاری آقای افتخار احمد حافظ قادری این کار خطیر را انجام داد ند . آنها حقایقی درباره بابا فضل الدین کلیامی را جمع آوریکرده و بصورت کتاب برای استفاده دلبستگان راه حقیقت تقدیم می نمایند .

فهرست محتویات کتاب مزبور می نماید که پژوهشگران مایک مضمون پیش پا افتاده را از نو زنده کرده اند تا برای محققان اینده منبع ای موثق مهیا گردد. در این نگارش متین وقایع اوایل زندگی بابا فضل الدین کلیامی از تولد تا آموزش مقدماتی ، علاقه وی به شعر و ادب به روش زیبایی بیان شده است . کمالات و درجات معنوی آن بزرگوار و بعضی از معجزات که حین زندگی از ان بزرگوار به مشاهدی رسید، نیز شامل کتاب می باشد و هم اینکه بابا فضل الدین کلیامی چگونه به درد های اطرافیان را مداوا می کرد.

محققان موقر ما سعی کرده اند که از هر گوشه زندگی بابا فضل الدین کلیامی اطلاعاتی به دست خواننده برسانند. ریاضت ها و چله کشی هایی که او انجام داد، مسافرت های وی حتی وقایع هنگام فوت آن حضرت و بعد از فوت او نیز به طرز شیوایی نوشته شده است . نام مرشد بابا فضل الدین کلیامی و هم نام مریدان و پیروان او معرفی شده ، ذکر تبرکات

آن بزرگوار و هم کتاب شناسی همراه با معرفی کامل شہرک کلیام اهیت کتاب را مضاعف می کند۔

بنده امیدوارم کہ این کتاب برای محققان مفید و برای علقمندان موجب دلبستگی باشد ۔ بہ اُمید ادامہ این فعالیت پر ارزش برای نگارندگا ن آقای دکتر سید احمد اقبال ترمذی و آقای افتخار احمد حافظ قادری آرزوی موفقیت را دارم۔

ڈاکٹر سیده چاند بی بی

شعبہ فارسی جامعسرگودها

## پیشگفتاری در مورد أولیاء الله و مقربان

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْغَنِيِّ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمَكِّيِّ الْمَدَنِيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَوْلِيَائِهِ أَجْمَعِين.

زندگی نیک مردان بزرگ و عارفانِ روشن بین، حاوی نکات آموزندهای است که دقت در آن، افق دید آدمی را عمق میبخشد و ایشان را در نیل به مقام قرب الهی یاری میکند.

عارفان و صوفیان صافی نهاد زیباترین نقشِ معرفت از عالم هستی را ترسیم نمودهاند و با ظرافتی خاص، نسبتِ بین انسان و حقیقت هستی را بیان میکنند و با دل آگاهی، مراتب هستی را طی طریق میکنند و به شهود حقیقت هستی نایل میشوند و بعد از نایل به کمال، راهنما و راهگشای دیگر سالکان خواهند بود.

در این مجال، برانیم که جزئی از زندگی و سیرت یکی ازعارفان و نیکانِ اُمت حبیب خدا صلی الله علیه وسلم که به درجهی کمال رسیده معرفی نمائیم، آن بزرگوار سیدُنا بابا فضل الدین کلیامی است. ایشان در همان اویل کودکی اصالت، شرافت و بزرگی در وجودش مشهود بود. حضرت بابا فضل الدین در دوران کودکی بیشتر به کتابهای عرفانی و تصوفیِ مثنوی معنوی و حافظ شیرازی و .... علاقمند بود، زندگی و سیرت عارفان را الگو و سرمشق خود قرار میداد.

سیدُنا بابا فضل الدین کلیامی حیات مبارکشان را در خدمت به شریعت نبوی و تزکیهی نفس که همان طریقت است، گذرانید و بعد از عمری ریاضت و مجاهده در سال (1892ء) وفات فرمودند و به رفیق اعلی پیوستند.

در اینجا به وظیفهی خود دانستم که از دوستان محبوبم جناب حاجی افتخار أحمد حافظ قادری و آغا سید أحمد اقبال ترمذی بخاطر تلاش و کوشش و جمع آوری این کتاب سپاس گزاری و تشکر کنم و از خداوند متعال می خواهم آنان را با أولیاء و عارفان محشور گرداند.

(وَصَلّی اللهُ عَلَی سَیِّدِنَا وحَبِّیبِنا وَنُورِ أَبصارِنَا وَطَبیبِ قُلوبِنا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحبِهِ وَأزواجِهِ وَأَولیائِهِ أجمَعِینَ)

کمترین بندگان خدا محمدحسین بادسار
ایران، استان کردستان، شهرستان مریوان

## اولیاء و مقربان الهی

خدا کی معرفت سے مالامال اُس کے نیکوکار بندوں کی حیاتِ پاک سبق آموز لمحات پر مشتمل ہوتی ہے جس پر غور کرنے سے اِنسانی ذہن کو کشادگی اور اسکی سوچ کو گہرائی نصیب ہوتی ہے اور اسے اللہ کا تقرب پانے میں مددگار ہوتی ہے۔ صاحبانِ تصوف وعرفان نے عالم ہستی کو معرفت کے رنگوں سے مزین کیا اور حقیقت ازلی سے انسان کے رشتوں کو نہایت عمدگی سے آشکار کیا ہے۔ یہ مردانِ خدا ایک بیدار دل کے ساتھ سلوک کے مراحل کو طے کرتے شہود

کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

زیرنظر تصنیف میں کوشش کی گئی ہے کہ اُمت حبیب خدا کے عُرفا میں سے ایک خاص ہستی جو راہ سلوک میں درجہ کمال پر پہنچے، اُن کی زندگی کے چند پہلوؤں کا ذکر کیا جائے ۔ یہ بزرگوار بابا فضل الدین کلیامی ہیں۔ خاندانی عظمت و شرافت کا اظہار اُن کے بچپن سے ہی ہونے لگا۔ حضرت بابا فضل الدین کلیامی بچپن ہی سے معرفت و تصوف کے موضوعات پر مبنی کتابوں میں دلچسپی رکھتے تھے اور اوائل عمری میں ہی مثنوی مولانا روم اور دیوانِ حافظ اُن کے زیرمطالعہ رہے۔ اُنہوں نے بزرگ صوفیا کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ عمل سمجھا۔ بابا فضل الدین نے اپنی پوری حیات مبارکہ طریقت کی اساس یعنی شریعت نبوی ﷺ کی پیروی میں بسر کی 1892ء میں ریاضت و مجاہدات سے بھرپور زندگی گزارنے کے بعد بابا فضل الدین کلیامی نے اِس دارِ فنا کو الوداع کہا اور حضور حضرت دوست باریاب ہوئے، میرا فریضہ ہے کہ میں اپنے قابل قدر دوستوں جناب حاجی افتخار احمد اور جناب سید اقبال احمد ترمذی کی محنتوں کا شکریہ ادا کروں جو اُنہوں نے اِس کتاب کے لئے مواد کی جمع آوری میں انجام دی۔

خدائے لم یزل سے ان کی کامیابیوں کے لئے التماس گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے ولیوں اور عارفوں کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین

## تاثرات بر کتاب ''کلیام کوچۂ عشق''

الحمدللہ و کفی والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انہیں انسانیت کے منصب کے ساتھ ساتھ نبوت کے منصب سے بھی سرفراز فرمایا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کو اولاد کی دولت سے نوازا۔ آپ علیہ السلام کی اولاد میں اب تک اربوں انسان عالم دنیا میں وارد ہوئے اور اربوں کی تعداد میں عالم مثال کی طرف منتقل ہوئے۔ یہ آمد و رفت کا سلسلہ صدیوں پر محیط ہے اور پورے تسلسل کے ساتھ رواں دواں ہے۔

اللہ جل شانہٗ نے اولاد آدم کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء کا انتخاب فرمایا اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ چلتا رہا اور چلتے چلتے سیدنا محمد ﷺ کی ذات بابرکات پر اختتام پذیر ہوا۔ آپ ﷺ نے اللہ جل شانہ کا پیغام پوری دیانت داری کے ساتھ انسانیت کو پہنچایا۔ آپ ﷺ نے لاکھوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا اور پوری وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ ''میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تمہارا تعلق اِن دونوں کے ساتھ رہے گا تم کامیاب اور کامران رہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب (کتاب اللہ) اور دوسری میری سنت (سنت رسول اللہ)''۔

آپ ﷺ کے اُس ارشاد مبارک پر علماء ملت اور صلحاء اُمت نے دل و جان سے لبیک کہا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و محبت رسول، اطاعت رسول اور اتباع رسول کے اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچے۔ اُنہوں نے اپنی ساری

زندگیاں اللہ جل شانہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں گزاری۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین، تبع تابعین اور آخذین نے بھی سنت رسول اور سیرتِ رسول ﷺ کو حرزِ جاں بنائے رکھا۔ خیرُ القرون سے تعلق رکھنے والے تمام حضرات کا تعلق جہاں سلوک کے ساتھ رہا وہاں احسان کے ساتھ بھی رہا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم-----"

اِس ارشاد مبارک کے مطابق خیرُ القرون سے تعلق رکھنے والے حضرات اِس اُمت کے بہترین افراد شمار ہوتے ہیں۔ دوسری صدی ہجری میں جب علوم وفنون کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا تو علمائے اُمت نے اپنے اپنے رجحان اور میلان کے مطابق روایات اور آثار کو جمع کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ مثلاً علماء تفسیر نے تفسیر سے متعلق روایات و آثار اور اخبار کو مدون کیا۔ علماء حدیث نے حدیث سے متعلق سند متصل کے ساتھ مرویات کو جمع کیا۔ فقہاء اُمت نے احکامِ شرعیہ سے متعلق مرویات کو جمع کر کے اُن سے احکام شرعیہ کے استنباط کا کام شروع کیا۔ اس صورت حال میں احوال وظروف کے مطابق صوفیاء کرام نے احسان اور سلوک سے متعلق احادیث و آثار اور اخبار کو جمع کرنے پر توجہ دی۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ تصوف سے تعلق رکھنے والا لٹریچر بعد کی پیداوار ہے۔ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں یہ ادب موجود نہیں تھا۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو عہد رسالت اور عہد صحابہ میں نہ تو تجوید کے فن کا وجود تھا، نہ اصول تفسیر اور علوم الحدیث کے فنون پائے جاتے تھے۔ نہ فقہ کی کوئی تالیف پڑھائی جاتی تھی اور نہ اصولِ فقہ کی تفصیلات

زیر بحث رہتی تھیں۔ اِن تمام علوم کے اُصول عہد رسالت اور عہد صحابہ میں موجود تھے۔لیکن مصادر اور مراجع کی تدوین دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ہوئی ہے۔ اِسی طرح تصوف اور احسان وسلوک کے اصول عہد رسالت اور عہد صحابہ میں نہ صرف موجود تھے بلکہ بھر پور طریقے سے رائج تھے۔

خلفاء راشدین کے دور میں جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور پھیلتا چلا گیا یہاں تک کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ترکستان تک اسلامی ریاست پھیل گئی اور عبد الملک بن مروان کے دور میں مغرب اور افریقہ تک صحابہ کرام اور تابعین پہنچ گئے۔ بعد میں بنو عباس کے دور میں اسلامی ریاست مزید پھیلی۔ دنیاوی وسائل کی ریل پھیل ہوئی، اِیسے حالات میں ضرورت اِس بات کی تھی کہ عوام کے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس پر توجہ دی جائے۔

تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ صوفیہ کرام نے پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک تزکیہ نفوس کا بیڑہ اٹھایا ہے، اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ برصغیر پاک وہند میں بطور خاص مشائخ چشت کو اللہ جل شانہ نے اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے منتخب فرمایا۔ خواجہ خواجگان سیدنا عثمان ہارونی ،سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ خواجگان قطب الدین بختیار کا کی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، خواجہ علاؤالدین احمد صابر کلیری اور خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اولیاء جیسے مشائخ کو اللہ جل شانہ نے برصغیر میں پیدا فرمایا۔ اُن کے انوار وبرکات اور فیوض سے پورے خطہ کو روشن فرمایا۔ یہ انوار وبرکات اب تک پھیل رہے ہیں اور بڑھ رہے ہیں۔ اس سلسلے کی کڑیاں پورے برصغیر میں جابجا آب وتاب کے ساتھ نمایاں نظر آ رہی ہیں۔

کلیام شریف کا آستانہ بھی بنیادی طور پر سلسلہ چشتیہ صابریہ کا تسلسل ہے۔ یہاں کے شیخ خواجہ فضل الدین کلیامی کو اللہ جل شانہ نے علوم ظاہریہ کے ساتھ ساتھ علومِ باطنیہ سے بھی نوازا۔ آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ اللہ جل شانہ کی معیت میں بسر کیا۔ زندگی بھر اللہ جل شانہ کی عبادت اور ذکر و مراقبہ میں رہے۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو مقبولیت خاصہ بھی عطا فرمائی اور مقبولیت عامہ بھی عطا فرمائی۔

زیر نظر تالیف آپ کی حیات و خدمات کا ایک خاکہ ہے جو مرتب نے بڑی کدوکاوش کے ساتھ مدون کیا ہے۔ مرتب محترم جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب نے حضرت میاں فضل الدین کلیامی سے متعلق جتنی بھی معلومات ہوسکتی تھیں، جمع کی ہیں۔ میں نے مسودے کا سرسری مطالعہ کیا اور اِسے مفید پایا۔ اللہ جل شانہ جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور حضرت شیخ کلیامی کے فیوض و برکات کے سلسلہ کو قائم و دائم فرمائے۔

آمین یا ربّ العالمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

**پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی**

سابق وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

سابق ڈین فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز،

سابق چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف حدیث اینڈ سیرت

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

عالی جناب افتخار احمد حافظ قادری، راولپنڈی کے وہ پیکر جمیل اور بطل ہیں جن کی شان انتہائی نرالی ہے، وہ اس طرح کہ اللہ پاک نے انہیں اندرون و بیرون ملک پاکستان، صاحبانِ کرامت و واصلانِ استقامت کی بابرکت زیارتوں سے وافر نوازا ہے۔ قبلہ حافظ قادری صاحب نے اِن مقاماتِ مقدسہ سے صرف خوشبو سونگھنے کی سعادت حاصل نہیں کی، بلکہ آہالیانِ مزارات کے احوال و مناقب اور خصائص عالیہ سے بھی عوام و خواص کو روشناس کرایا ہے۔ سجادہ نشینوں سے تعارف و فیض رسانی کے علاوہ بالعموم مزار شریف کی چادر پوشی کی سعادت سے بھی کسب فیض کیا ہے اور اُن بزرگان و مشائخ عالی مرتبت کے رنگ و نور کو خوب پھیلایا ہے۔

جناب افتخار احمد قادری صاحب اب تک 69 صنیفات عالیہ مرتب فرما چکے تھے لیکن اُن کے دل میں حسرت تھی کہ اِن تصنیفات و تالیفات کو 70 کے ہندسے تک اختتام پذیر ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس کی خاطر جستجو، تلاش اور کوشش شروع ہوئی۔ خوش بختی سے عارف باللہ حضرت بابا سائیں فضل الدین کلیامی کا نام نامی اُن کے ذہن کے اُفق گرامی پر نمودار ہوا۔ بنا بقول حافظ افتخار احمد قادری ساڑھے تین ماہ کی شب و روز محنت سے حضرت بابا فضل الدین کلیامی کے کچھ واقعات، مناقب و فضائل اُن کے مرشد خانہ سے فیض یافتہ مخلصین، مریدین اور اُن کے اپنے فیض یافتگان تک رسائی ممکن ہوئی اُن کی کثیر تعداد سے قارئین اور اہل محبت کو باخبر کیا اور کتاب کا نہایت خوبصورت عنوان **کلیام کوچۂ عشق** تجویز کیا گیا۔

حافظ قادری صاحب نے حضرت بابا کلیامی کے ابتدائی احوال حیات، تعلیم و تربیت ظاہری و باطنی تک معلومات دریافت فرما لیں۔ اُن کی سخت ریاضات و مجاہدات تک پتہ لگا لیا۔ تاجدار گولڑہ شریف، خواجہ اللہ بخش تونسوی اور دیگر مشائخ زمانہ کے ساتھ دوستانہ روحانی روابط معلوم فرما لئے۔

ان شخصیاتِ گرانقدر کا جامع مسجد مٹکال (راولپنڈی شہر کی ایک تاریخی روحانی عبادت گاہ چن بازار، محلہ شاہ چن چراغ، راولپنڈی میں واقع ہے) میں آمد و عبادت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا اِس مسجد کے پیش امام میاں خُدا بخش سے نہایت قوی رابطہ تھا۔ آپ کے اکلوتے فرزندِ ارجمند حضرت قبلہ بابو جی نے سال 1964 میں ایک جوان سال ولی اللہ عالم و فاضل حضرت حافظ غلام رضا علوی قادری شاذلی کو باہمی مشاورت سے جامع مسجد مٹکال کی خطابت کے فرائض تفویض کئے جو اِس نیک بخت حافظ علوی نے تقریباً 60 سال تک کا لمبا عرصہ مسلسل خیر و خوبی سے انجام دیئے اور آپ نے سیرت وغوثیت، قادریہ و شاذلیہ کی روحانی تعلیمات و تبلیغات، محبت اہل بیت دُرود شریف اور ذکر الٰہی سے سرفراز فرمایا اور جامع مسجد مٹکال کو اِس کا مرکز و محور بنایا اور مخلص پیروکاروں اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک جماعت پیچھے چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

**دربارِ شہنشاھی سے خوشتر　　مردان خدا کا آستانہ**

ڈاکٹر محمد اختر چیمہ
پروفیسر فارسی (ریٹائرڈ)
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

UNIVERSITY OF KARACHI
University Road, Karachi-75270
(PERSIAN DEPARTMENT)

## ذِکر فضل الدین کا ھے دِل کُشا

افتخار احمد کی جرأت کو سلام ! ! !
علم کی خدمت میں کوشاں صبح و شام
خاص رب کی ہے عنایت دم بدم
کرتے ہیں وُہ عارفوں کا احترام
درسِ عرفاں اُن کا ہے بس مشغلہ
جانتے ہیں اولیاء کا وہ مقام
فکر میں اُن کے تصوف ہے بسا
عارفانِ دینِ حق کے ہیں غلام
ہیں تلاشِ آولیاء میں وُہ مگن
آولیاء کے دم سے ہے اُن کا دوام
زندگی کا ایک ہی مقصد ہے بس
عارفوں کا دہر میں پھیلے پیام
جس کی ولیوں سے رہی وابستگی
حکمت و دانائی میں وہ مستدام
فضل رب سے، بابا فضل الدین کا
مل گیا اَحوال سارا اور کلام

شاہ بازِ لامکاں تھے یہ ولی
عاشقانِ رب کے تھے والا امام
تذکرہ اُن کا بہت ہے محترم
ذکر سے اُن کے معطّر ہیں مَشام
حافظِ شیراز کے تھے معتقد
تونسوی سے پا لیا دل کا مرام
ذکرِ فضل الدّین کا ہے دل کُشا
مل گیا کلیام کو اِن سے کِرام
معرفت کا اِک سمندر ہے نہاں
جس سے ملتا ہے دلوں کو بھی قِوام
ہے جہادِ نفس میں جن کی بقا
ایسے اہل اللہ بناتے ہیں نظام
فقر و درویشی میں قُوتِ جان ہے
ناقصاں ہرگز نہ سمجھیں گے تمام
اہل دل مٹتے نہیں ہیں فائزہ
دو جہاں میں نام رہتا ہے مدام

ڈاکٹر فائزہ زہرا مرزا
ایسوسیئیٹ پروفیسر، شعبہ فارسی
جامعہ کراچی، کراچی

## تکیۂ محمدیہ درشہرِ نارووال، پنجاب، پاکستان

### کلیام کوچۂ عشق

حضرت اعلیٰ تاجدارِ گولڑہ شریف پیر سید مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ کی مثنوی المعروف گومگو کا ایک شعر ہے۔

ہر زبان می خواند از عشق مزید یا فرید و یا فرید و یا فرید! ! !

ایک عرصہ درِ فرید پر مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہنے والے چشتیہ طریق میں خانوادۂ صابریہ کی آبرو سراپا درد و سوز حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری ﷺ کے عشق مزید کا تذکرہ بنام "کلیام کوچۂ عشق ہے"۔ کتاب ہذا کو مکرمی افتخار احمد حافظ القادری نے انتہائی خلوص اور بڑے ذوق و شوق سے مرتب کیا ہے۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی کی ساری زندگی راہِ خدا میں سخت مجاہدات اور جاں سوز ریاضت سے عبارت ہے بقول شاہ حسین ؎

کہے حسین فقیر سائیں دا، تخت نہ مِلدے منگے

بیٹھے بٹھائے کہاں یار ملتا ہے اِس کے لیے تو، تن، من، دھن کی بازی لگانی پڑتی ہے۔ مؤلف ممدوح کو اولیاء اللہ سے محبت و مودت اپنے والد حضرت حافظ فقیر محمد چشتی سے وراثت میں آئی ہے۔

ہمارے اُستاد و مربی مفتی محمد شفیع گولڑوی القادری (سیالکوٹ) نے آپ کی کتاب "زیاراتِ مصر" پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ بندۂ

قادر! خالق و مالک کی محبت میں اللہ کے دوستوں کی تلاش و جستجو اور صالحین کی معیتِ حِسّی و معنوی کے حصول کی خاطر دنیا بھر میں سفر در سفر کرتے کرتے خود بھی مالک الملک کے دوستوں میں شامل ہو گیا اور کیوں نہ ہو

**هَر چہ دَر کان نَمَک رَفت نَمَک شُد**

حافظ صاحب رجال اللہ میں سے ہیں جو ہمہ وقت مشغول رہا کرتے ہیں ایسے حضرات کی زندگی حرکت سے عبارت ہے جہاں جمود کارِ محال ہے۔

ہم دعا گو ہیں اللہ کریم! افتخار احمد حافظ القادری صاحب
کے فیض کو عام کرے اور مجھے ہمیشہ اُن سے مستفید و مستفیض رکھے۔

آمین یارَبّ العالمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

**تکیہ نشین**

**سلطان عثمان القادری نظامی**

اولیاء کے ذِکر سے تاریکیاں کرتا ہے دُور
افتخار احمد کا مُدت سے قلم ہے نُور بار

شماره ـــ
تاریخ ۱۴۰۲/۷/۲۲
پیوست ـــ

باسمه تعالی

**فرهیخته گرامی جناب آقای احمد اقبال ترمذی**

**فرهیخته گرامی جناب آقای افتخار احمد قادری**

**با اهدای سلام و تحیت**

به استحضار می رساند یک عدد کتاب الکترونیکی با عنوان کلیام کوچه عشق تذکره حضرت میاں فضل الدین کلیامی، چشتی، صابری؛ احوال، آثار، مناقب، تبرکات، خلفاء کرام که توسط جنابعالی تألیف شده تحویل این اداره شد. لازم به ذکر است کتاب مذکور نتیجه تلاش و تحقیق فراوان جنابعالی بوده که به نحو احسن نسبت به معرفی این عارف فارسی زبان قرن ۱۳ ساکن منطقه راولپنڈی پاکستان پرداخته شده است

امید است این اقدام شایسته که نشان از ایمان و ارادت خالصانه شما به ساحت مقدس ولی نعمتمان حضرت امام علی بن موسی الرضا(علیه آلاف التحیه و الثناء) می باشد مورد قبول و عنایت حضرتش واقع گردد

مهدی کریمی
رئیس اداره ... دیجیتال
۱۴۰۲/۷/۲۲
14 10 . 24

آستان قدس رضوی مشہد مقدس ایران سے کتاب ہذا پر پیغام

مشهد، حرم مطهر، صندوق پستی ۵۵ ـ ۹۱۷۳۵ تلفن ۲۲۳۰۴۹۶ ـ ۰۵۱۱ دورنگار: ۲۲۲۰۸۲۵ ـ ۰۵۱۱ www.aqlibrary.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## پیغام بر کتاب "کلیام کوچہ عشق"

در مقامات شیخ ابوالحسن خرقانی زیاد گفته و شنیده شده است اما هر آنچه گفته و شنیده شده است با تجربه حضور در تربتش متفاوت است. به مرقد پاک و شریف ابوالحسن خرقانی که پا می گذارید محو جمله او خواهید شد که گفته است هر که در این سرا درآید نانش دهید و از ایمانش مپرسید و از آنجاست که به انسانیت خواهی رسید و دیگر در نزد تو فقیر و غنی ،سیاه وسفید تفاوت نمی کند. تو انسانی برابر و یکسان با تمام بشریت خواهی شد و این کلام یعنی معجزه، یعنی خلاصه تمام مکاتب جهان که تو را از منیت رها می سازد.

بدین وسیله از تلاشهای بیدریغ دوست و برادر فرهیخته جناب آقای حاجی افتخار احمد حافظ قادری که در راستای ترویج فرهنگ مکتوب و معرفی عُرفای جهان اسلام از جمله شخصیت حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری که مشتمل بر احوال،آثار،مناقب،برکات و خلفا کرام ایشان می باشد و در کتابی با عنوان " کلیام کوچه عشق" گرد آوری گردیده است تشکر می نمایم لازم به ذکر است برخی کتابهای این نویسنده پاکستانی جهان اسلام در کتابخانه آرامگاه شیخ ابوالحسن خرقانی موجود می باشد و کتاب فوق الاشاره درباره عارف قرن سیزده نوشته شده است.

امیدوارم این کتاب به زودی چاپ و منتشر گردد تا مورد مطالعه عاشقان معرفت و مردم خوب کشور دوست و همسایه "پاکستان" قرار بگیرد.

محمد رضا رضائی

استان سمنان/شهرستان شاهرود/بخش بسطام

قلعه نوخرقان سرزمین ادب و عرفان ایران

زادگاه شیخ ابوالحسن خرقانی

جمعه المبارک ۲۷ مهرماه ۱۴۰۳ شمسی مصادف با

۱۸ اکتوبر ۲۰۲۴ عیسویی

بنامِ او

عارفان مظهر اسرار وجودند به عشق
زآن سبب در همه جا مایه جودند به عشق
پیش آنان نکند فرق کس از مذهب خویش
مکتب مهر بدین شیوه گشودند به عشق

اما بعد چون بعد از قرآن و احادیث هیچ سخن، بالاتر از سخن مشایخ طریقت نیست که سخن ایشان نتیجه کارها و حال است نه ثمره حفظ و قال و از عیان است نه از بیان که از اسرارست نه از تکرار و از جوشیدن است نه از کوشیدن و از علم لدنی است نه از علم کسبی.امیدوار است اهل خسران روزگار ،اهل دولت را فراموش نکنند و گوشه نشینان و خلوت گرفتگان را طلب کنند و به ایشان رغبت نمایند تا در نسیم دولتشان به سعادت ابدی پیوسته گردند بر خودم واجب میدانم که از تلاش وافر دوست ارجمندم جناب اقای حاج افتخار احمد قادری که از مریدان واقعی اولیاء الله می باشد و در جهت تبیین و شناخت عرفاء جدیت می نماید و همچنین در خصوص جمع آوری کتاب فوق زحمات زیادی را متحمل شده اند ،تشکر و قدردانی می نمایم.

اسلام محمدیان

جمهوری اسلامی ایران ،استان خراسان،مشهد مقدس

*مشہد مقدس سے کتاب ہذا پر پیغام*

# کتابیات

کتاب ھذا کی تیاری میں قرآن پاک، مختلف کتب احادیث اور متفرق مواد کے علاوہ درج ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جس کے لئے ہم ان کتب کے مصنفین کے لئے دُعا گو ہیں۔

| نام کتاب | مصنف | سال اشاعت |
|---|---|---|
| مہر منیر | مولانا فیض احمد | 1997ء |
| فیضان کلیام | صاحبزارہ راشد مسعود کلیامی | 2000ء |
| گلزار فضل پنجابی منظوم | راجہ مولا بخش | 2001ء |
| خیابان معرفت مترجم | حنیف حنفی | 2005ء |
| گلستان فضل | عابد حسین ہاشمی | 2015ء |
| اولیائے پوٹھوہار | صاحبزادہ مقصود احمد صابری | 2019ء |
| صحبت صالح | صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی | 2022ء |
| من نیم | عمران علی ملک | 2024ء |

## پیغام

فقراء، اولیاء افتخار احمد قادری کو یہ شرف حاصل ہوا کہ پہلی بار اُس نے شہنشاہ کلیام حضرت میاں فضل الدین کلیامی رضی اللہ عنہ کے احوال پر منظوم پنجابی کتاب گلزار فضل کو ترتیب وار پڑھ کر 70 کلپس میں ریکارڈ کروا دیا، ذوق وشوق رکھنے والے احباب ان ویڈیوز کو درج ذیل یوٹیوب چینل پر دیکھ سکتے ہیں۔

@iftakharahmadqadri

# افتخار احمد قادری

## کی اب تک شائع ہونے والی کُتب کی

# فہرست

| نمبر شمار | نام کتاب | سال اشاعت |
|---|---|---|
| 1 | زیارات مقدسہ (تحریر و تصاویر) | 1999 |
| 2 | سفر نامہ ایران وافغانستان (تحریر و تصاویر) | 2000 |
| 3 | زیارتِ حبیب ﷺ | 2000 |
| 4 | ارشاداتِ مُرشد | 2001 |
| 5 | خزانۂ درود و سلام | 2001 |
| 6 | دیارِ حبیب ﷺ (تحریر و تصاویر) | 2001 |
| 7 | گلدستۂ قصائدِ مبارکہ | 2001 |
| 8 | قصائد غوثیہ | 2002 |
| 9 | سرزمینِ انبیاء و اولیاء (تصویری البم) | 2002 |
| 10 | زیاراتِ اولیائے پاکستان (تصویری البم) | 2002 |
| 11 | بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ | 2002 |
| 12 | سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ | 2002 |
| 13 | مقاماتِ مبارکہ آل و اصحابِ رسول ﷺ | 2002 |
| 14 | زیاراتِ شام (تصویری البم) | 2003 |
| 15 | زیاراتِ شہرِ رسول ﷺ (تصویری البم) | 2003 |
| 16 | اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف | 2003 |
| 17 | فضیلتِ اہل بیت نبوی | 2005 |
| 18 | زیاراتِ مصر (تحریر و تصاویر) | 2006 |

درج ذیل دو کتابیں (دوسرے مصنفین کی) شائع کروانے کی سعادت نصیب ہوئی۔



## فہرست ذخیرۂ کُتب افتخار احمد قادری

1۔ فہرست ذخیرۂ کتب افتخار احمد قادری وعبدالروف قادری در کتابخانہ مکھڈ شریف
(یہ فہرست نظامیہ دار الاشاعت مکھڈ شریف سے شائع ہوئی)

2۔ فہرست ذخیرۂ کتب افتخار احمد قادری در کتابخانہ مولانا محمد علی مکھڈی، مکھڈ شریف وجامع سنان بن سلمہ، خضدار، بلوچستان۔
(یہ فہرست افتخار احمد قادری نے شہر راولپنڈی سے شائع کروائی)۔

# الحمد للہ والشکر للہ

# سبحانہ وتعالیٰ

# علی ھذا

# التوفیق العظیم

باسعادت ہے وہ بے شک خوش نصیب انسان ہے
جس نے لکھی جس نے چھاپی ہے یہ بابرکت کتاب

کلیام کوچۂ عشق
خزانۂ
نادر و تاریخی تصاویر
تاجدار کلیام حضرت میاں فضل الدین کلیامی کے حوالے سے آج تک کسی بھی کتاب میں آپ کے تبرکات مقدسہ کی اتنی تعداد میں نادر و تاریخی تصاویر کبھی شائع نہیں ہوئیں جتنی اِس کتاب میں شائع ہو رہی ہیں۔ اسی طرح حضرت شہنشاہ کلیامی کی نشست گاہیں اور آپ کے خلفائے کرام کے مزارات مبارکہ کی تاریخی تصاویر بھی پہلی بار اِسی کتاب میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔
الحمد للہ علی ھذا التوفیق
ان تمام متبرک نادر و تاریخی تصاویر کی زیارت کا شرف حاصل کریں اور ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔
فدائے کوچۂ کلیام شریف
سید احمد اقبال ترمذی / افتخار احمد حافظ قادری
978-969-23692-7-5